نامور مسلمان اطباء کی فراست کے عجیب وغریب واقعات
دنیائے طب آج بھی جسمانی امراض میں شفا کیلئے کس طرح بہتر
اور فطری طریقہ علاج ہے...اس کے شواہد حیرت انگیز واقعات...
میڈیکل سائنس کی ترقی اور جدید ریسرچ کے باوجود حکمائے وقت کی حذاقت و
فراست پرمبنی دلچسپ واقعات...یہ کتاب جہاں اطباء کیلئے راہنما ہے
وہاں ڈاکٹر حضرات.....عوام الناس کیلئے بھی قابل مطالعہ ہے

اطباء کے حیرت انگیز کارنامے

مرتبہ
حکیم عبدالناصر فاروقی
لکچرر جامعہ طبیہ دیوبند

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

دُنیائے طب کے شاہکار واقعات... طب کے ماہرین معالج حضرات کی خداداد حکمت وفراست
کے آئینہ دار واقعات... معالجین وعوام الناس کیلئے ایک دلچسپ کتاب...
جس کا مطالعہ یونانی طریقہ علاج کی برتری کو ظاہر کرتا ہے....
اور معالج کی حذاقت کو جلا بخشتا ہے

مرتبہ
حکیم عبدالناصر فاروقی
لکچرر جامعہ طبیہ دیوبند

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ مُلتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240)

اَطِبّاکے

حیرت انگیز کارنامے

تاریخ اشاعت..............محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

ناشر.........................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت.....................سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ.... چوک فوارہ.... ملتان

مکتبہ سید احمد شہید........ اردو بازار...... لاہور — دارالاشاعت........ اُردو بازار.......... کراچی

مکتبہ علمیہ............... اکوڑہ خٹک...... پشاور — مکتبہ رشیدیہ....... سرکی روڈ..... کوئٹہ

اسلامی کتاب گھر..... خیابان سرسید...... راولپنڈی — مکتبہ دارالاخلاص.... قصہ خوانی بازار...... پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K — 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE — BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو ان تمام ہونہار نوجوانوں کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے اپنے مستقبل کو طب یونانی کے ذریعہ خدمت خلق کر کے اس فن شریف کو ملک میں ایک باعزت مقام دلانے کیلئے وقف کر رکھا ہے ... اس کے مطالعہ سے انہیں اپنے اسلاف کی ذہانت' طباعی اور نباضی کی روشن مثالیں ملیں گی ... جن سے ان کو اپنے اندر حوصلہ' اُمنگ اور خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کرنے میں مدد ملے گی.....

فہرست عنوانات

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب حکیم خورشید احمد شفقت اعظمی صاحب
ریسرچ آفیسر انچارج لٹریری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن
جامعہ ہمدرد کیمپس، نئی دہلی 62...

بلاشبہ آج تہذیب حاضر کی چمک نے ہماری نگاہوں کو خیرہ کر دیا ہے چنانچہ ہماری مرعوبیت کی انتہا یہ ہے کہ جس چیز پر مغرب کی مہر لگ جائے اسے مستند سمجھ لیا جاتا ہے... اس کے برعکس قدما کی حقائق سے مملو کیسی ہی اہم بات کیوں نہ ہو اسے بلا تامل غیر سائنسی کہہ کر مسترد کر دیا جاتا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ طب مغرب نے نہ صرف طب یونانی سے مسلسل اکتساب فیض کیا ہے... بلکہ رسم ورہ تحقیق میں ایسے بھی بہت سے مقامات آئے ہیں کہ مغرب نے طب مشرق کی بہت سی حقیقتوں کو بیک جنبش قلم پہلے تو مسترد کر دیا لیکن خرابی بسیار کے بعد دوبارہ تسلیم بھی کر لیا... کیونکہ اس کا کوئی متبادل ہی نہیں تھا ماضی حال اور مستقبل باہم اس طرح مربوط ہیں کہ ایک دوسرے کے لیے ناگزیر کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں' ایک حصہ دوسرے کے لیے بنیاد بن جاتا ہے... یہی قانون قدرت ہے اور پھر طب یونانی کی پشت پر تو برسہا برس کے تجربات کی مہر تصدیق ثبت ہے اسی زندہ و تابندہ ماضی کی افادیت کا تذکرہ کرتے ہوئے تاریخ علوم کے ماہر اور عہد آفریں شخصیت جارج سارٹن نے انٹروڈکشن ٹو دی ہسٹری آف سائنس میں لکھا ہے...

''جو لوگ ماضی میں سائنس کے ارتقاء سے پوری طرح واقف ہیں وہی زیادہ بہتر' زیادہ درست اور زیادہ آزادانہ طور پر دور حاضر کی ہر علمی ترقی پر غور و فکر اور اظہار خیال کر سکتے ہیں برخلاف ان لوگوں کے جو اپنے زمانے میں ہی محصور ہیں اور صرف اسی حالت اور وضع کو دیکھنے

پر اکتفا کرتے ہیں کہ جسے دور حاضر کے علمی واقعات نے اپنے قبضہ میں لے رکھا ہے...''

دوسرے لفظوں میں سلف سے رشتہ جوڑے بغیر خلف ایک بے معنی لفظ ہے' یہ ایک سائنسٹی فک پہنچ (Scientific Approach) ہے اسلاف پرستی نہیں... یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی جدید ہمیشہ جدید نہیں رہتا' آج کا جدید ہی کل کا قدیم بنے گا لیکن اس کے باوصف ہر قدیم کی افادیت ختم ہو جائے یہ بھی ضروری نہیں' جدید و قدیم کا نعرہ محض ذہنوں میں انتشار پیدا کرنے کے لیے بلند کیا گیا ہے... یونانی اطباء کی بصیرت افروز حذاقت آج بھی اتنی ہی ہے جتنی کل تھی... اطباء قدیم کے حالات وکوائف نیز سریری مشاہدات پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے پیچیدہ امراض کا علاج وہ چٹکیاں بجاتے کر دیتے تھے اور الجھے ہوئے مسائل کس خوش اسلوبی سے حل کر دیا کرتے تھے کہ آج ان پر افسانہ یا سحر کا گمان ہوتا ہے... تجویز و تشخیص کی غیر معمولی صلاحیتیں انہیں قدرت نے ودیعت کی تھیں لیکن اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو قدرتی فیضان کے ساتھ ساتھ ہمیں برسہابرس کی مشق ومزاولت کی کارفرمائی بھی صاف نظر آئے گی جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ انہیں عصر حاضر کی ترقی یافتہ تکنیکی سہولتیں میسر نہ تھیں نتیجہ کار مطالعہ و تجربہ اور غور و تفحص ہی ان کا شعار بن گیا تھا... چنانچہ ان کی فنی فتوحات پر آج کے سائنس دان بھی دم بخود ہیں... پروفیسر بوئر (Prop. Boyer) نے نہ صرف اس حقیقت کا اعتراف کھلے دل سے کیا ہے بلکہ ان سے استفادہ کا صحیح طریقہ بھی بتایا ہے...

''اطباء قدیم کے اصول ونظریات گویا ایک مخزن ہیں جن سے مفید حقائق کو برآمد کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ گہری اور تحقیقی بصیرت کو کام میں لا کر صحیح مطالب کو غلط مضامین سے جدا کر لیا جائے یہ اقدام خالص سونے کو خارجی مادوں (آمیزشوں) سے چھانٹنے کے مترادف ہے...''

یہ کام تاریخ و تذکرہ اور خود معالجات کی قدیم کتابوں کے وسیع مطالعہ اور ژرف نگاہی کا طالب تھا چنانچہ یہ قرعہ فال ہمارے ہونہار نوجوان طبیب حکیم عبدالناصر فاروقی لیکچرار جامعہ طبیہ' دیوبند (یوپی) کے حصہ میں آیا جنہوں نے بڑی محنت اور دیدہ ریزی سے اسے انجام دے کر زیرنظر کتاب ''اطباء کے حیرت انگیز کارنامے'' تالیف کی ہے... حکیم عبدالناصر سلمہٗ اس خانوادے کے چشم چراغ ہیں جو مذہبی اور علمی خدمات کے سلسلہ میں ایک بلند

مقام کا حامل ہے... امام اہل سنت مولانا عبدالشکور فاروقی مجددی رحمہ اللہ مدیر ''النجم'' لکھنؤ عزیز موصوف کے پردادا تھے... خاندانی پس منظر پر تفصیل سے روشنی خود مصنف نے ڈالی ہے... راقم الحروف ذاتی طور پر بھی مصنف سے ان کے عہد طفولیت سے واقف ہے... الولدسر لابیہ کے بمصداق ان کی افتادطبع کا اندازہ سن شعور کے آغاز سے ہی ہونے لگا تھا جس میں طبی تعلیم اور ذوق مطالعہ نے مزید جلا پیدا کردی... ان کی تحریری صلاحیت خاندانی وراثت کی غمازی کرتی ہے... حکیم عبدالناصر سلمہٗ کی یہ اولین تحریری کاوش ایک تعمیری بلکہ انقلابی قدم کا پیش خیمہ ثابت ہوگی اور نہ صرف ماضی سے باخبری کا ذریعہ بنے گی بلکہ اس کے مطالعہ سے ذہن کے دریچوں سے حوصلہ اور امنگ کی نئی کرنیں بھی داخل ہوں گی... یہ محض پر لطف حالات اور واقعات کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ فہم وبصیرت کا روشن چراغ بھی ہے جس سے ہزاروں نئے چراغ جلیں گے اور نئی نسل کو حوصلہ امنگ نیز فنی خوداعتمادی حاصل ہوگی یہی مصنف کی آرزو بھی ہے...

کتاب کا اسلوب عام فہم اور زبان بامحاورہ ہے اس خوبصورت فنی مرقع کو دیکھ کر مصنف سے بجاطور پر ہم بڑی امیدیں وابستہ کرسکتے ہیں... خدا انہیں پروان چڑھائے اور ان کے ذوق مطالعہ وتحریر کو بھی تاکہ اردو زبان میں طبی کتب کے سرمایہ میں اضافہ ہوتا رہے امید ہے کہ فنی حلقوں اور عوامی سطح دونوں میں یہ کتاب قبول عام حاصل کرے گی...

شفقت اعظمی:۔ نئی دہلی، 14 جنوری 1994ء...

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی

والدین کے ذریعہ سرکاری کاغذات میں لکھائے ہوئے ریکارڈ کے مطابق یکم دسمبر 1964ء کو لکھنؤ کے ایک مشہور علمی و دینی گھرانے میں میری پیدائش ہوئی... شیر خوارگی کے ایام گذارنے کے بعد جب بولنے اور بات کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی تو میرے نانا مولانا عبدالسلام صاحب فاروقی رحمہ اللہ (م 1973ء) نے میری تعلیم کی بسم اللہ کرائی... ابتدائی تعلیم گھر پر ہی مختلف اساتذہ سے دلائی گئی اور پھر لکھنؤ کے مشہور دینی مدرسہ میں باقاعدہ داخل کر دیا گیا...

1968ء میں ہم سب بھائی بہن والدین کے ساتھ لکھنؤ سے دہلی آ گئے اور پھر 1970ء میں ہمدرد نگر نئی دہلی منتقل ہو گئے جہاں اس زمانے میں میرے والد ماجد جناب عبدالحیٔ فاروقی صاحب انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ میں (جواب جامعہ ہمدرد کے نام سے جانا جاتا ہے) شعبہ تاریخ طب سے وابستہ تھے... اس طرح ہم لوگ موجودہ ہمدرد نگر نئی دہلی کے پروقار اور پرسکون کیمپس میں اور ایک خالص علمی ماحول میں مزید تحصیل علم میں مصروف ہو گئے... ہم بھائی بہنوں نے ہمدرد نگر کے صحت مند ماحول میں شعور سنبھالا اور بفضلہ تعالیٰ ابھی تک ہم لوگوں کا تعلق وہیں سے ہے... اس لیے ہم لوگوں کو اس سرزمین سے وطن جیسی محبت ہے... یہیں آ کر ہم لوگوں کو آزاد ہندوستان کے طب یونانی کے مسیحا اور محسن ملک و ملت جناب حکیم عبدالحمید صاحب دہلوی مالک ہمدرد دواخانہ اور بانی و چانسلر جامعہ ہمدرد نئی دہلی کو بہت قریب سے دیکھنے اور جاننے کا موقع ملا...

ہمدرد نگر کے جوار ہی کے ایک پبلک سکول میں ہم لوگوں کو داخل کر دیا گیا جہاں سے آٹھویں کلاس پاس کرنے کے بعد مجھے اور میرے بڑے بھائی ڈاکٹر عبدالہادی عرشی کو گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول' چراغ انکلیو نئی دہلی میں داخل کر دیا گیا جہاں ہم دونوں

بھائیوں نے 1980ء میں دسویں کلاس فرسٹ ڈویژن میں پاس کی اس سال دہلی میں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونے والے صرف دس مسلم طلباء تھے جن میں ہم دونوں بھائی بھی شامل تھے...اس حقیقت کا اظہار انہی ایام میں مشہور صنعت کار اور ماہر تعلیم جناب احمد رشید شروانی نے بھی اپنے ایک اخباری بیان میں کیا تھا...اسی لگن اور محنت کے ساتھ ہم لوگوں نے 1982ء میں بارہویں کلاس بھی امتیازی نمبروں کے ساتھ پاس کرلی...

اس منزل پر آ کر والد ماجد نے غور وفکر اور اپنے احباب سے مشورہ کرنے کے بعد ہم دونوں کو ہمدرد طبی کالج نئی دہلی (موجودہ فیکلٹی آف میڈیسن جامعہ ہمدرد) کے پری طب کورس میں داخل کر دیا جہاں 1982ء سے 1988ء تک ہم دونوں بھائی ہر سال اوسطاً ستر فیصد نمبروں کیساتھ کامیاب ہوتے رہے...اس پورے عرصۂ طالب علمی میں اپنے جن مشفق اساتذہ سے میں زیادہ متاثر ہوا ہوں ان میں جناب پروفیسر حکیم جمیل احمد صاحب پرنسپل (موجودہ ڈین فیکلٹی آف میڈیسن) حکیم علاء الدین خان صاحب، حکیم ضیاء الحسن صاحب، حکیم عبد الصمد خان صاحب، حکیم عبد الجبار صاحب اور حکیم مشکور احمد صاحب کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں... 1988ء میں بی یو ایم ایس فائنل اعلیٰ نمبروں سے پاس کرنے کے بعد ہم لوگوں کو ایک سال کے لیے مجیدیہ اسپتال نئی دہلی میں ہاؤس جاب کرنے کا موقع بھی ملا... 1990ء میں اسے مکمل کرنے کے بعد میں نے طبی درس وتدریس کا مشغلہ اختیار کیا اور میرے بڑے بھائی نے نئی دہلی میں اپنے ذاتی مطب کا آغاز کیا جو بحمد اللہ بدستور جاری ہے...میں گزشتہ کئی برسوں سے جامعہ طبیہ دیوبند میں بحیثیت لیکچرار تدریسی خدمات انجام دے رہا ہوں...

طب کا پیشہ ہم لوگوں کے لیے کوئی نیا نہیں ہے، بچپن ہی سے اسی قسم کے ماحول میں پرورش ہوئی، اپنے خاندان کے بعض بزرگوں کو بھی اس فن شریف سے منسلک دیکھا اور سنا... میرے والد ماجد تقریباً بیس سال سے طبی علوم وفنون پر تحقیق وتدوین اور تراجم کا کام کر رہے ہیں اور اب وہ ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز جامعہ ہمدرد سے وابستہ ہیں... ہمارے پردادا حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی مجددی رحمہ اللہ مدیر النجم لکھنؤ (م 1962ء) ایک مشہور عالم دین اور صحافی ومصنف ہونے کے ساتھ ساتھ علم طب کے

بھی فاضل تھے' انہوں نے باضابطہ طب کی تعلیم خاندانِ عزیزی کے ایک فرد فرید حکیم حافظ عبدالولی لکھنوی رحمہ اللہ (م 1914ء) سے حاصل کی تھی اور ابتداء کچھ عرصہ تک لکھنؤ میں مطب بھی کیا تھا اور قدیم طبی کتابیں تو اکثر ان کے درس میں شامل رہا کرتی تھیں' اسی طرح ہمارے ایک اور خاندانی بزرگ مولوی حکیم فضل علی صاحب کاکوروی رحمہ اللہ (م 1901ء) بھی باضابطہ حکیم تھے اور یہی ان کا پیشہ بھی تھا.. آج بھی ہمارے خاندان کے بعض حضرات طبیب ہیں اور اسی خدمت خلق کے پیشے میں اپنی عمر عزیز صرف کر رہے ہیں...

لکھنا پڑھنا اور تصنیف و تالیف ہمارے خاندان کا ایک امتیازی وصف ہے اپنے اکابر کی اس نسبت عالیہ کی بدولت اس ناچیز کو بھی اس کا کچھ ذوق حاصل ہوا ہے چنانچہ زمانہ طالب علمی ہی سے درسی کتابوں کے علاوہ بعض دوسری علمی کتابیں بھی برابر میرے مطالعہ میں رہی ہیں... یہی وجہ ہے کہ اس وقت جو کتاب ناظرین کے ہاتھ میں ہے وہ میرے اسی ذوق کتب بینی کا ثمرہ ہے... اس میں میں نے کچھ ایسے واقعات جمع کرنے کی کوشش کی ہے جس سے اکابر کی فنی مہارت' حذاقت' ذہانت اور نباضی کے کمالات کا اندازہ ہوتا ہے... تاریخ اور تذکروں کی کتابوں میں اس قسم کے عجیب و غریب واقعات بے حد و بے شمار ہیں جن میں سے بہت ہی مختصر تعداد کو میں نے یہاں پیش کرنے کی کوشش کی ہے... ان واقعات کے مطالعہ سے ہم جیسے طالب علموں کو ایک حوصلہ' امنگ اور فنی خود اعتمادی حاصل ہوتی ہے اور یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اسلاف نے کیسے کیسے مشکل اور پیچیدہ امراض کا چٹکیوں میں علاج کیا ہے اور اس طرح سے عوام کے دلوں پر طب یونانی کا سکہ جما دیا ہے... میں نے ان واقعات کو جہاں اور جیسے بھی پایا ہے نقل کر دیا ہے اور مآخذ کی اہمیت اور اقدمیت پر زیادہ توجہ نہیں دی ہے کیونکہ میرا مقصد تو صرف ان حضرات کے کارناموں کو نئی نسل تک پہنچانا ہے تاکہ وہ اپنی عملی زندگی میں کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہ ہوں البتہ اس کتاب میں ہر واقعہ کا عنوان اور اس میں مذکور شخصیات کے مختصر حالات پر مبنی حواشی خود میرے مرتب کردہ ہیں تاکہ اس سے کتاب کی علمی افادیت بڑھ جائے! یہ کتاب میری پہلی علمی کاوش ہے اس کے علاوہ اور دوسرے طبی موضوعات پر بھی میں کام کر رہا ہوں جو بڑی حد تک مرتب ہو گیا

ہے ان شاء اللہ وہ بھی جلد ہی شائع ہو کر منظر عام پر آ جائے گا...

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے والد ماجد کی علمی اعانتوں کا اظہار نہ کروں، جنہوں نے بہت سے ماخذ کی نشاندہی فرمائی اور بعض عربی و فارسی کتابوں کے اقتباسات کے اردو تراجم سے بھی میری مدد فرمائی ہے... میں نے اس سلسلہ میں جن لائبریریوں اور کتب خانوں سے استفادہ کیا ہے ان میں سنٹرل لائبریری جامعہ ہمدرد نئی دہلی، ذاکر حسین لائبریری جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی، اجمل خان طبیہ کالج لائبریری علی گڑھ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند، کتب خانہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور لائبریری جامعہ طبیہ دیوبند شامل ہیں... میں ان لائبریریوں کے ذمہ داروں شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے قدیم اور قیمتی کتابیں، اخبارات اور رسائل سے استفادہ کرنے کا موقع بڑی فراخدلی سے دیا... آخر میں میں فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی لکھنؤ کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں جس کے گراں قدر مالی تعاون سے اس کتاب کی اشاعت میں مدد ملی...

ناچیز

عبدالناصر فاروقی

جامعہ طبیہ دیوبند

4 جنوری 1994ء

عمل بد کی سزا

ایک دن اسقلی بیوس (اسقلی بیوس: یہ فن طب کا موجد ہے اور پہلا یونانی ماہر اور نامور طبیب ہے جو ہرمس اول یعنی حضرت ادریس علیہ السلام کا شاگرد تھا... اس کی سن پیدائش، جائے پیدائش اور وفات وغیرہ کے بارے میں کافی اختلاف ہے... ایک خیال یہ ہے کہ اس کا دور طوفان نوح سے پہلے کا ہے حکیم بقراط بھی اسی کے خاندان میں سے ہوا ہے... یونانی لوگ اسے رب الشفاء مانتے تھے اور اس کی پرستش کرتے تھے... جالینوس اسقلی بیوس کو الہامی طبیب لکھتا ہے اس نے نوے (90) سال کی عمر پائی جس میں ابتدائی 50 برس تعلیم و سیاحت میں گزرے اور باقی 40 برس علم و عمل میں بسر ہوئے... مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس کے بارہ ہزار سے زائد شاگرد تھے... اس کی وفات کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ ایک ستون پر بیٹھ کر آسمان کی طرف اڑ گیا...) عبادت الٰہی میں مشغول تھا اس کے پاس ایک حاملہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ آئی اور پیدا ہونے والے بچے کے متعلق دریافت کرنے لگی... اسقلی بیوس نے کہا کہ جب تمہارا شوہر سورج کی عبادت کر رہا تھا اسی درمیان تم نے بدکاری کی تھی یہ اس کی سزا ہے کہ تمہارا پیدا ہونے والا بچہ بدشکل ہوگا... چنانچہ جب اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس کے دونوں ہاتھ سینے میں گھسے ہوئے تھے... (تاریخ طب ص 68)

چارے اور دانے کی کمی

بقراط (بقراط کو ابوالطب کہا جاتا ہے کیوں کہ اس نے طب کے بکھرے ہوئے شیرازے کو سینوں سے نکال کر کتابوں میں جمع کیا... یہ جزیرہ کوس (یونان) میں تقریباً 460 ق م پیدا ہوا... امراض کی پیدائش کے سلسلہ میں اس نے نظریہ اخلاط کی تعلیم دی اور

طبیعت مدبر بدن کو قدرتی معالج بتایا...اس کا کہنا تھا کہ طب قیاس اور تجربہ کا مجموعہ ہے یہ اپنے شاگردوں سے ایک معاہدہ لیا کرتا تھا جس کو معاہدہ بقراطیہ کہا جاتا ہے....بقراط ایک قابل جراح بھی تھا اس کی تہتر تصانیف میں سے آٹھ کتابیں صرف فن جراحی کے متعلق ہیں...اس نے 357ق م 97 ستانوے سال کی عمر میں مرض سِل سے انتقال کیا) (460-357ق م) کو ایک یونانی بادشاہ نے علاج کے لیے بلایا اور اس کا امتحان لینے کی غرض سے بیل کا پیشاب اس کے پاس بھیجا اور پوچھا کہ اس کو کیا شکایت ہے؟ بقراط نے دیکھتے ہی کہا کہ مریض چارے اور دانے کی کمی کی شکایت کر رہا ہے... بادشاہ بقراط کی اس تشخیص سے بہت خوش ہوا اور اسے کافی انعام واکرام سے نوازا...(اخبار الطب کراچی اپریل 1985ء)

گرمی سے علاج

افلاطون (افلاطون مدینۃ الحکماء ایتھنز کا باشندہ تھا...علوم حکمیہ' طب اور ریاضی میں مشہور حکیم سقراط (470-399ق م) کا شاگرد تھا...

اس کے علاوہ اس نے فیثاغورس (566-470ق م) کے بعض معروف تلامذہ سے بھی اخذ علوم کیا تھا، مشہور حکیم اور فیلسوف ارسطو (384-322ق م) اسی کا شاگرد تھا علم ہندسہ' علم النفس اور علم الروح میں مہارت کے ساتھ ساتھ طب وفلسفہ میں بھی درجنوں کتابیں اس کی طرف منسوب ہیں 347ق م میں اکیاسی سال کی عمر میں فالج سے اس کی وفات ہوئی) (427-347ق م) کے استاد کے پاس ایک مریض آیا...اس کے سر پر ہزار پایہ چمٹا ہوا تھا...

استاد نے چمٹی سے پکڑ کر اسے علیحدہ کرنا چاہا مگر افلاطون نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اس عمل سے سر کی جلد بھی ہزار پایہ کے ساتھ اکھڑ کر چلی آئے گی...پھر اس نے ایک ترکیب بتائی کہ پہلے اس کو آگ کی حرارت پہنچائیں' گرمی کی وجہ سے یہ اپنی جگہ چھوڑ دے گا پھر اس کو چمٹی سے پکڑ کر الگ کرلیں چنانچہ اس کی اس تدبیر پر عمل کیا گیا جس سے مریض کو اس مصیبت سے نجات مل گئی...(رموز مطب ص 4)

قلب کی دھڑکن سے تشخیص

مشہور یونانی حکیم ارسطاطالیس (اس کا نام ارسطو بھی ہے...اس کو معلم اول بھی کہا جاتا ہے... یہ یونان کے شہر ارسطاغریہ میں پیدا ہوا طب یونانی کے معماروں میں اس کا نام لیا جاتا ہے اس کو ابوالارواح کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے... یہ علم حیوانات کا موجد تھا...اس نے اس موضوع پر ایک بڑی کتاب بھی لکھی ہے... یہ فلسفہ مشائیین کا بھی موجد تھا... منطق، طبعیات، الٰہیات اور اخلاقیات میں اس کی کئی تصانیف ہیں... 62 سال کی عمر میں مرض دق سے اس کا انتقال ہوا اور ارسطاغریہ میں دفن ہوا...) (384-322 ق م) نے اینٹی کولس نام کے ایک شہزادے کو دیکھا جو بغیر کسی سبب کے روز بروز کمزور ہوتا جارہا تھا...ارسطاطالیس کو مرض عشق کا شبہ ہوا...اس نے شاہی محل کی تمام خواتین کا نام لیا اور خود مریض کے قلب پر ہاتھ رکھے رہا... جب شہزادے کی خوشدامن کا نام لیا گیا تو اس کا دل یکا یک زور زور سے دھڑکنے لگا... طبیب نے تشخیص کی کہ یہ اپنی خوشدامن کے عشق میں گرفتار ہے...(اطباء قدیم کے کلینکی مشاہدات ص 81)

آواز کے زائل ہونے کا علاج

جالینوس (جالینوس اپنے عہد کا نہایت جلیل القدر اور نامور طبیب تھا فن طب کے ان آٹھ اماموں میں اس کا بھی شمار ہوتا تھا' جنہوں نے علم طب کو ترقی دینے میں سخت کوششیں کیں... وہ اپنے وطن گیموس میں مجروحین کا سرجن مقرر کیا گیا تھا...اطباء قدیم میں یہ سب سے زیادہ عالم اور متبحر تھا اس نے سعئ بلیغ سے ایک ایسا نظام طب پرتب کیا تھا جو کئی قرنوں تک ناقابل ترمیم و اصلاح شمار کیا جاتا رہا...اس نے علم طب کو بھی بہت فروغ دیا... تقریباً چارسو کتابیں اس کی تصانیف میں شمار کی جاتی ہیں ستر سال کی عمر میں مرض اسہال سے اس کی وفات ہوئی...) (131-200 ق م) کے پاس ایک مریض آیا جس کی گردن میں گلٹی نکل آئی تھی... کسی جراح نے اسے نکال دیا جس سے گلٹی تو ٹھیک ہوگئی لیکن آواز بیٹھ گئی... اور بھوک بھی بند ہوگئی... جالینوس نے اچھی طرح معائنہ کیا اور گردن میں کچھ گرم دواؤں کا لیپ

کرایا جس سے چند دنوں میں مریض ٹھیک ہوگیا... جالینوس نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ گردن کے قریبی اعصاب میں سردی کا اثر پہنچ گیا تھا اس لیے آواز بیٹھ گئی تھی... گرمی کے پہنچنے سے یہ اثر دور ہوگیا اور آواز ٹھیک ہوگئی... (رموز مطب ص 6)

شانے کی چوٹ سے انگلیاں بے حس

ایک شخص کو گھوڑے سے گرنے پر جسم کے مختلف مقامات اور خاص کر دونوں شانوں کے درمیان کافی چوٹ آ گئی... علاج کرنے پر چوٹ تو ٹھیک ہوگئی مگر اس کی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی حس ختم ہوگئی... اطباء وقت نے انگلیوں میں خارجی دوائیں لگوائیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا... آخر میں جالینوس کی طرف رجوع کیا گیا جالینوس نے حالات معلوم کیے اور کہا کہ انگلیوں کے پٹھے ان کی جڑوں اور ان کے مبداء کو نقصان پہنچا ہے... چنانچہ اس نے ایک مرہم دیا اور ہدایت کی کہ اس کو دونوں شانوں کے درمیان چوٹ کے مقام پر لگایا جائے مریض نے ایسا ہی کیا جس سے اس کی تکلیف دور ہوگئی اور قوتِ حس دوبارہ لوٹ آئی... (تذکرہ مشاہیر عالم ص 95)

نکسیر سے بخار میں فائدہ

شہر رومیہ کے ایک نوجوان کو بہت تیز بخار ہوا... بہت سے اطباء اس کے پاس موجود تھے اور وہ اس کے بخار کو کم کرنے کی تدابیر کر رہے تھے... آخر میں سب نے یہ طے کیا کہ اس نوجوان کی فصد کھول کر خون خارج کر دیا جائے... ہوسکتا ہے کہ اس سے بخار کم ہو جائے اور مریض کو راحت مل جائے... ابھی یہ طے ہو ہی رہا تھا کہ جالینوس کا ادھر سے گذر ہوا... اس نے جب سنا کہ اطباء فصد کھولنے کی بات کر رہے ہیں تو اس نے ان کو منع کیا اور کہا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد اپنے آپ ہی خون بہہ جائے گا... فصد کھولنے کی ضرورت نہیں ہے... ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ وہاں موجود لوگوں نے دیکھا کہ مریض کی ناک سے نکسیر کی شکل میں یکایک خون جاری ہوگیا... سب لوگ جالینوس کی اس پیش گوئی سے متحیر ہوگئے... تھوڑی دیر کے بعد وہ مریض جو بخار میں بھن رہا تھا ٹھیک ہوگیا... (تاریخ الاطباء ص 431)

گرنے سے آواز بند

ایک شخص کو گر جانے سے جسم پر چوٹ آگئی...علاج کرنے سے چوٹ تو ٹھیک ہوگئی لیکن آواز بند ہوگئی اور بہت کوشش کے باوجود بھی منہ سے آواز نہیں نکلتی تھی...اطباء اس بات سے کافی حیران ہوئے کہ گرنے سے قوت گویائی کیوں ختم ہوگئی؟ جالینوس نے بھی اس مریض کو دیکھا اور کہنے لگا کہ گرنے سے بولنے والے آلات مجروح ہو گئے ہیں اس نے اس بات کی بھی وضاحت کر دی کہ آواز کیسے اور کن آلات سے پیدا ہوتی ہے...اپنے کہنے کے مطابق اس نے انہیں آلات کا علاج کیا جس سے مریض بولنے پر قادر ہو گیا اور اس کی پہلے والی حالت دور ہوگئی...(تذکرہ مشاہیر ص 94)

مرضِ عشق کی تشخیص

ایک عورت ہر وقت مغموم رہتی تھی اور دن رات بہت بے چینی سے گزارتی تھی اور اس حالت کو پہنچ گئی تھی کہ بالکل مجنوں معلوم ہوتی تھی... جالینوس کے پاس اس عورت کو لایا گیا...جالینوس نے اس عورت کی نبض دیکھی اچانک ایک مشہور رقاص کا ذکر آ گیا اس کا نام سنتے ہی اس کی نبض میں زور سے حرکت پیدا ہوئی اور وہ غیر منتظم ہوگئی...جالینوس نے اور دوسرے مشہور رقاصوں کا نام لیا لیکن کسی کے نام پر بھی اس طرح کی کوئی حرکت نہیں ہوئی جالینوس سمجھ گیا کہ یہ عورت اسی رقاص پر فدا ہے جس کے نام پر نبض میں یہ مخصوص تغیر ہوا ہے اس طرح مرضِ عشق میں جالینوس کی تشخیص صحیح نکلی...(اطباء قدیم کے کلینکی مشاہدات ص 18)

خصیے نکالنے سے داڑھی غائب

مشہور جابر حاکم حجاج بن یوسف سقفی کے زمانے میں تیاذوق (تیاذوق حجاج بن یوسف الثقفی (م 95ھ/714ء) کے دور کا طبیب خاص تھا اس کے نام سے اس کے یونانی ہونے کا پتہ چلتا ہے...یہ بہت جری تھا...اور حجاج بن یوسف ثقفی پر برملا تنقید کر دیتا تھا طب

اور مبادیات طب پر اس کی گہری نظر تھی...اس کا انتقال 90ھ /709ء میں بمقام واسط میں ہوا اس کے دو نامور تلامذہ فرات بن شحناثا الیہودی (م 222ھ /836ء) اور عیسیٰ بن موسیٰ نے عہد عباسی میں بہت شہرت اور ناموری حاصل کی' تیاذوق کی تین تصانیف کا تذکرہ ملتا ہے...الکناش' کتاب الابدال الادویہ اور تفسیر اسماء الادویہ...) نامی طبیب گذرا ہے...
حجاج ایک مرتبہ دردسر میں مبتلا ہوگیا اس نے تیاذوق کو طلب کیا اور اس سے علاج دریافت کیا...تیاذوق نے کہا کہ اپنے دونوں پاؤں کو گرم پانی سے دھولو اور پھر اس پر تیل مَل لو... اس سے آرام ہو جائے گا...اس وقت ایک خواجہ سرا (خصی مرد) موجود تھا...اس نے تیاذوق سے کہا میں نے تم سے زیادہ جاہل طبیب نہیں دیکھا امیر کے سر میں درد ہے اور تم پاؤں میں دوا لگانے کے لیے کہہ رہے ہو...تیاذوق نے کہا اس کی علامت تو خود تمہارے بدن میں موجود ہے...خواجہ سرا نے پوچھا وہ کیا...تیاذوق نے کہا تمہارے خصیے نکال دیئے گئے تھے جس کے نتیجہ میں چہرہ سے داڑھی غائب ہوگئی...(حکایات الاطباء حصہ اول ص 10 بحوالہ ابن ابی اصیعبہ)

سر منڈوانے سے موت

عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور (754-775ء) کے ساتھ سفر حج میں ایک مرتبہ اس کا شاہی طبیب لجلاج (لجلاج خلیفہ منصور عباسی کا شاہی طبیب تھا اور نہایت حاذق و تجربہ کار تھا...اخیر وقت میں خلیفہ منصور کے ساتھ سفر حج میں تھا) بھی ساتھ تھا ایک دن اس نے یہ پیش گوئی کی کہ خلیفہ کی جوں جوں عمر بڑھتی جائے گی...
اس کے مزاج کی گرمی اور خشکی بھی بڑھتی جائے گی نیز اس نے یہ بھی کہا کہ خلیفہ نے حج کے لیے جو اپنا سر منڈوایا ہے اور اس پر جو خوشبو لگائی ہے' یہ عمل بھی اس کے لیے مناسب نہیں ہے...اگر یہ عمل اسی طرح جاری رہا تو شاید ہی یہ مکہ مکرمہ تک زندہ پہنچ سکے...لجلاج کی یہ پیش گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی...خلیفہ کو ایک مقام پر پہنچ کر خشکی دماغ کی شکایت ہوئی اور مکہ مکرمہ پہنچتے ہی وہ انتقال گیا...(ترجمہ فارسی عیون الانباء ج 1 ص 380-381)

مصنوعی چاند

عباسی خلیفہ مہدی (775-785ء) کے عہد میں ایک طبیب گذرا ہے جس کا نام ابن عطاء تھا لیکن وہ حکیم المقنع (مہدی کے دور خلافت میں حکیم المقنع کی بہت شہرت تھی... یہ علاقہ "مرد" کا رہنے والا تھا اور سونے کا ایک چہرہ لگا کر گھومتا پھرتا تھا.. اس نے اپنی خداداد ذہانت اور طباعی کے زعم میں پہلے نبوت کا اور پھر بعد میں خدائی کا دعویٰ کیا.. اس کا کہنا تھا کہ میرے اندر خدا کی روح ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے خراسانی اس کے تابع ہو گئے اور اس کو سجدہ کرنے لگے... خلیفہ مہدی نے اس کے خلاف کارروائی کی اور اس کو قتل کرنے کے لیے فوج روانہ کی.. فوج نے مقنع کو ایک قلعہ میں گھیر لیا... جب اس کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو اس نے آگ جلا کر اپنے تمام اہل و عیال کو دھکا دیکر جلا دیا اور پھر خود بھی آگ میں کود پڑا اور مر گیا... پھر اس کی لاش کا سر کاٹ کر مہدی کے پاس بھیجا گیا اس طرح اس فتنہ سے نجات ملی... علامہ سید سلیمان ندوی کا کہنا ہے کہ اس کے ہاتھ کٹے ہوئے تھے... اور یہ طرح طرح کے کرتب دکھا کر لوگوں کو خوش کرتا تھا... یہ بہت پستہ قد و یک چشم تھا اس کو عام طور سے پیغمبر خراسانی بھی کہا جاتا ہے) کے لقب سے زیادہ مشہور تھا اس کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ اس نے ایک عجیب و غریب مصنوعی چاند بنایا تھا جو نخشب نامی مقام کے ایک کنویں سے روزانہ طلوع ہو کر چھ میل سے زیادہ رقبہ پر اصل چاند کی طرح ضیا گستری کرتا تھا اور پھر وقت متعینہ پر خود ہی غروب بھی ہو جاتا تھا... (اسلامی طب شاہانہ سرپرستیوں میں ص 7)

بات کی سچائی

مشہور عباسی خلیفہ ہارون رشید (786-809ء) کی بہن خلال بانو ایک مرتبہ سخت بیمار ہوئی جبرئیل بن بختیشوع (یہ اپنے وقت کا بہترین طبیب تھا.. خلفاء عباسیہ میں سے دو جلیل القدر خلفاء رشید و امین کا طبیب خاص تھا.. خلیفہ کی طرف سے اس کو بے پناہ انعامات ملتے تھے... 213ھ/828ء میں خلیفہ مامون نے ممالک روم پر حملہ کیا اس وقت جبرئیل کو مرض شدید لاحق ہوا جو اس کی وفات کا سبب بنا... اس نے 607 کتابیں بھی لکھی ہیں (تاریخ

الاطباء49-445))(م828ء)علاج پر مامور تھا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا...خلیفہ اپنی بہن کی بیماری سے بہت فکر مند تھا لہٰذا ایک دوسرا طبیب یوحنا (بن ماسویہ انگریزی کتب میں اس کا نام یحییٰ بن ماسویہ لکھا ہے...اس کا زمانہ حیات 777ء سے 857ء تک ہے...خلفاء عباسیہ کے دربار میں اس کی بہت عزت تھی' خلیفہ ہارون رشید کے حکم سے اس نے بہت سی قدیم یونانی و سریانی کتب کے عربی میں ترجمے کیے' اس کے علاوہ اس نے تشریح' دوا سازی' تغذیہ' معالجات اور امراض چشم پر کئی کتابیں تصنیف کی ہیں...تقریباً 40-45 کتابیں اس کی طرف منسوب ہیں...یہ بیمارستان بغداد کا مدیر اور محکمہ ترجمہ کا افسر اعلیٰ تھا خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ سے خلیفہ متوکل کے زمانے تک درباری طبیب رہا جبرئیل بن بختیشوع اس کا استاد تھا...) کو علاج کے لیے بلایا گیا...ماسویہ نے جبرئیل سے علاج کی تفصیل پوچھی تو یہ پایا کہ جبرئیل کا علاج بالکل صحیح ہے...پھر اس نے خود مریضہ کا معائنہ کیا اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ پرسوں آدھی رات سے پہلے یہ انتقال کر جائے گی...جبرئیل نے جب یہ سنا تو کہا کہ بالکل غلط ہے...

یہ صحت یاب ہو کر عرصہ تک زندہ رہے گی...لیکن ماسویہ کا یہ قول بالکل صحیح ثابت ہوا اور اس نے جو وقت مریضہ کی موت کا بتایا تھا ٹھیک اسی وقت اس نے دوم توڑ دیا...(ترجمہ فارسی عیون الانباء ج1ص32-431)

مسہل سے دستوں میں فائدہ

خلیفہ مامون رشید (2118ھ / 833ء) کے زمانہ میں ایک شخص کو دستوں کی شکایت ہوئی...دن میں پچاسوں مرتبہ دست آنے لگے...جس سے حالت بگڑ گئی' حکیم بختیشوع کو علاج کے لیے بلایا گیا...اس نے حتی الامکان کوشش کی دست بند ہو جائیں...مگر کوئی تدبیر کام نہ آئی بالآخر اس نے مایوس ہو کر مریض کو دست آور دوا پلا دی جس سے ایک دن تو خوب دست آئے مگر دوسرے دن سے طبیعت سنبھلنے لگی اور دست بھی بند ہو گئے... لوگوں نے حکیم سے اس علاج کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ دستوں کا اصل سبب فاسد مادہ تھا جو دست آور دوا کے استعمال سے خارج ہو گیا...(چہار مقالہ)

عورت کے چہرے پر داڑھی

خلیفہ متوکل عباسی (847... 861ء) کی ایک کنیز بہت خوبصورت تھی خلیفہ اس پر جان دیتا تھا ایک دن وہ حمام سے نکلی تو اسے کچھ سستی معلوم ہوئی اور دونوں ہاتھ اٹھا کر تن گئی لیکن جب ہاتھ نیچے کرنا چاہا تو ایسا نہ کر سکی... دونوں ہاتھ اٹھے کے اٹھے رہ گئے... خلیفہ کو یہ دیکھ کر سخت رنج ہوا... فوراً اطباء جمع کیے گئے سب نے دیکھ کر یہی کہا کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے... وزیر نے عرض کیا کہ کوفے میں ابن صاعد نام کا ایک حاذق طبیب ہے جو اس کا علاج کر سکتا ہے... چنانچہ ابن صاعد کو طلب کیا گیا... اس نے کنیز کی جب یہ حالت دیکھی تو خلیفہ سے کہا کہ یہ اچھی تو ہو جائے گی مگر ایک شرط ہے... خلیفہ نے شرط پوچھی تو اس نے کہا کہ میرا ایک شاگرد ہے وہ اس کے پورے بدن پر تیل ملے گا جو میں نے خود تیار کیا ہے... خلیفہ نے خفگی سے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میری کنیز کے بدن پر کوئی غیر مرد مالش کرے... ابن صاعد نے کہا کہ صرف اسی طریقے سے ہی اس کا علاج ہو سکتا ہے خلیفہ کو مجبوراً یہ شرط منظور کرنا پڑی...

ابن صاعد کے حکم سے کنیز برہنہ کر دی گئی اور دفعتہً اس کے سامنے ابن صاعد کا شاگرد بلایا گیا... کنیز نے جب اجنبی مرد کو دیکھا تو شرم سے پانی پانی ہو گئی، رگوں میں خون نے جوش مارا اور وہ اپنے کپڑوں کی طرف دوڑی اور جلدی سے ستر پوشی کی... اب اس کے ہاتھ ٹھیک ہو چکے تھے... خلیفہ کو بہت خوشی ہوئی اس نے ابن صاعد کو انعام دینے کا حکم دیا مگر ابن صاعد نے کہا کہ میں اس وقت انعام لوں گا جب کہ میرے شاگرد کو بھی انعام دیا جائے کیونکہ اصلی انعام کا مستحق وہی ہے... خلیفہ کے بلانے پر شاگرد حاضر ہوا... اس کی لمبی داڑھی کو دیکھ کر خلیفہ کو تعجب ہوا ابن صاعد نے آگے بڑھ کر شاگرد کے منہ پر لگی داڑھی کو کھینچ لیا... داڑھی الگ ہو گئی... خلیفہ نے دیکھا کہ اب اس کے سامنے مرد نہیں عورت کھڑی ہے... خلیفہ یہ جان کر بہت خوش ہوا کہ ابن صاعد نے ایک عورت کے چہرے پر مصنوعی داڑھی لگوا کر اس کی عزت رکھی ہے اور کنیز کو اجنبی مرد کے سامنے نہیں کیا... ابن صاعد اور اس عورت کو خلیفہ کی طرف سے بہت سا انعام عطا کیا گیا... (سوغات، نئی دہلی، جون 1956ء)

نبض کی صداقت

امیر عہد الدولہ نے اپنے علاج کے لیے بختیشوع بن جبرئیل (بختیشوع علم و تجربہ کاری ذہانت و حذاقت میں نہایت عالی مرتبت تھا خلیفہ مستعین عباسی نے اس کی بہت قدر و منزلت بڑھائی اور اس کے بعد مہتدی باللہ نے بھی بہت قدر کی...اس کی تصانیف میں صرف ایک کتاب فصد اور پچھنوں کا حال سوال و جواب کی شکل میں ہے...) (م 1005ء) کو بلوایا...جبرئیل نے معائنہ کرنے کے بعد امیر کو ایک مسہل دیا اور اس کو صبح کے وقت پینے کی ہدایت کی...امیر نے ہدایت کے خلاف اس کو ایک رات پہلے پی لیا جس سے اس کو اسی وقت سے دست آنے شروع ہو گئے اور صبح تک وہ دستوں سے فراغت پا کر دیوانِ عام میں بیٹھ گیا...جبرئیل اس کی مزاج پرسی کے لیے گیا تو اس نے امیر کو دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا...امیر نے کہا کہ تمہاری دوا نے ذرا بھی اثر نہیں کیا...جبرئیل نے نبض دیکھی اور کہا کہ تم غلط کہتے ہو دوا کا اثر مکمل ہو چکا ہے...تمہاری نبض کہتی ہے کہ تم کو 25 دست آئے ہیں...امیر نے کہا کہ مجھ کو صرف 23 دست آئے ہیں...جبرئیل نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا...تمہیں دو دست اور آئیں گے...اس کے خلاف ہرگز نہیں ہوگا...چنانچہ امیر کو دو دست اور آئے...پھر جبرئیل نے نسخہ لکھا اور وہاں سے غصہ کی حالت میں روانہ ہوا اور اپنے جانے کی تیاری شروع کر دی...امیر عہد الدولہ کو جب معلوم ہوا کہ جبرئیل خفا ہو کر جا رہا ہے تو اس نے جبرئیل سے خفگی کی وجہ پوچھی تو جبرئیل نے کہا تم نے میرا امتحان لیا ہے اس لیے میں تمہارے پاس نہیں رہ سکتا امیر نے بعد میں اس کو راضی کر لیا اور جانے سے روک لیا...(ترجمہ فارسی عیون الانباء ج 1 ص 75-374)

نمکین پانی اور قولنج

طبیب جبرئیل بن بختیشوع کے پاس ایک شخص بہت بیمار حالت میں لایا گیا اس کو قولنج کی وجہ سے شدید درد تھا اور وہ اس قدر بے چین تھا کہ لگتا تھا کچھ منٹ بعد دم توڑ دے گا... طبیب نے اس کا معائنہ کیا...مریض چونکہ بہت بدحواس تھا اور خطرہ یہ تھا کہ دوا پکانے تک اس کو موت نہ لاحق ہو جائے...طبیب کو یہ ترکیب سوجھی کہ مریض کے گھر کے چڑیا خانے

کے حوض میں جو کبوتر کی بیٹ پڑی رہتی تھی اور جس کا پانی سورج کی گرمی سے گرم رہتا تھا اس میں نمک ڈال کر مریض کو پلایا جائے... چنانچہ اس نے یہی کیا اور وہ پانی مریض کو پلایا... پانی پیتے ہی مریض کو قے اور دست آنا شروع ہوئے... دست بند ہونے پر خوشبویات اور مفرحات کا استعمال کرایا گیا اور غذا میں تیتر کے گوشت کی یخنی دی گئی دو چار روز بعد وہ مریض بالکل ٹھیک ہو گیا اور اس نے قولنج جیسے مہلک مرض سے نجات حاصل کی...

بختیشوع سے جب اس کے اس شاہکار علاج کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ ہمارے خاندان میں قولنج کا علاج اسی طریقے سے کیا جاتا ہے کہ کبوتر کی بیٹ اور نمک پانی میں پکا کر مریض کو پلواتے ہیں... (ماہنامہ مسیح الملک دہلی 1944ء)

دردِ سر سے نجات

عیسیٰ ابن قریش (عیسیٰ ابن قریش ابتداء ایک معمولی دوا فروش تھا اور قصرِ خلافت کے قریب دکان پر بیٹھتا تھا... بعد میں علم طب حاصل کیا اور ترقی کر کے خلیفہ مہدی کا درباری طبیب بن گیا... خلیفہ نے ہی ابو قریش کا لقب دیا... اس کی عمر و تاریخ وفات کا علم نہیں ہو سکا) کو ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کے بھائی علی بن مہدی (775-785ء) کے علاج کے سلسلہ میں طلب کیا گیا... علی بن مہدی کو شدید دردِ سر لاحق تھا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن وہ سخت گرمی کی حالت میں نماز پڑھ کر مسجد سے لوٹ رہا تھا' دھوپ بہت تیز تھی جس سے پہلے سر میں درد ہوا اور بعد میں آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا... دوسرے کئی اطباء نے علاج کی تدابیر کیں مگر سب بے سود رہیں... عیسیٰ ابن قریش نے لوگوں نے کہا کہ جلد ہی اس کا علاج کرنا چاہئے ورنہ یہ بینائی سے محروم ہو جائے گا... یہ کہہ کر اس نے روغنِ بنفشہ' عرق گلاب' سرکہ و شراب انگوری منگا کر ایک پیالہ میں ڈالا اور تھوڑا سا پانی شامل کر کے اس میں ایک برف کا ٹکڑا ڈال دیا اور ان دواؤں کو خوب ہلا کر یکجان کر دیا پھر ایک چلو میں یہ دوا لیکر مریض کے سر پر ڈالی جب وہ دوا خشک ہو گئی تو دوبارہ پھر یہی عمل کیا... اس مرتبہ مریض نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور تھوڑی دیر بعد درد وغیرہ بالکل غائب ہو گیا... (ترجمہ فارسی عیون الانباء 80-379)

موٹاپے کا نفسیاتی علاج

خلیفہ ہارون رشید کا ایک عزیز عیسیٰ ابن جعفر بن منصور (754-778ء) بے حد جسیم شحیم وفربہ تھا جس کی وجہ سے اس کا جسم بے ڈول اور بدنما معلوم ہوتا تھا...اس کا یہ موٹاپا خطرناک صورت اختیار کر گیا تھا... ہارون رشید سے اپنے عزیز کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی تھی...اس وجہ سے وہ بہت متفکر رہتا تھا...بہت سے طبیب اس کا علاج کر چکے تھے چنانچہ عیسیٰ ابن قریش کو بھی آخر میں علاج کے لیے بلایا گیا...اس نے اچھی طرح معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ مریض کا معدہ بہت قوی ہے... یہ بے فکری سے کھاتا پیتا ہے اور ہمیشہ خوش و خرم رہتا ہے اس لیے اس کے جسم پر چربی بڑھتی جا رہی ہے...عیسیٰ نے ہارون رشید سے کہا کہ میں اس کا علاج کر سکتا ہوں بشرطیکہ آپ میری جان کی حفاظت کی ذمہ داری لیں... خلیفہ نے اس کو اطمینان دلایا اور کہا کہ تم بے خوف ہو کر اس کا علاج کرو...

عیسیٰ ابن قریش مریض کے پاس گیا اور نبض وغیرہ دیکھ کر کہنے لگا کہ ابھی میں تمہاری صحت کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا...دو چار روز غور کرنے کے بعد کوئی رائے قائم کروں گا...یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا آیا اور دو دن کے بعد نہایت مغموم و متفکر چہرہ بنا کر عیسیٰ ابن جعفر کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ مجھے بہت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ تمہاری زندگی کے صرف چالیس دن اور باقی رہ گئے ہیں اس لیے اب علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا..تمہاری کوئی آخری خواہش ہو تو بتا دو اور کوئی وصیت کرنی ہو تو اس کا اظہار کر دو...یہ کہہ کر وہ روتا ہوا وہاں سے واپس آ گیا...

طبیب کے منہ سے یہ مایوسانہ گفتگو سنکر عیسیٰ بن جعفر بہت گھبرایا...اس کو اپنی نظروں کے سامنے موت دکھائی دینے لگی اور اس فکر میں کہ چند دنوں کے بعد میں مر جاؤں گا اپنی جان گھلانے لگا اور بے فکری و بے آرامی چھوڑ کر بہت اداس رہنے لگا اس غم کی وجہ سے اس کے بدن کی چربی گھلنے لگی اور وہ روز بروز دبلا ہوتا گیا...

جب اس کے چالیس دن پورے ہو گئے تو عیسیٰ ابن قریش خلیفہ کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا کہ آپ کا عزیز اب بالکل ٹھیک ہو گیا ہے جب خلیفہ نے عیسیٰ بن جعفر کو دیکھا تو

یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ مریض کا جسم اب پہلے سے آدھا رہ گیا...خلیفہ بہت خوش ہوا اور اس نے ایک خاصی رقم بطور انعام طبیب کو دی...اس طرح عیسٰی بن جعفر نے موٹاپا جیسے مہلک اور اذیت ناک مرض سے نجات پائی...(ترجمہ فارسی عیون الانباء ج 1 ص 84-382)

کثرتِ خوراک باعث غشی

خلیفہ ہارون رشید کو کھانے پینے کا بہت شوق تھا...ایک دن اس نے بہت سی چیزیں ایسی کھالیں جن کی کیفیات الگ الگ تھیں...جب بیت الخلاء گیا تو غش کھا کر گر گیا...لوگوں کو موت کا یقین ہو گیا...جبرئیل بن بختیشوع (م 828ء) کو فوراً بلایا گیا...اس نے نبض دیکھی اور کہا کہ ان کو متلی اور خون میں گرمی بڑھ جانے کی جو شکایت دو چار روز پہلے ہو گئی تھی اس کا تقاضا ہے کہ فوراً سینگیاں لگوائی جائیں...خلیفہ کا بھائی مامون اس بات پر راضی ہو گیا...چنانچہ سینگیاں لگوائی گئیں جس سے وہ مقام سرخ ہو گیا اس سے جبریل کو شفا کی امید ہوئی...اس نے پھر سینگیاں لگوانے کو کہا جس سے اس مقام سے خون نکلنے لگا...جیسے جیسے خون نکلتا گیا' ہارون کی طبیعت بہتر ہوتی گئی...یہاں تک کہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا...اب اس کو کھانا کھلایا گیا جس سے طاقت عود کر آئی اور وہ بالکل تندرست ہو گیا...اس بات سے خوش ہو کر ہارون نے جبرئیل کے سالانہ مشاہرہ میں اچھا خاصا اضافہ کر دیا...(لطائف علمیہ ص 341-340)

مردہ زندہ ہو گیا

مشہور ہندی طبیب صالح بن بہلہ (اس کا اصلی نام سالی تھا جو معرب ہو کر صالح ہو گیا تھا بعض کا خیال ہے کہ مسلمان ہو کر اس کا نام صالح ہو گیا...اس کا نام سنہ پیدائش' سنہ وفات اور ولدیت کے بارے میں کافی اختلاف ہے...بعض مورخین نے اس کے باپ کا نام نہلہ اور بعض نے بہلہ بتایا ہے...یہ ہندستانی تھا اور ویدک علاج کا ماہر تھا...خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں عراق میں رہتا تھا جہاں اس کی بہت شہرت تھی...صحت اور ہلاکت کے متعلق پیش گوئی میں مہارت رکھتا تھا) نے خلیفہ ہارون رشید کے چچا زاد بھائی ابراہیم بن صالح

کے علاج میں ایک مرتبہ اپنی حذاقت کا ثبوت پیش کیا جس کو مرض سکتہ (سکتہ ایک مرض ہے جس میں بطون دماغ اور مجاری روح میں سدہ پڑ جانے سے تمام اعضاء کی حس و حرکت موقوف ہو جاتی ہے لیکن قلب و تنفس کی حرکت کسی قدر باقی رہتی ہے جو دشواری سے محسوس ہوتی ہے اور مریض مثل مردہ کے معلوم ہوتا ہے... انگریزی میں اس کو Apoplaxy کہتے ہیں) لاحق ہو گیا تھا... ابراہیم کے بارے میں یونانی طبیب جبرئیل بن بختیشوع نے یہ پیش گوئی کر دی تھی کہ یہ چند گھنٹوں سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکے گا... اس واقعہ کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کے سامنے دستر خوان بچھا ہوا تھا... کھانے کا وقت تھا لیکن اس وقت جبرئیل غائب تھا... خلیفہ کو یہ بات بری لگی اور اس نے جبرئیل کو بہت برا بھلا کہا' اتنے میں جبرئیل آ پہنچا... اس نے جب دیکھا کہ خلیفہ اس کی غیر حاضری سے برہم ہے تو اس نے خلیفہ سے کہا... امیر المومنین آپ بجائے میرے اوپر ناراض ہونے کے اس بات پر غم منائیے کہ آپ کا بھائی ابراہیم بن صالح بہت بیمار ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ رات تک مر جائے گا... ہارون رشید کو یہ سنکر بہت تشویش ہوگئی... اس نے فوراً دستر خوان اٹھوا دیا اور اپنے بھائی کے اس حال کو سنکر رونے لگا خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر وزیر اعظم جعفر بن یحییٰ برمکی (م 803ء) نے خلیفہ کو یہ مشورہ دیا کہ صالح بن بہلہ زیادہ تجربہ کار ہے اور وہ ہندی طب کا ماہر ہے... اس لیے ابراہیم کا علاج اسی سے کروایا جائے... چنانچہ اس کے مشورہ پر صالح بن بہلہ کو بلوایا گیا اور اس کو اس کمرے میں لے جایا گیا جہاں ابراہیم موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا مردوں کی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا...

صالح بہت دیر تک مریض کا معائنہ کرتا رہا اور آخر میں اس نے خلیفہ کو اطمینان دلایا کہ آپ فکر نہ کریں... آپ کا بھائی بالکل ٹھیک ہو جائے گا... خلیفہ کو صالح کی بات سے کافی اطمینان ہوا لیکن تھوڑی دیر بعد ہی خلیفہ کے پاس خبر پہنچی کہ ابراہیم کا انتقال ہو گیا ہے یہ سنتے ہی خلیفہ کے ہوش اڑ گئے اور اس کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی... لیکن صالح نے خلیفہ کو پھر اس بات کا یقین دلایا کہ آپ کا بھائی زندہ ہے اور وہ ابھی کسی حالت میں بھی مر نہیں سکتا اس کا علاج آپ میرے اوپر چھوڑ دیجیے... اگر مجھے اس میں کامیابی نہیں ملی تو میں ہر سزا بھگتنے کے

لیے تیار ہوں...اگر آپ کو میری اس بات کا یقین نہ ہو تو آیئے میں آپ کو کرشمہ دکھاؤں...

یہ کہہ کر صالح بن بہلہ ہارون رشید کو "مردہ" کے پاس لے گیا اور اس کے پیر میں سوئی چبھوئی...ردعمل کے طور پر "مردہ ابراہیم" نے فوراً اپنے پیر کھینچ لیے...صالح نے ہارون سے کہا کہ آپ ہی بتایئے کہ کیا کوئی مردہ اس طرح سے حرکت کرسکتا ہے اور اس کو درد کا احساس ہوسکتا ہے؟ ہارون نے کہا کہ نہیں! ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا اس کے بعد صالح نے حکم دیا کہ ابراہیم کو تنہا کمرے میں چھوڑ دیا جائے اور اوپر سے کفن وغیرہ ہٹا کر غسل دیا جائے اور اس کو اس کے اصلی کپڑے پہنائے جائیں ورنہ وہ اپنی یہ حالت دیکھ کر خوف کی وجہ سے دم توڑ دے گا... ہارون نے ایسا ہی کیا...پھر صالح نے ایک لمبی نلکی لے کر اس کے اندر نکچھکنی کا سفوف بھر دیا اور دوسرے سرے کو ابراہیم کی ناک میں داخل کردیا جس طرف سے سفوف بھرا تھا اس طرف اس نے زور سے پھونک ماری جس سے ابراہیم کے جسم میں پہلے حرکت ہوئی اور پھر فوراً چھینکیں آئیں اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا...

ابراہیم کے زندہ ہونے کی خبر سے ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی خلیفہ ہارون صالح کی اس مسیحائی سے ششدر رہ گیا کہ اس نے اس کے بھائی کو دوبارہ زندہ کردیا...جب ابراہیم سے حال پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی کتے نے میرے پیر کی انگلی میں کاٹ لیا ہے اور اس کے بعد ہی میری آنکھ کھل گئی...یہ انگوٹھا وہی تھا جس میں صالح نے سوئی چبھوئی تھی...ابراہیم اس واقعہ کے بعد کافی دنوں تک زندہ رہا اور آگے چل کر ملک کا حاکم بھی مقرر رہا...(ہماری طب میں ہندوؤں کا ساجھا 23-27)

خربوزے سے مادۂ فاسدہ کا اخراج

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید مقام رقہ میں سخت بیمار ہوا اور بہت کمزور ہوگیا اور بھوک بھی بند ہوگئی...خلیفہ نے عیسیٰ ابن قریش کو دکھلایا...عیسیٰ نے پہلے معائنہ کیا اور پھر تمام حالات معلوم کیے اور پھر حکم دیا کہ تین نہایت موٹے تازے چوزے منگوا کر اور ان کو ذبح کرکے ہوا میں لٹکا دیئے جائیں اور خوب میٹھے خربوزے جو رات بھر ٹھنڈے پانی میں

بھگوئے گئے تھے خلیفہ کے پاس لے کر آیا اور ایک قاش کاٹ کر اس کے سامنے رکھی اور کہا کہ اس کو کھایئے... خلیفہ نے کہا کہ اس کا مجھے پرہیز ہے لیکن عیسیٰ نے اس کی اس بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پورے دو خربوزے اس کو کھلا دیئے' پھر تیسرا کاٹ کر اس کو پیش کیا اور اصرار کے ساتھ کئی قاشیں اسے کھلائیں... خربوزہ کھاتے ہی خلیفہ کو زور سے ابکائی آئی اور اتنی زیادہ قے ہوئی کہ جو کچھ کھایا تھا سب اگل دیا جس سے بلغمی وصفراوی مادہ جسم سے خارج ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا... پھر اس کو گرم کپڑے پہنا کر آرام سے لٹا دیا گیا جس سے اس کا پورا جسم پسینہ سے تر ہو گیا... جب اس کو ہوش آیا تو اس نے اپنے جسم کو ہلکا پایا اور کچھ کھانے کی خواہش ظاہر کی... طبیب نے چوزوں کی یخنی اور گوشت بھنوا کر کھلوایا... خلیفہ کو پھر نیند آ گئی... دو تین گھنٹے بعد جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو بیماری کو اپنے سے دور پایا اور پھر کبھی اس کو یہ مرض نہیں ہوا... (ترجمہ فارسی عیون الانباء ج 1 ص 85-384)

پستے سے خون کی بندش

حکم دمشقی (۲۰۷...۸۳۳ء) (یہ اموی دربار سے وابستہ تھا اور بعد میں عہد عباسی سے بھی اس کا تعلق رہا... مامون رشید کے عہد میں ۱۰۵ سال کی عمر میں اسکا انتقال ہوا... اس کی کسی کتاب کا پتہ نہیں چل سکا ہے)...

نامی ایک طبیب کا کہیں سے گذر ہوا... دیکھا کہ کچھ لوگ ایک مریض کو گھیرے ہوئے کھڑے ہیں... جب تحقیق کی تو لوگوں نے بتایا کہ ایک طبیب نے اس مریض کو فصد باسلیق (ترجمہ فارسی عیون الانبا، ج ا ص ۸۵...۳۸۴) کھول دی ہے اور غلطی سے نشتر کی ضرب شریان تک پہنچ گئی ہے جس سے خون نکل رہا ہے اور کسی صورت سے بند نہیں ہو رہا ہے حکیم نے اپنے شاگردوں سے کہا خون بند کرنے کی کوئی تدبیر کرو شاگردوں نے بہت کوشش کی مگر ناکام رہے پھر حکم خود آگے بڑھا اور ایک پستہ کا دانہ لے کر اس کے دو ٹکڑے کئے آدھے ٹکڑے کا چھلکا اتار کر اسے مقامِ زخم پر رکھا اور اوپر سے ریشم کی مضبوط پٹی باندھ دی اسکے بعد مریض کے زخمی ہاتھ کو پانی میں ڈلوایا اور کہا کہ کل تک اسے پانی میں سے نہ نکالے... غذا میں نیم

برشت انڈے کھانے کو بتائے...طبیب کی ہدایت کے مطابق مریض نے اپنا زخمی حصہ تمام رات پانی میں ڈالے رکھا...دوسرے روز حکم نے اس کو گھر بھیج دیا اور سخت تاکید کردی کہ فصد کے مقام کو کپڑے سے بند نہ کرے اور پٹی اسی طرح کسے رہے

دوتین روز بعد مریض کے ہاتھ میں ورم آگیا اور درد ہونے لگا...طبیب کے پاس کہلوایا گیا تو اس نے کوئی توجہ نہیں دی بس ذرا پٹی ڈھیلی کردی پانچ روز بعد پٹی کھولی تو دیکھا کہ پستہ کا چھلکا گوشت سے چپک گیا ہے دوروز بعد وہ چھلکا خود بخود گر گیا اور اس کے نیچے جما ہوا خون بھی پپڑی بن کر علیحدہ ہوگیا اور مریض بھی بالکل ٹھیک ہوگیا (ترجمہ فارسی عیون الانبا، ج اص ۸...۳۰۷)

دعا سے علاج

ایک شخص یوحنا بن ماسویہ (م ۸۵۷ء) کے پاس آیا اور شکایت کی کہ مجھے سخت خارش ہے... یوحنا نے کہا کہ فصد ہفت اندام [۱] کھلواؤ...مریض نے کہا کہ یہ تو میں کھلوا چکا ہوں طبیب نے کہا کہ بائیں ہاتھ کی کھلواؤ...مریض نے کہا کہ بائیں ہاتھ کی کھلوا چکا ہوں طبیب نے کہا کہ اچھا دائیں ہاتھ کی کھلواؤ مریض نے کہا کہ اس کی بھی کھلوا چکا ہوں طبیب نے کہا کہ اچھا مطبوخ مصفی پیو مریض نے کہا کہ میں نے یہ بھی پی لیا طبیب نے کہا کہ حب اسطخیقون استعمال کرو مریض نے کہا کہ یہ بھی استعمال کرچکا ہوں طبیب نے کہا کہ پھر آب پنیر کا استعمال کرو مریض نے کہا کہ میں یہ بھی پی چکا ہوں طبیب نے کہا تو پھر گائے کے دودھ کا چھاچھ استعمال کرو...مریض نے کہا کہ میں یہ بھی استعمال کرچکا ہوں...طبیب یوحنا جھنجھلا گیا اور کہنے لگا کہ اب میں ایسی چیز بتاتا ہوں جو بقراط اور جالینوس نے بھی نہیں بتائی ہوگی اور وہ یہ ہے کہ کاغذ کے دو ٹکڑے کرو اور ہر ایک پر یہ الفاظ لکھدو کہ جو اس بیمار کے اچھا ہونے کے لئے دعا کرے خدا اس پر رحم کرے اس میں سے ایک ٹکڑا شہر کی جامع مسجد کے ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف ڈال دو تاکہ سب نمازیوں کو معلوم ہوجائے کہ تم بیمار ہو کیونکہ جب دوا سے تم کو آرام نہیں ہوا تو امید ہے کہ تم دعا سے اچھے ہوجاؤ گے...(ترجمہ فارسی عیون الانبا، اص ۳۰۷،۸)

---

[۱] (باسلیق ایک رگ (ورید) کا نام ہے جو کہنی کے اوپر اور بازو کے اندر کی جانب واقع ہے...یہ بغل کی رگ کی بڑی شاخ ہے...انگریزی میں اس کو (BASILK) کہتے ہیں)

کچی کلیجی کھانے کا انجام

ابوالحسن ثابت بن قرہ [1] ایک مرتبہ کہیں جارہا تھا... راستے میں اس نے دیکھا کہ ایک قصاب کچی کلیجی کے ٹکڑے پر نمک لگا کر بہت شوق سے کھا رہا ہے... ثابت بن قرہ نے سمجھ لیا... کہ یہ حرکت ایک دن اس کو سخت پریشانی میں مبتلا کردے گی لیکن اس نے قصاب سے کچھ نہیں کہا اور روزانہ اس کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتا رہا... قصاب کا روزانہ کا معمول تھا کہ وہ روزانہ اسی طرح کچی کلیجی کھاتا تھا... ثابت نے اپنی دانائی سے اس بات کا پتہ لگالیا کہ ایک دن اس کو سخت قسم کے سکتہ کا مرض لاحق ہوگا چنانچہ اس نے سکتہ کی ایک مجرب دوا تیار کر کے پہلے ہی سے اپنی پاس رکھ لی تاکہ جب بھی اس کے استعمال کی ضرورت ہو کر سکے...

ایک دن ثابت بن قرہ حسب معمول اسی راستے سے گذر رہا تھا... اس نے ایک جگہ کچھ شور و غل کی آواز سنی قریب آیا تو دیکھا کہ لوگ ایک شخص کو گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں اور آس پاس عورتیں و بچے بری طرح رو رہے ہیں... پاس ہی موجود ایک شخص نے کہا کہ یہ مرگیا ہے ثابت بن قرہ نے نبض دیکھی نبض غائب تھی اور وہ شخص مردوں کی طرح بے حسِ و حرکت پڑا تھا... اس نے فوراً حکم دیا کہ کھجور کا حریرہ تیار کریں اور خود اسکے ٹخنوں پر ڈنڈے کی چوٹ لگاتا رہا جس سے مردے کی نبض میں کچھ حرکت پیدا ہوئی... پھر اس نے ایک پیالہ میں پانی منگوا کر پہلے سے تیار کی ہوئی دوا کو گھولا اور قصاب کے حلق میں ڈال دیا... دوا حلق سے نیچے اترتے ہی شور مچ گیا کہ طبیب نے مردے کو زندہ کردیا، اب طبیب نے اسے کھجور کا حریرہ پلوایا اور ہدایت کی کہ آج رات کو وہ تیتر کا شوربہ اور پھلکا کھائے... اس نے یہ بھی کہا

---

[1] (ابوالحسن ثابت قرہ حرانی کی ولادت ۲۱۱ھ/۸۲۶ء میں بمقام حران ہوئی... یہ مذہباً ستارہ پرست تھا اور حران میں رہتا تھا اور اپنے زمانے کا بے مثل طبیب تھا، فلسفہ و حکمت کی شاخوں میں اپنی مثال آپ تھا اور بہت اعلیٰ درجہ کا مترجم بھی تھا خلیفہ معتضد باللہ نے اس کی مصاحبت اختیار کی تھی... اس نے ۲۸۸ھ/۹۰۰ء میں وفات پائی... مختلف علوم و فنون کی تقریباً ۱۰۰ کتابیں اس کی طرف منسوب ہیں) [2] (اسکو ورید قیفال بھی کہتے ہیں یہ ورید کعبری اور ورید وسطی قیفال کے باہم ملنے سے بنتی ہے جو بازو کے باہر کی طرف کندھے کے عضلات میں سے ہو کر بغل کی ورید میں ختم ہوتی ہے... اسکو انگریزی میں Caphlie Vain کہتے ہیں...)

کہ اب یہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ اپنے روزمرہ کے کام بخوبی انجام دے سکتا ہے... وہاں موجود سبھی لوگ اس کی اس مسیحائی سے حیرت میں پڑ گئے ۲؎

حیلے سے دوا کا استعمال

خلیفہ معتضد باللہ (۸۹۲تا۹۰۲ء) ایک مرتبہ بیمار ہوا اور اسکے مزاج میں حرارت بڑھ گئی... اسکو غذا اور دوا سے ایسی نفرت ہوئی کہ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا... خلیفہ متوکل (۸۴۷تا۸۶۱ء) کو سخت پریشانی لاحق ہوئی کہ اس کا علاج کیسے ہو آخر کار بختیشوع بن جبرئیل بن بختیشوع (م۲۵۶ھ/۸۷۰ء) کو اسکے علاج کے سلسلہ میں طلب کیا گیا بختیشوع جب مریض کے پاس گیا تو ایک خوبصورت اور قیمتی لبادہ اپنے ساتھ لے گیا اور معتضد باللہ سے بے تکلفی کے انداز میں باتیں کرنے لگا... اتنے قیمتی لبادہ کو دیکھ کر معتضد باللہ نے اس کو لینے کی خواہش ظاہر کی... بختیشوع نے کہا کہ وہ اس شرط پر یہ لبادہ دے گا جب کہ وہ دو سیب کھالے... معتضد نے لبادہ کو حاصل کرنے کے لئے یہ شرط منظور کر لی اور پورے دو سیب کھا گیا... بختیشوع نے کہا کہ اگر آپ میرے کہنے سے شکنجبین بھی پی لیں تو میں اس سے بھی زیادہ قیمتی اور خوشنما چیز آپ کی نذر کر دوں گا...

معتضد نے اسکا یہ کہنا بھی مان لیا اور شکنجبین بھی پی لی... طبیعت نے مواد کو نضج ۱؎ دیا اور قئے کے ذریعہ مادہ فاسدہ خارج ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد معتضد بالکل ٹھیک ہو گیا بختیشوع نے حسب وعدہ وہ دونوں قیمتی اشیاء معتضد کے سپرد کر دیں... خلیفہ متوکل اس علاج سے بہت خوش ہوا... (تاریخ الاطباء ص ۹۴...۹۳)

جان کا خطرہ

ایک مرتبہ خلیفہ معتضد باللہ کو استسقاء لاحق ہو گیا، مرض کافی بڑھ گیا مگر اس کے دفعیہ کی کوئی صورت نظر نہیں آئی... یہ مرض مزاج میں خرابی کیوجہ سے لاحق ہوا تھا مگر اس کے ساتھ

۱؎ (نضج کے معنی پکانے کے ہیں... اصطلاحی طور پر اس کے معنی یہ ہیں کہ مواد امراض کو قابل اخراج بنانے والی دوائیں دی جائیں... یعنی ایسی دوائیں جو خلط کو معتدل قوام بنا کر قابل اخراج بنا دیں...)

دوسرے امراض بھی اس کا سبب تھے... خلیفہ بہت گھبرایا کہ کہیں یہ مرض اس کی موت کا پیغام نہ ہو لہذا اس نے بغداد کے مشہور اطباء میں سے عبدوس (یہ بغداد میں خوبی معالجہ کیوجہ سے بہت مشہور تھا اور مرکب دواؤں کا بھی بڑا ماہر تھا... اس کی ایک کتاب، کتاب الاغذیہ فی الطب ہے... اس کی سنہ پیدائش و وفات کا علم نہ ہو سکا...) اور داؤد بن دیلم [1] کو بلوایا... جب وہ آئے تو خلیفہ نے ان سے کہا کہ جب تمھیں میرے مرض اور مزاج کا علم ہے تو اسکو دور کرنے کی کوئی تدبیر کیوں نہیں کرتے یا جان بوجھ کر میری طرف سے غفلت کرر ہے ہو...

عبدوس اور دیلم خلیفہ کی بات سن کر خوف زدہ ہو گئے... انہوں نے سوچا کہ اگر خلیفہ ان کی مخالفت پر اتر آیا تو ان کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے لہذا عبدوس نے خلیفہ سے کہا کہ اصل میں اب تک ہمیں آپ کے مرض کے بارے میں صحیح معلومات نہیں ہو سکی ہیں اور نہ ہی آپ کے مزاج سے واقفیت ہو پائی ہے جب ہمیں ان باتوں کا علم ہو جائے گا... تو پھر اسی کے مطابق دوا تیار کر کے آپ کا علاج کریں گے ہم چاہتے ہیں کہ آپ جلد سے جلد شفایاب ہو جائیں... خلیفہ ان کی باتوں کو سن کر مطمئن ہو گیا... عبدوس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور خود نے بھی بہت غور کیا اور آخر میں یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ کو گرم مقام میں کچھ وقت کے لئے رکھا جائے چنانچہ دوسرے دن یہی کیا گیا... ایک مکان کو ہر طرف سے بند کر کے گرم کر دیا گیا اور خلیفہ کو اس میں داخل کر دیا گیا جس سے اس کو بہت پسینہ آیا اور مرض میں بھی بظاہر کمی معلوم ہوئی مگر گرمی کے اثر سے قلب متاثر ہو گیا... عبدوس یہی چاہتا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ بیمار ہو جائے چنانچہ خلیفہ چندروز امراض قلب میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا اس طرح عبدوس اور دیلم کی جان بچ گئی... (تاریخ الاطباء ص ۳۲۱)

---

[1] (داؤد بن دیلم بغداد کے ممتاز اطباء میں سے تھا اور اسے اعلیٰ درجہ کا معالج سمجھا جاتا تھا... خلیفہ معتضد باللہ کی خدمت میں خاص طور سے اس کو عزت و شہرت حاصل ہوئی خلیفہ کے فرمانات داؤد بن دیلم کے دستخطوں سے اجراء ہوتے تھے یعنی اس کا دستخط خلیفہ کا دستخط مانا جاتا تھا... اسے خلیفہ کی طرف سے انعامات بھی کثرت سے ملتے تھے ...۵ محرم یوم شنبہ ۳۲۹ھ کو بمقام بغداد وفات پائی...) (م ۹۴۰ء)

کبوتر کا خون باعثِ شفا

امیر عبدالرحمٰن الناصر [1] خلیفہ اندلس (۸۹۰...۹۶۱ء) کے کان میں ایک مرتبہ شدید درد ہوا... اطباء نے بہت علاج کیا مگر سب بے اثر ثابت ہوا، امیر نے یحییٰ بن اسحاق [2] کو بھی دکھلایا... یحییٰ نے ایک تجربہ کار طبیب کے مشورے سے امیر کے کان میں کبوتر کا گرم خون ڈلوایا جس سے اس کے کان کا درد جاتا رہا... (رموز مطب ص ۱۹)

خون نکل جانے سے شفایابی

ابوالحسن ثابت بن ابراہیم حرانی [3] کے متعلق ابن بطلان (م ۱۰۵۲ء) نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ وزیر ابو طاہر بن بقیہ سخت بیمار ہوا اور اسے مرض سکتہ لاحق ہوگیا... تمام اطبا نے متفقہ طور پر فیصلہ سنایا کہ ابو طاہر کا انتقال ہوگیا ہے... امیر عضد الدولہ بختیار کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اسے بہت رنج ہوا... مشہور طبیب ابوالحسن بن ابراہیم حرانی بھی وہاں موجود تھا، وہ آگے بڑھا اور امیر سے کہا کہ وزیر تو اب مر ہی چکا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی فصد کھول دوں... اگر فائدہ ہوگیا تو سبحان اللہ ورنہ فصد سے کوئی نقصان نہیں ہوگا... امیر نے اجازت دیدی کہ تمہیں اختیار ہے جو چاہے تدبیر کرو... امیر کی طرف سے اجازت پاکر ابوالحسن نے فوراً وزیر کی فصد کھول دی، شروع میں تو تھوڑا تھوڑا خون خارج ہوا لیکن بعد میں کثرت سے بہنے لگا... جب اچھا خاصا خون نکل گیا تو وزیر نے آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا...

---

[1] (یہ قرطبہ کا آٹھواں خلیفہ تھا اس کا دور حکومت بڑا تابناک اور کامیاب تھا... اسوقت دارالسلطنت قرطبہ کی آبادی دس لاکھ سے بھی زیادہ تھی... اس میں عمارتیں، ہسپتال، مساجد اور کتب خانے وغیرہ موجود تھے...)

[2] (یہ امیر عبدالرحمٰن الناصر کے عہد حکومت میں بہت نامور معالج گذرا ہے... پہلے عیسائی تھا پھر بعد میں مسلمان ہوگیا تھا اس نے علم طب میں پانچ جلدوں کی ایک کتاب بھی لکھی ہے)

[3] (ابوالحسن کنیت، ثابت نام، ابراہیم بن زہرون کا بیٹا اور مقام حران کا باشندہ تھا... اسکی ولادت ۲۸۳ھ/۸۹۶ء میں بمقام رو ہوئی تھی... یہ بڑی سوجھ بوجھ والا، فاضل طبیب، نہایت ذی علم اور اپنے فن میں بہت ماہر تھا... ہاتھ میں بہت شفا تھی... ۳۶۵ھ/۹۷۵ء میں بمقام بغداد فوت ہوا... اسکی تصانیف میں دعوۃ الاطبا اور تقویم الصحۃ خاص طور سے قابل ذکر ہیں)

ابوالحسن نے بعد میں اس حیرت انگیز علاج کی یہ تفصیل بتائی کہ ہر سال موسم بہار کی ابتداء میں وزیر کے معدہ کی رگیں بہت سا خون خارج کیا کرتی تھیں اس سال وہ خون کسی وجہ سے خارج نہیں ہوسکا جس سے اس کو سکتہ ہوگیا تھا جب میں نے فصد کھولی تو وہ جمع شدہ خون بہہ گیا جس سے مریض کے سکتہ کی حالت ٹھیک ہوگئی (اردو ترجمہ عیون الانباء فی طبقات الاطبا ص ۴۱۶...۴۱۵)

جبریہ علاج سے غلام کو موت

سلطان کے حاجب کبیر کا غلام ایک مرتبہ سخت بیمار ہوا... اس نے حکیم حرانی کو علاج کیلئے بلوایا... حکیم نے کہا کہ جب تک اس مرض کی مدت پوری نہ ہوگی تب تک اس کو پورا آرام نہیں ہوگا... اس وقت علاج سے ٹھیک تو ہوجائے گا لیکن سال بھر بعد پھر اس کو یہی تکلیف ہوگی اور اس وقت کسی بھی تدبیر سے فائدہ نہیں ہوگا... لیکن حاجب کبیر اس بات پر مصر رہا کہ اسکے غلام کا آج ہی علاج ہونا چاہیے تا کہ کل سے یہ اپنا کام کاج معمول کے مطابق انجام دے سکے... حکیم نے حاجب کے اس بیجا اصرار پر غلام کا علاج شروع کیا... غلام کو اسی دن آرام ہوگیا... مگر حکیم کے کہنے مطابق ٹھیک ایک سال بعد اس کو پھر تیز بخار ہوا اور ایک ہفتہ غفلت میں رہ کر وہ جاں بحق ہوگیا... (تاریخ الاطباء ص ۱۰۱)

مَرض کی پیش گوئی

حکیم ابوالحسن ثابت بن ابراہیم حرانی نے چند روز عضد الدولہ (۸۸۳...۹۶۹ء) کے پاس رہ کر اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی... جب اسکی وجہ دریافت کی گئی تو حکیم نے بتایا کہ عضد الدولہ اپنی صحت کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتا اور کھانے پینے میں بہت بے احتیاطی کرتا ہے... اس لئے مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایک سال کے بعد یہ پاگل نہ ہوجائے اگر اس وقت تک میں اسکے پاس رہا تو یقیناً اسکے پاگل پن کا سارا الزام میرے اوپر آئے گا... اس لئے بہتر ہے کہ ابھی سے میں اس سے الگ ہوجاؤں... حکیم ابوالحسن کا یہ قول بالکل درست ثابت ہوا اور ایک سال بعد عضد الدولہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا اور پاگل ہوگیا (اطباء اور ان کی مسیحائی ص ۴۵...۴۴)

تشخیص اور علم نجوم

حکیم ابوالحسن حرانی کو ایک مرتبہ مشہور شاعر ابوعبداللہ نے اپنی نبض دکھائی اور حالات معلوم کرنا چاہے... حکیم حرانی نے نبض دیکھتے ہی بتایا کہ آج تم نے بچھڑے کا گوشت کھایا ہے اور اس کے بعد دودھ پیا ہے... شاعر نے اس بات کی تصدیق کی تو لوگوں کو حیرت ہوئی اس کے بعد مشہور منجم ابولعباس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور نبض دیکھنے کی فرمائش کی... حکیم حرانی نے اس کی نبض دیکھ کر بتایا کہ آپ ٹھنڈی چیزوں کا استعمال زیادہ کرتے ہیں اور آج تو آپ نے پورے گیارہ انار کھائے ہیں... وہاں موجود سبھی لوگ حکیم کی گفتگو کو سن کر دنگ رہ گئے... حکیم ابنِ سنان نے پوچھا کہ صرف نبض دیکھ کر آپ کو یہ باتیں کیسے معلوم ہوگئیں... جواب میں حکیم حرانی نے کہا کہ یہ باتیں اپنے آپ ہی میری زبان پر آجاتی ہیں... اس کے بعد منجم نے حکیم حرانی کی جنم پتری دیکھی تو اسے کچھ ایسی چیزیں معلوم ہوئیں جن سے حکیم حرانی کی علم نجوم سے واقفیت ظاہر ہوئی...

ایک مرتبہ یہی حکیم حرانی اپنے ایک دوست کو دیکھنے گیا جو بخار کی تکلیف میں پڑا تھا... حکیم نے اس کا معائنہ کیا اور بغیر نسخہ لکھے وہاں سے جانے لگا تو لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی حکیم نے کہا کہ یہ راز کی بات ہے... ۲۱ دن بعد بتاؤں گا... ٹھیک ۲۱ دن بعد مریض کا بخار اتر گیا اور وہ ٹھیک ہوگیا... (اطباء اور ان کی مسیحائی ص ۴۳...۴۴)

باپ کی ناراضگی سببِ مرض

فضل بن یحییٰ برمکی کے سینہ پر ایک مرتبہ برص کا نشان پیدا ہوگیا... حکیم جاثلیق [1] نے اس کا بہت علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا... چنانچہ بڑے غور وفکر کے بعد ایک روز اس نے فضل سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کے والد آپ سے ناراض ہیں اس لئے پہلے آپ ان کو خوش کر لیجئے اور معافی مانگ لیجئے... ہوسکتا ہے یہی سبب آپ کی شفایابی

[1] (جاثلیق فولاس کی اولاد میں سے تھا جو حکیم جالینوس کا بھانجہ تھا... یہ ہر فن اور ہر علم میں مہارت رکھتا تھا اس نے تقریباً سبھی علوم میں کثرت سے کتابیں لکھی ہیں...)

میں رکاوٹ کا باعث ہو... چنانچہ طبیب کے کہنے کے مطابق فضل نے اپنے والد یحییٰ برمکی سے معافی مانگ لی اوران کوراضی کرلیا پھراس نے حکیم جاثلیق کے پہلے والے علاج کو دوبارہ شروع کیا اس مرتبہ اسکو شفا نصیب ہوگئی اور برص کا داغ غائب ہوگیا...اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض اوقات ماں باپ کی ناراضگی بھی مرض کے علاج میں کامیابی نہ ملنے کا سبب ہوسکتی ہے...(طب العرب بحوالہ چار مقالہ ص ۳۲-۳۳)

دھوپ کے اثر سے موت

بشر بن المفضل کے ساتھیوں کا قافلہ سفرحج پر جارہا تھا...راستہ میں انہوں نے عرب کے ایک قبیلہ کے ساتھ قیام کیا...قبیلہ والوں نے بتایا کہ یہاں پر تین عورتیں ہیں اور وہ علاج میں بہت ماہر ہیں...ان لوگوں کو اشتیاق ہوا کہ ان عورتوں سے ملاقات کی جائے چنانچہ ان کے پاس جانے کا یہ حیلہ کیا کہ اپنے ایک ساتھی کو ایک لکڑی سے زخمی کردیا اوراس کو اٹھا کر اسی حالت میں ان عورتوں میں سے ایک عورت کے پاس پہنچے اور کہا کہ اس کو سانپ نے کاٹ لیا ہے...اس کا علاج کرو طبیبہ نے دیکھا اور کہا کہ اس کو سانپ نے نہیں کاٹا بلکہ اب کو اس لکڑی سے زخمی کیا گیا ہے...جس پر کسی نر سانپ نے پیشاب کیا ہے اوراس کی دلیل یہ بتائی کہ جب اس پر دھوپ پڑے گی تو یہ مرجائے گا اور واقعی جب سورج طلوع ہوا اور زخم پر دھوپ پڑی تو وہ شخص مرگیا...(لطائف علمیہ ص ۴۶...۳۴۵)

کوڑے کی مار سے ہوش

مصر کے ایک رئیس زادے کو ایک مرتبہ مرض سکتہ لاحق ہوگیا تمام اطباءِ مصر اسکے علاج کے لئے جمع ہوئے اور سبھی نے کہا کہ یہ مرچکا ہے چنانچہ اسکے نہلانے اور کفنانے کا بھی انتظام ہوگیا... قطیعی جو مصر کا مشہور طبیب تھا وہ بھی خاموشی سے یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا آگے بڑھا اور کہنے لگا ٹھہرو! میں اس کا علاج کروں گا...میرا خیال ہے کہ یہ زندہ ہے سب لوگ اسکے اس دعوی پر حیرت میں پڑگئے... قطیعی مُردے کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ کوئی شخص اس کو پوری

طاقت سے کوڑے مارے چنانچہ ایک شخص نے اسکے جسم پر دس کوڑے مارے طبیب نے مردے کے جسم پر ہاتھ پھیرا، نبض دیکھی اور کہا کہ اسکو دس کوڑے اور لگاؤ پھر کوڑے لگائے گئے طبیب نے پھر نبض دیکھی اور جسم پر ہاتھ پھیرا اور دس کوڑے مزید لگوائے... پھر نبض کو بغور دیکھا اس مرتبہ نبض میں تھوڑی سی حرکت ہوئی... وہاں موجود دوسرے اطباء کو وہ نبض دیکھا کر کہنے لگا کہ دیکھو اس میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے ہیں ورنہ مردے کی نبض کیسے حرکت کر سکتی ہے پھر طبیب نے دس کوڑے اور لگوائے جس سے نبض کی حرکت اور بڑھی اور جسم میں گرمی آئی ... اسکے بعد پھر کوڑے لگوائے ... اس مرتبہ مریض نے ایک آہ نکالی پھر اسی طرح کوڑے مارے گئے... اب تو مریض چلا اٹھا اور درد سے کراہنے لگا... طبیب نے کوڑے کی مار بند کروائی اور مریض سے معلوم کیا کہ اس کو کیا محسوس ہو رہا ہے... مریض نے کچھ کھانے کی خواہش ظاہر کی، چنانچہ اس کو کھانا دیا گیا... کھانا کھانے سے اس کے اندر قوت آگئی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا...

تمام اطباء قطیعی کے اس حیرت انگیز معالجے سے متحیر تھے انہوں نے اس علاج کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے یہ علاج ایک بوڑھے سے سیکھا تھا جس نے ایک شخص کا علاج بالکل اسی طرح کیا تھا اس سے میرے دماغ میں یہ بات آئی کہ چوٹ اپنی طرف حرارت کو کھینچتی ہے جس سے سکتہ زائل ہو جاتا ہے چنانچہ میں نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا جس سے واقعی یہ مریض ٹھیک ہو گیا... (ماہنامہ سوغات نئی دہلی، جون ۱۹۵۶ء)

انسانی جسم کے اندر جانور

بغداد کے ایک معزز شخص قاضی حسین ابن عمر کی نوجوان بیٹی کو ایک عجیب و غریب مرض لاحق ہو گیا اور وہ یہ تھا کہ اس کی شرمگاہ میں وقفہ وقفہ کے ساتھ بہت سخت درد ہوتا تھا لڑکی درد کے وقت اتنی بری طرح چلاتی تھی کہ دیکھا نہیں جاتا تھا... درد کے ساتھ ہی خون بھی کثرت سے خارج ہوتا تھا... لڑکی کو سخت تکلیف تھی اور وہ بہت کمزور ہو گئی تھی اور اسکی راتوں کی نیند غائب ہو گئی تھی پہلے تو وہ اپنے اس مرض کو چھپاتی رہی لیکن جب مرض کی شدت زیادہ بڑھ گئی تو اس نے اپنے والد سے اس کا ذکر کیا... اسکے والد نے اس مرض کی پوری تفصیل حکیم یزید المائی (یہ

بغداد کا یک باکمال طبیب تھا...اسکے مزید حالات کا علم نہیں ہوسکا...) سے بتائی اس نے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں میں اس سے تنہائی میں کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں قاضی حسین نے اجازت دیدی...طبیب کے سامنے ایک الگ کمرے میں مریضہ کو پیش کیا گیا...اس نے مرض کے بارے میں اچھی طرح غور کیا اور دوران تفتیش کافی دیر تک مریضہ سے مختلف سوالات کرتا رہا...حالانکہ یہ بات قاضی حسین کو ناگوار بھی گذری لیکن وہ طبیب کی اس خصلت سے واقف تھا کہ وہ کبھی کسی کے راز کو ظاہر نہیں کرتا...اس لئے وہ خاموش رہا اچانک یزید المائی نے کہا کہ میں مرض سمجھ گیا ہوں کوئی شخص آ کر اس لڑکی کو زور سے پکڑ لے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا...پھر طبیب نے اپنا ایک ہاتھ لڑکی کی شرمگاہ میں داخل کر دیا لڑکی چیخ مارتی ہوئی بے ہوش ہوگئی اور اسکے رحم سے خون نکلنے لگا طبیب نے اپنے ہاتھ سے اسکے اندر سے ایک جانور نکالا اور سامنے ڈال دیا...تھوڑی دیر بعد جب لڑکی کو ہوش آیا تو اس نے بتایا کہ وہ اب بالکل ٹھیک ہے...

قاضی حسین نے طبیب سے جب اس علاج کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے تو اس نے بتایا کہ جب میں مریضہ سے مختلف سوالات کر رہا تھا تو اس نے بتایا کہ میں ایک دن اس کوٹھری میں بیٹھی ہوئی تھی جہاں بیل باندھے جاتے ہیں اس کے بعد ہی سے مجھے یہ تکلیف شروع ہوئی؛ میں فوراً سمجھ گیا کہ ضرور اس کی شرمگاہ میں کوئی چیچڑی داخل ہوگئی ہے جو اندر کا خون چوستی رہتی ہے جس سے درد ہوتا ہے اور وہی خون پھر شرمگاہ سے باہر آجاتا ہے جب میں نے ہاتھ ڈال کر وہ چیچڑی تلاش کی تو مجھے مل گئی اور میں نے اسے باہر کھینچ لیا اس کے بعد وہ لڑکی اچھی ہوگئی اور اسکو یہ تکلیف پھر کبھی نہیں ہوئی...(لطائف علمیہ ص ۴۰...۳۳۸)

ہچکی کا معمولی علاج

ایران میں ایک شخص کو تقریباً ۲ ماہ سے ہر چوتھے دن بخار آنے کی شکایت تھی...علاج کرانے پر بخار میں تو کمی آگئی لیکن معدہ کے ضعیف ہو جانے اور بلغم کے زیادہ پیدا ہونے کی وجہ سے ہچکی آنے لگی اور اس قدر سخت آنے لگی کہ وہ بات کرنے اور سونے سے معذور ہوگیا... بعض اوقات اس کی شدت سے غشی تک کی نوبت آجاتی تھی...ایک طبیب نے جند بیدستر

سرکہ میں حل کر کے تین روز تک دیا اور پھر یہی دوا پانی میں حل کر کے دی اور اسکے ساتھ مصطگی بھی دلوائی... چنانچہ پانچویں روز پسینہ آیا اور صحت ہونے لگی... (حکایات الاطباء ص ۴۵)

کسان کی فہم وفراست

ایک سن رسیدہ بزرگ طبیب ایک شخص کی فصد کھولنا چاہتا تھا... مریض کی نکسیر پھوٹ گئی تھی اور ناک سے خون رواں تھا... طبیب جسم کے ایسے حصے میں فصد دینے کا سامان کر رہا تھا... جو خون کے جوش کھا کر ابلنے کی جگہ سے قریب اور عین اسی سمت میں واقع تھا... بیرودی[1] بھی وہاں کھڑا تھا... اس نے طبیب سے کہا کہ آپ اس غریب کی فصد کیوں کھولنا چاہتے ہیں... طبیب نے کہا کہ فصد کھولنے سے خون کا گرنا بند ہو جائے گا...

بیرودی نے کہا اگر یہی بات ہے تو آپ غلطی کر رہے ہیں ہم لوگ کسان ہیں... گاؤں والے جب نہر کا پانی دوسری طرف آنے سے روکنا چاہتے ہیں تو بجائے اس کے کہ پانی کے بہاؤ کی سمت میں کاٹ کر پانی نکالیں...

اسکو دوسری سمت میں کاٹ دیتے ہیں اور پانی سمت مخالف سے بہہ کر نکل جاتا ہے اور جدھر اسکے جانے سے نقصان ہونے کا اندیشہ ہے ادھر نہیں جاتا ہے پس آپ بھی ایسا کیوں نہ کریں کہ خون کے مخالف سمت میں فصد کھولیں طبیب نے بیرودی کے مشورے پر عمل کیا اور مریض کو آرام مل گیا...

بیرودی کی فہم وذکاوت پر خوش ہو کر طبیب نے کہا اگر تم طب پڑھو اور علاج کرنے لگو تو اس میں شک نہیں کہ بڑے لائق طبیب بن سکتے ہو... طبیب کی بات کا اثر ہوا اور وہ بھی علم طب حاصل کر کے نامور اطباء کے زمرہ میں شامل ہو گیا... (ماہنامہ حسن وصحت ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

---

[1] (اسکا پورا نام ابوالفرج جورجس بن یوحنا بن سہل بن ابراہیم تھا... یہ ملک شام میں اپنے گاؤں بیرود میں پیدا ہوا... عیسوی مذہب کے یعقوبی فرقہ کا فرد تھا... فن طب میں فاضل اور نامور اطباء کے زمرہ میں سے تھا... اس نے اپنا گاؤں چھوڑ کر دمشق میں رہنا اور علم طب کا پڑھنا شروع کیا اور وہیں چوتھی صدی ہجری کے بعد وفات پائی اور دو کتابیں بھی یادگار کے طور پر چھوڑی ہیں...)

زندہ جنازہ

ابوالحسن المہدی نامی ایک شخص پر ایک مرتبہ سکتہ طاری ہوگیا...لوگوں کو جب اس کی موت کا یقین ہوگیا تو کفنانے دفنانے کا سامان تیار کیا اور قبرستان لیجانے لگے...عورتیں اور بچے روتے پیٹتے جنازے کے پیچھے چلے جا رہے تھے جب ابوالحسن کا جنازہ ایک طبیب کے سامنے سے گذرا، جس کا نام ابن نوح تھا اس نے فوراً ہی جنازہ کو دیکھ کر کہا کہ اس آدمی کو کیوں دفنانے لے جا رہے ہو...اگر اسکا علاج کیا جائے تو یہ زندہ ہوسکتا ہے طبیب کی اس بات پر کہرام مچ گیا...لوگوں نے پہلے تو طبیب کی اس بات کا کچھ خیال نہیں کیا مگر اس کے اصرار سے لوگوں نے جنازہ اتارا اور فوراً طبیب کے حکم سے حمام لے جایا گیا...گرم پانی ڈالنے اور دوا سنگھانے سے چھینکیں آئیں....

جس سے جسم میں حرکت پیدا ہوگئی...تھوڑی دیر بعد مریض کو ہوش آ گیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا لوگوں نے طبیب سے دریافت کیا کہ اس نے اس بات کا کیسے اندازہ کیا کہ مریض زندہ ہے طبیب نے کہا کہ اس شخص کے دونوں پاؤں کفن میں سیدھے کھڑے ہوئے تھے اور مُردوں کی نشانی ہے کہ ان کے دونوں پاؤں پھیل جاتے ہیں اس بات سے میں نے اس کے زندہ ہونے کا قیاس کیا جو درست ثابت ہوا...(لطائف علمیہ اردو ترجمہ کتاب الاذکیا ص ۳۴۲)

سفید داغ خود بخود غائب

ایک طبیب کے پاس ایک شخص اپنے نابالغ بچے کو لایا جس کے چہرہ پر سفید نشان تھے مریض کا باپ اپنے بیٹے کے ان نشانات کی طرف سے بہت پریشان تھا اور ان کو برص (پھلبری) کے داغ سمجھتا تھا طبیب نے لڑکے کا معائنہ کیا اور علاج کے لئے ایک کثیر رقم طلب کی...طبیب کا اس طرح سے رقم مانگنا بچے کے باپ کو بہت ناگوار گذرا مگر پھر بھی وہ دینے کے لئے تیار ہوگیا...طبیب نے جب دیکھا کہ اس کو رقم دینا اچھا نہیں لگا ہے تو اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ تمہارے لڑکے کے چہرے پر یہ سفید نشانات اس کے بالغ

ہوتے ہی خود بخود غائب ہو جائیں گے اس میں کسی قسم کے علاج کی ضرورت نہیں ہے ... جب جوانی کا آغاز ہوتا ہے تو اس قسم کے داغ اکثر پیدا ہو جاتے ہیں اور واقعی جب وہ بچہ جوان ہوا تو اس کے وہ نشانات بھی غائب ہو گئے ...

اسی طرح ایک عورت کو جو انتہائی نیک دل اور دیندار تھی قولنج کا شدید درد اٹھتا تھا یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو جاتی تھی ایک مرتبہ وہ دو دن تک بے ہوش رہی جب اسکو ہوش آیا تو اس نے بتایا کہ میں نے اپنے مردہ رشتہ داروں سے ملاقات کی ہے وہ بتا رہے تھے کہ اب تمہیں کبھی درد نہیں اٹھے گا ... چنانچہ ایسا ہی ہوا ... (پندرہ روزہ اخبار ہمدرد جنوری ۱۹۹۲ء)

غذا میں کتّے کا گوشت

ایک نوجوان کے پیٹ میں شدید درد لاحق ہوا ... اطباء سے بہت علاج کرایا گیا مگر سببِ مرض کسی کو معلوم نہیں ہو سکا ... درد کی شدت اتنی زیادہ تھی ... کہ مریض تڑپ اٹھتا تھا ... بھوک بالکل ختم ہو گئی تھی جس سے روز بروز نقاہت میں بھی اضافہ ہونے لگا ... ہر طرف سے مایوس ہو کر متعلقین صبر کر کے بیٹھ گئے ...

ابھی چند روز ہی گذرے تھے کہ ادھر سے ایک طبیب کا گذر ہوا ... اس نے نوجوان کی یہ حالت جو دیکھی تو اس کے علاج کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ... وہ مریض سے مختلف قسم کے سوالات کرتا رہا ...

مریض نے بتایا کہ وہ ایک دن ایسی جگہ گیا جہاں گایوں کا بالدہ تھا ... وہاں بہت زیادہ انار رکھے ہوئے تھے اس نے ایک انار کو دانت سے کاٹ کر اور ٹکڑے کر کے کھایا ... طبیب یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ اس کو کیا مرض ہے اس نے مریض سے کہا کہ میں کل تیرا علاج کروں گا ...

دوسرے دن طبیب نے کتے کے گوشت کے ساتھ ایک خاص قسم کا گوشت جس میں پیاز، مکھن اور پنیر شامل تھی پکوا کر مریض کو کھلوایا ... طبیب نے اس غذا کے بارے میں پہلے سے اسے کچھ نہیں بتایا ... لڑکے نے دوا سمجھ کر وہ غذا کھا لی ... جب اسکا پیٹ بھر گیا تو اس کو خربوزے کھلا کر آرام کرایا اور پھر کچھ گرم پانی میں سویا ملا کر مشروب بنا کر پلایا اور پھر اس

مریض کو بتایا کہ تو نے کتے کا گوشت کھایا ہے یہ سنتے ہی اسے متواتر قے ہونے لگی طبیب نے قئے کا معائنہ کیا تو اسے ایک سیاہ رنگ کی گٹھلی نما چیز ملی...

اس نے وہ اٹھالی اور مریض کے باپ کو دکھلائی اور کہا کہ یہ چوپایوں کی کلنی ہے جو گایوں کے جسم سے نکل کر انار میں گھس گئی تھی اور چونکہ یہ کتے کے گوشت کی بہت زیادہ شائق ہوتی ہے اس لئے میں نے کتے کا گوشت کھلا دیا...

یہ کلنی مریض کے معدہ سے چمٹی ہوئی تھی...

جو قئے کے ذریعے جسم سے باہر نکل آئی اس کے بعد طبیب نے قئے بند کرنے کے لئے دوا پلائی اور سر پر عرق گلاب چھڑکوایا جس سے مریض بالکل ٹھیک ہو گیا اور اسکو پھر یہ تکلیف کبھی نہیں ہوئی... (اطباء قدیم کے کلینکی مشاہدات ص ۱۲۲...۱۳ بحوالہ کتاب الفرج بعد الشدہ مصنف القاضی ابی علی الحسن التنوخی (م ۳۸۴ھ)

خدا پر اعتقاد ضروری

امام ابوبکر دقاق کو ایک مرتبہ مشاہیر نیشاپور میں سے ایک شخص کے علاج کے لئے بلوایا گیا اس شخص کو بہت شدید قولنج [۱] کا درد تھا امام صاحب کافی روز تک اس کا علاج کرتے رہے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا...

بالآخر علاج و معالجہ سے مایوس ہو کر انہوں نے اللہ تعالےٰ سے گڑ گڑا کر دعا کی اللہ نے اس کی دعا سن لی اور مریض کو شفا ہو گئی....

اس سے معلوم ہوا کہ طبیب کو خدا پر ضرور اعتقاد رکھنا چاہئے کیونکہ جب تک خدا کی مرضی نہ ہو کسی کو بھی شفا حاصل نہیں ہو سکتی... (طب العرب بحوالہ چہار مقالہ ص ۳۳۲...۳۳۱)

---

[۱] (امام ابوبکر اشبیلہ کے مشہور طبیب تھے... اصلی نام محمد بن عبداللہ تھا... ظاہری و باطنی علوم میں یدطولےٰ رکھتے تھے ان کو آغاز عمر میں شطرنج کی بہت لت تھی... اسی لئے ان کا لقب شطرنجی پڑ گیا تھا ان میں یکا یک غیرت نے جوش مارا اور دل میں ٹھان لیا کہ اس داغ بدنامی کو دور کیا جائے... چنانچہ آپ نے علم طب پڑھنا پڑھانا شروع کیا... آپ کو حضرت جنید بغدادیؒ سے شرف ملاقات حاصل تھا... آپ کی وفات ۹۰۲ء ۲۹۰ھ میں ہوئی ... یہ قاضی ابوبکر کے نام سے مشہور ہیں...)

بادشاہ کا نفسیاتی علاج

محمد بن زکریا الرازی [ا] (۸۶۵...۹۲۵ء) کو ایک مرتبہ شاہ وقت (نوح بن نصر) کے علاج کے لئے طلب کیا گیا... بادشاہ کو ایک عجیب مرض لاحق ہو گیا تھا جو کسی صورت سے ٹھیک نہیں ہوتا تھا... رازی نے شاہ کا علاج شروع کیا لیکن کچھ روز تک اسے کوئی فائدہ نظر نہیں آیا ایک دن رازی نے شاہ سے کہا کہ اب میں آپ کا دوسرے طریقے سے علاج کروں گا اور اس نئے علاج کے لئے مجھے ایک تیز رفتار گھوڑے کی ضرورت ہے... چنانچہ ایسے ہی ایک گھوڑے کا بندوبست کر دیا گیا... دوسرے روز رازی شاہ کو ایک حمام میں لے گیا اور گھوڑے کو باہر کھڑا کر دیا اور حمام میں دوسرے لوگوں کو آنے سے روک دیا... اس کے بعد رازی نے شاہ کے اوپر نیم گرم پانی ڈالنا شروع کیا اور اسے ایک شربت پینے کے لئے دیا جو اس نے پہلے سے تیار کر رکھا تھا... شربت کے اثر سے مفاصل میں موجود اخلاط کو نضج حاصل ہوا اسکے بعد وہ شاہ کے پاس سے اٹھا اور دور جا کر اسے بُرا بھلا کہنا شروع کیا... یہ سنتے ہی بادشاہ کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی وہ اپنی جگہ سے اٹھا تاکہ رازی پر حملہ کر کے اس کو موت کے گھاٹ اتار دے جیسے ہی رازی نے شاہ کی یہ حالت دیکھی، جھٹ حمام سے باہر آیا اور باہر بندھے ہوئے گھوڑے پر

[ا] (ابوبکر محمد بن زکریا الرازی ایران کے مردم خیز شہر 'رے' کا رہنے والا تھا. تقریباً ۸۶۵ء میں پیدا ہوا، ابتداءً اس نے علوم حکمیہ کی تعلیم حاصل کی... اس کے بعد بغداد میں علم طب کی فاضلانہ تحصیل کی جہاں پر وہ ایک نہایت جلیل القدر اور نامور معلم طب اور درباری طبیب کی حیثیت سے مقرر ہوا اور جالینوس العرب کے معزز لقب سے ملقب وممتاز ہوا... اس نے مسلمانوں میں سب سے پہلے انسائیکلو پیڈیا مرتب کیا... فن طب میں الحاوی الکبیر اس کی تصانیف میں مشہور اور جلیل القدر کتاب ہے جو یورپ میں سترہویں صدی تک مقبول رہی... اس نے مادے پر بھی بڑی تحقیق کی اور دنیا میں پائی جانے والی تمام اشیاء کو مختلف گروہوں میں رکھا... اس کو ادب، منطق اور فلسفہ میں بھی اچھی مہارت حاصل تھی فن موسیقی، طبعیات، کیمیا اور مطالعہ کتب اسکے بنیادی شوق تھے اس نے کیمیا پر ایک عملی کتاب بھی لکھی جس میں تجرباتی آلات کی تفصیل درج ہے... اس کی تصانیف کی تعداد کے بارے میں کافی اختلاف ہے کسی نے ۱۶۷، کسی نے ۱۳۳ اور البیرونی نے ۱۸۴ بتائی ہے... عیون الانبا میں ابن ابی اصیبعہ نے ۲۰۰ سے زائد تصانیف کا تذکرہ کیا ہے جن میں کتاب الاسرار، کتاب الطب المنصوری اور الجدری والحصبہ نے خاصی شہرت پائی اس نامور طبیب نے ۹۲۵ء میں پیرانہ سالی میں نابینا ہو کر وفات پائی...)

سوار ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا، اور ایک محفوظ مقام پر پہنچ کر دم لیا اور وہاں سے بادشاہ کو ایک خط لکھ کر اپنے غلام کے ذریعہ بھجوایا... اس نے خط میں لکھا تھا...

''بادشاہ سلامت! میں نے آپ کو مرض سے نجات دلانے کی حتی الامکان کوشش کی اور آخر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ آپ کا علاج نفسیاتی تدبیر سے ہی ممکن ہے آپ کی حرارتِ غریزی بہت کمزور ہو چکی تھی... جب میں نے دیکھا کہ آپ کے اخلاط پوری طرح نضج حاصل کر چکے ہیں تو میں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ کوئی ایسا عمل کیا جائے جس آپ کا غصہ بھڑک اٹھے اور حرارتِ غریزی برانگیختہ ہو کر نضج یافتہ اخلاط کو تحلیل کر دے... اس لئے میں نے آپ کو بُرا بھلا کہا اور وہاں سے بھاگ نکلا تا کہ آپ غصّے میں مجھ کو قتل نہ کریں...''

رازی کے فرار ہوتے ہی بادشاہ کو غشی آ گئی... جب وہ ہوش میں آیا تو اس نے اپنے آپ کو صحت مند پایا... رازی کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فرار ہو چکا ہے... کچھ روز بعد رازی کا غلام اس خط کو لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بادشاہ کو سارے قصّے کا علم ہوا... وہ اس تدبیر سے بہت خوش ہوا اور اس نے رازی کو بہت سے انعام واکرام سے نوازا... (چہار مقالہ ص ۱۱۴...۱۱۷)

زہریلے رائتے سے شفایابی

زکریا رازی ایک مرتبہ نیشاپور کے علاقے سے گذرا... وہاں کے ایک دولتمند شخص نے اپنے بیٹے کو رازی کی خدمت میں پیش کیا ... رئیس کا لڑکا بہت عرصہ سے مرض استسقاء میں مبتلا تھا... رازی نے بہت توجہ سے مریض کا معائنہ کیا لیکن آخر میں بہت مایوسی سے اسکے باپ سے کہنے لگا... کہ مجھے بہت دکھ ہے کہ میں اس لڑکے کا علاج نہیں کر سکتا... باپ اور بیٹا رازی کی زبان سے یہ الفاظ سن کر بہت مایوس ہوئے... لڑکے نے سوچا جب میری مقدر میں شفایابی نہیں ہے تو پھر پرہیز اور دوا سے کیا فائدہ؟ ایک دن اس نے اپنے باپ سے کہا کہ میری خدمت کے لئے آپ ایک بوڑھی دایہ کا انتظام کر دیں جو میری ہر ضرورت کو پورا کر سکے... باپ نے بیٹے کی یہ فرمائش پوری کر دی اور لڑکے کی خدمت کے لئے ایک بوڑھی عورت کا انتظام کر دیا گیا...

ایک دن لڑکے نے خادمہ سے کہا کہ مجھے رائتہ بہت پسند ہے ...تم آج میرے لئے رائتہ بنادو...خادمہ نے رائتہ بنادیا اور اسکو ایک جگہ رکھ دیا جہاں لڑکے کی نظر اس پر پڑ سکتی تھی اور وہ خود کسی کام میں مصروف ہوگئی ..اچانک لڑکے نے دیکھا کہ ایک کالا سانپ آیا اور پیالے میں منہ ڈال کر رائتہ پینے لگا ..تھوڑا سا رائتہ پی کر اس نے اگل دیا اور اس کا زہر پیالا میں سرایت کر گیا ..زہر کے اثر سے رائتے کا رنگ سیاہ ہوگیا... بیمار لڑکے نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر سارا رائتہ پی گیا... جب بوڑھی خادمہ وہاں دوبارہ آئی اور اس نے پیالہ میں بچے ہوئے رائتے کا رنگ سیاہ دیکھ کر لڑکے سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے سارا قصہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ میں نے اس کو پی لیا ہے کیوں کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میرا خاتمہ ہوجائے...

خادمہ نے پورا قصہ اسکے والد کو سنایا ...وہ دوڑا ہوا بیٹے کو دیکھنے کو آیا اس نے دیکھا کہ لڑکا گہری نیند سو رہا ہے اور اس کا سارا جسم پسینہ سے تر ہے ..تھوڑی دیر بعد وہ اٹھا اور رفع حاجت کے لئے گیا ...اسکو کھل کر دست آئے اور دن بھر میں سینکڑوں دست آ گئے اسکے بعد مریض نے چوزوں کا شوربہ طلب کیا جس سے اسکے اندر قوت آ گئی دستوں اور پسینہ کی وجہ سے بڑھا ہوا پیٹ پچک گیا اور سارا پانی دستوں اور پسینے کے ذریعہ نکل گیا ...پھر اس نے مختلف غذائیں اور دوائیں استعمال کیں جن کے اثر سے اسے صحت ہونے لگی...

ابھی اس واقعہ کو زیادہ روز نہیں گذرے تھے کہ زکریا رازی کا گذر پھر اسی شہر سے ہوا ...اور اس نے پھر اس رئیس شخص کے گھر میں قیام کیا ...وہاں پر موجود ایک خوب صورت اور تندرست نوجوان کی طرف رازی نے اشارہ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس شخص نے بتایا کہ یہ وہی نوجوان ہے جسکو ایک بار علاج کی غرض سے میں نے آپکو دکھلایا تھا اور آپ نے اسکے مرض کو لاعلاج قرار دیا تھا پھر اس نے رازی کو رائتہ اور سانپ کا قصہ سنایا ...رازی نے کہا کہ میں یہ بات پہلے سے جانتا تھا کہ اس مرض کا علاج اس سانپ میں موجود ہے جس کی عمر دوسو برس کی ہو چونکہ اتنی عمر کے سانپ کو مہیا کرنا تمہارے امکان سے باہر تھا اس لئے میں نے سا کو بتانا مناسب نہ سمجھا تھا ...بہر حال خدا کو اس کی صحت منظور تھی لہذا اس نے وہ اسباب پیدا کر دیے جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا ...(تاریخ الاطباء ۱۴۶..۴۹)

پیٹ کے اندر جونک

بغداد کے ایک رئیس زادے کو دوران سفر خونی قئے (قئے الدم) کا مرض لاحق ہو گیا...جب کسی طبیب کے علاج سے فائدہ نہیں ہوا تو وہ شہر رُے آیا اور وہاں کے مشہور طبیب ابو بکر محمد بن زکریا الرازی کو دکھایا..زکریا رازی نے نبض اور قارورہ دیکھا مگر اس کو سِل ودِق اور پیٹ کے کسی مرض کی کوئی علامت نظر نہیں آئی جس سے وہ مایوس ہوا مگر مرض کے بارے میں مسلسل غور کرتا رہا..اس نے مریض سے مختلف سوالات کئے اور پوچھا کہ اس نے اپنے سفر کے دوران کس قسم کا پانی پیا ہے...مریض نے پانی کے ساتھ کوئی جونک اپنی حلق سے اتار لی ہے اور یہی جونک معدہ میں پہنچ کر خون چوس رہی ہے اور پھر یہی خون بذریعہ قئے خارج ہو رہا ہے...رازی نے مریض کو یقین دلایا کہ تیرا مرض بہت جلدی دور ہو جائے گا...میں کل سے تیرا علاج شروع کروں گا...

دوسرے دن رازی نے کائی سے بھرے ہوئے دو برتن منگائے اور مریض سے کھانے کے لئے کہا...مریض کو پہلے تو کراہیت محسوس ہوئی لیکن معالج کے حکم سے اس نے تھوڑی سی کائی کھانی شروع کی اور پھر بعد میں انکار کر دیا...مجبوراً رازی نے حکم دیا کہ اسکو لٹا کر اور ہاتھ پیر باندھ کر اس کے منہ میں زبردستی کائی ٹھونسی جائے...اس طرح جب ایک برتن ختم ہو گیا اور دوسرے کی باری آئی تو مریض چلایا اور التجا کی کہ اب میں مزید نہیں کھا سکتا مجھے قئے ہو رہی ہے...یہ سن کر رازی کو اس کی صحت کے کچھ آثار نظر آئے..اس نے مریض کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے تھوڑی سے کائی اور کھلوا دی..اچانک مریض کو زور سے قئے ہوئی اور بہت سی کائی خون بلغم کے ساتھ باہر نکل آئی...رازی کو اس کائی میں ایک جونک نظر آئی پھر وہ مریض کو دکھا کر بولا کہ تیرے مرض کا سبب یہی جونک ہے...اب یہ مرض تجھے کبھی نہیں ہوگا اور تو بہت جلد صحت مند ہو جائے گا چنانچہ اسکے بعد سے اس شخص کو یہ مرض کبھی نہیں ہوا...(تاریخ الاطبا ص ۱۴۵...۴۲)

مطب کا عجیب انداز

زکریا رازی کے مطب کا انداز بھی عجیب تھا...وہ اپنے مطب میں سب سے پیچھے

بیٹھتا تھا... اسکے آگے اسکے شاگرد بیٹھتے تھے اور اس کے بعد ان شاگردوں کے شاگرد بیٹھتے تھے اور پھر ان کے شاگرد بیٹھتے تھے جب کوئی مریض آتا تو وہ سب سے پہلے آگے بیٹھے شاگردوں سے اپنا حال کہتا... اگر ان کی سمجھ میں نہیں آتا تو وہ اپنے سے پچھلے والے لوگوں کے پاس بھیج دیتے تھے... اگر ان کی بھی سمجھ میں نہیں آتا تو وہ اپنے سے زیادہ قابل کے پاس بھیج دیتے تھے سب سے آخر میں رازی کا نمبر آتا تھا یعنی جس کا کوئی بھی علاج نہیں کر پاتا تھا وہ رازی کے زیر علاج ہوتا تھا... (اخبار الطب کراچی، اپریل ۱۹۸۵ء)

شفاخانے کی جگہ کا انتخاب

بغداد میں جب سب سے پہلے شفاخانہ کھولنے کا ارادہ کیا گیا تو اس سلسلہ میں زکریا رازی سے معلوم کیا گیا کہ عراق کا کون سا شہر حفظانِ صحت کے اعتبار سے اور شفاخانہ کھولنے کے لحاظ سے موزوں ہے تو رازی نے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور ہر جگہ شہر میں تھوڑی تھوڑی دور گوشت کے ٹکڑے لٹکا دیئے... جس مقام کا گوشت سب سے زیادہ دیر میں سڑا اس جگہ کو شفاخانہ کیلئے بہترین قرار دیا... چنانچہ اسکے کہنے کے مطابق شفاخانہ وہیں کھولا گیا... اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رازی جراثیم کے متعلق علم رکھتا تھا اور اس کو یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ چھوت سے بھی امراض ہوتے ہیں... (تمدن عرب ص ۴۵۳)

پیٹ میں ہڈیاں

ابوالقاسم خلف بن عباس الزہراوی [1] (۱۰۳۰...۱۱۰۶ء) نے اپنی مشہور زمانہ

---

[1] (اندلس کا مشہور سرجن ابوالقاسم خلف بن عباس الزہراوی الحکم ثانی کا درباری طبیب تھا... اس کی شہرت کا باعث اس کی کتاب التصریف تھی جو فن جراحیات میں اپنے دور میں منفرد کتاب تھی... اس میں آلات جراحیہ کی تفصیل اور تصاویر دی گئی تھیں... یہ کتاب ایک عرصہ تک یورپ میں درس میں شامل رہی ہے اور مختلف زبانوں میں اسکے تراجم بھی ہوئے ہیں یہی کتاب موجودہ یورپ کی سرجری میں ترقی کے لئے بنیاد بنی تھی... آج ہماری عظمت رفتہ کی عظیم نشانی ہے... زہراوی یورپ میں ابولکیس اور البوکیس کے نام سے مشہور ہے... یہ قرطبہ کے شاہی ہسپتال میں شعبہ جراحت کا ذمہ دار تھا... ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ یہ ادویہ مفردہ و مرکبہ میں بھی بڑا ماہر تھا...)

کتاب میں ایک واقعہ درج کیا ہے کہ اس نے ایک حاملہ عورت کو دیکھا جس کے پیٹ میں بچہ مرگیا تھا... اسکے بعد وہ دوسری مرتبہ حاملہ ہوئی وہ بچہ بھی مرگیا جس کی وجہ سے کچھ زمانے کے بعد پیٹ میں ورم ہوگیا اور وہ پھول گیا... پھر اس میں مواد بھی آ گیا... ابوالقاسم زہراوی کو علاج کے لئے بلایا گیا اس نے کافی روز تک علاج کیا، جب کوئی فائدہ نہیں ہوا تو اس نے طاقتور مراہم استعمال کروائے... کچھ عرصہ کے بعد عورت کی شرمگاہ سے ایک ہڈی خارج ہوئی... کافی دن گذرنے کے بعد پھر دوسری ہڈی نکلی... اسے بہت تعجب ہوا کہ پیٹ ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہڈی نہیں ہوسکتی... اس نے اس سے اندازہ لگایا کہ پیٹ میں مردہ بچہ کی ہڈیاں موجود ہیں ... پھر زہراوی نے آپریشن کیا اور بقیہ ہڈیاں عورت کے پیٹ سے نکال لیں... اسکے بعد وہ عورت صحت مند ہوگئی اور کافی لمبے عرصہ تک زندہ رہی... (التصریف لمن عجز عن التالیف مؤلفہ الزہراوی ص ۱۲۱)

تحلیل ریاح کی عجیب تدبیر

شیخ الرئیس بوعلی سینا [۱] (۹۸۰...۱۰۳۷ء) نے اپنے استاد ابو المنصور بخاری کے

[۱] (ابن سینا اپنی عرفیت، شیخ الرئیس، سے بھی مشہور ہے یہ بخارا کے قریب افشنہ نامی قصبہ میں ۹۷۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۰۳۷ء کو ایران کے شہر ہمدان میں وفات پائی... یہ ایک عظیم فلسفی اور مانا ہوا طبیب تھا... دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا اور سولہ سال کی عمر میں تمام علوم مروجہ میں درجۂ کمال حاصل کیا... ۱۷ سال کی عمر میں بخارا کے سلطان نوح بن منصور کا کامیاب علاج کرنے پر اس کا درباری طبیب مقرر ہوا، اسکے بعد متعدد امراء اور سلاطین کے درباروں میں اسکو گرانقدر مراتب حاصل ہوتے رہے، اس نے صرف ۵۸ سال کی عمر پائی اور مرض قولنج میں مبتلا ہو کر فوت ہوگیا... اس کی تصانیف ہر علم میں سینکڑوں سے متجاوز ہیں، بعض محققین نے صرف طب میں اس کی ۱۰۵ کتابیں شمار کی ہیں جس میں کتاب الشفاء ۱۸ جلدوں میں اور کتاب القانون فی الطب پانچ جلدوں میں پائی جاتی ہیں یہ دونوں کتابیں دورِ حاضر میں بھی طب یونان کی افضل ترین کتابیں مانی جاتی ہیں... القانون ایک ایسی جامع کتاب ہے جس کی نظیر نہیں ملتی اس کا اصل نسخہ پہلی مرتبہ روم میں ۱۵۹۳ء میں شائع ہوا، اسکے بعد لاطینی، فرانسیسی اور روسی زبان میں بھی اسکے تراجم شائع ہوتے رہے، مدتوں یورپ کی مختلف طبی یونیورسٹی میں یہ داخل درس رہی، اب اس کتاب کو جامعہ ہمدرد نئی دہلی از سرنو ایڈٹ کروا کر شائع کر رہی ہے اور اسکا مکمل انگریزی ترجمہ بھی وہیں سے شائع ہو رہا ہے... ابن سینا حکماء اور اطباء متقدمین اور متاخرین میں حدِ فاصل مانا جاتا ہے یعنی اس سے پہلے جس قدر طبیب ہوئے ہیں وہ متقدمین میں شمار ہوتے ہیں اور اس کے بعد کے متاخرین میں مذکورہ بالا دونوں کتابوں کے علاوہ الاشارات والتنبیہات، کتاب النجاۃ الادویہ القلبیہ اور الارجوزۃ فی الطب بھی بہت مقبول ہوئی ہیں...)

متعلق ایک حکایت بیان کی ہے کہ اسکے اثر ورسوخ اور مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ وہ حرم شاہی کے اندر پردہ نشین بیگمات کی نبض دیکھا کرتا تھا... ایک روز بادشاہ کے ساتھ اس کی حرم سرا میں ایک ایسی جگہ بیٹھا ہوا تھا جہاں پر کسی کو پہنچنا ممکن نہیں تھا... اثنا، گفتگو بادشاہ نے کھانا طلب کیا... چنانچہ ایک خادمہ کھانا لے کر حاضر ہوئی... جیسے ہی وہ کھانا سے بھرا ہوا خوان اتارنے کے لئے نیچے جھکی تو جھکی ہی رہ گئی اور پھر دوبارہ نہیں اٹھ سکی یعنی اسکے ہاتھ پیر بالکل اکڑ کر رہ گئے... بادشاہ اور دوسرے لوگ جو اس وقت وہاں موجود تھے اس حالت کو دیکھ بہت پریشان ہوئے کہ اچانک یہ کیا ہوگیا؟ بادشاہ نے طبیب سے کہا کہ تم کوئی تدبیر کرو اور جیسے بھی ممکن ہو اس کا علاج کرو، طبیب بھی سخت حیران و پریشان کہ وہ اس صورت میں کیا کرے کیونکہ اس موقعہ پر نہ تو اس کے پاس کوئی دوا تھی اور نہ ہی کوئی دوسری تدبیر یہ وقت اس کی آزمائش اور امتحان کا تھا لیکن طبیب بھی ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھا... اس نے بادشاہ سے کہا کہ اسکا علاج ممکن ہے لیکن شرط یہ ہے کہ خادمہ کو تنہا ایک کمرے میں میرے پاس چھوڑ دیا جائے...

بادشاہ تو ہر قیمت پر اس خادمہ کی تکلیف کو دور کرنا چاہتا تھا فوراً راضی ہوگیا اور اس نے خادمہ کو طبیب کے ساتھ اکیلے کمرے میں چھوڑ دیا طبیب اس کمرے میں داخل ہوا جس میں مریضہ تھی... اس نے مریضہ کے چہرے کی نقاب الٹ دی... اس پر جب اس کی حالت میں کوئی تغیر نہیں تو طبیب نے اسکے بدن کے کپڑے اتارنے شروع کیے، جیسے ہی شلوار اتارنی چاہی فوراً ہی خادمہ کی غیرت جوش میں آگئی اور اس نے تیزی سے اپنا جسم چھپالیا... اور اب تک اسکے بدن میں جو اکڑاہٹ تھی وہ زائل ہوگئی... بادشاہ طبیب کی اس تدبیر سے بہت خوش ہوا اور اس سے پوچھا کہ اس عمل سے مرض کا کیا تعلق ہے طبیب نے کہا کہ؛

''جہاں پناہ! میں نے ہر طرح سے غور کیا... آخر اس نتیجہ پر پہنچا
کہ خادمہ کی یہ حالت اسکے جوڑوں میں غلیظ ریاح کے جمع ہو جانے
کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اور اس وجہ سے اسکے جوڑوں کی حرکت بند
ہوگئی ہے میں نے سوچا کہ کوئی ایسی تدبیر کی جائے جس سے جسم میں
یکا یک حرارت پیدا ہو کر یہ غلیظ ریاح تحلیل ہو جائے... چنانچہ اس

نفسیاتی تدبیر سے میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا...''

بادشاہ طبیب کی یہ گفتگو سن کر انگشت بدنداں رہ گیا اور اسکی حذاقت کا قائل ہوگیا۔ (چہار مقالہ ص ۱۱۲-۱۱۳)

ابن سینا کی نبّاضی

شیخ الرئیس بوعلی سینا نے جرجان کے حاکم قابوس [۱] کے ایک رشتہ دار کا معرکۃ الآرا علاج کیا جو کافی دنوں سے بیمار تھا حاکم نے شیخ کے سامنے اس نوجوان کو پیش کیا اور کہا کہ سارے اطباء، اسکے علاج سے عاجز آچکے ہیں اور ہر طبیب کے لئے اسکا علاج ایک معمہ بنا ہوا ہے... تم اسکے علاج کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لو اور جس طرح سے بھی ممکن ہو اسکا علاج کرو... شیخ نے حامی بھرلی...

دوسرے روز بوعلی سینا نے اس نوجوان کا غور سے معائنہ کیا جو چہرے سے بہت مغموم اور متفکر نظر آرہا تھا... طبیب نے تشخیص مرض کیلئے قارورہ اور نبض بھی دیکھی اور وہاں موجود لوگوں سے کہا کہ آپ میں سے اگر کوئی شخص ایسا ہو جو جرجان کے تمام محلوں کے نام سے واقف ہو تو وہ میرے پاس آئے اور میرے سوالات کا ٹھیک جواب دے چنانچہ ایک شخص سامنے آیا... بوعلی سینا نے اس بیمار نبض پر ہاتھ رکھا اور اس شخص سے کہا کہ وہ تمام محلوں کے نام ایک ایک کر کے لیتا جائے... ایک محلہ کے نام پر اچانک مریض کی نبض میں ایک خاص قسم کا تغیر ہوا.. محلوں کے نام سننے کے بعد شیخ نے کہا کہ اب ایک شخص کو حاضر کیا جائے جو اس محلّہ کی تمام گلیوں کے نام سے واقف ہو... چنانچہ ایک دوسرا شخص سامنے آیا اور اس نے محلّہ کی تمام گلیوں کے نام لینے شروع کیے ایک گلی کا نام لیتے ہی مریض کی نبض میں اسی قسم کا تغیر پیدا ہوا جو محلّہ کا نام سن کر ہوا تھا گلی کا نام سننے کے بعد شیخ نے کہا کہ اب ایک شخص سامنے آئے جو اس گلی کے تمام گھروں سے واقف ہو... ایک شخص نے گلی کے تمام گھروں کے نام ایک ایک کر کے لینے شروع کئے، ایک گھر کا نام سنتے ہی پھر مریض کی نبض میں اسی طرح کی حرکت پید

---

[۱] (شمس المعالی قابوس بن وشم گیر آل زیاد کا چوتھا حکمران تھا... ۹۷۶ء میں جرجان میں تخت نشیں ہوا... عقل ودانش اور تدبیر وسیاست میں بے نظیر زمانہ تھا یہ متقی اور پرہیز گار ہونے کے ساتھ ساتھ سخت گیر بھی تھا... فلکیات، شاعری اور خطاطی میں بھی مہارت رکھتا تھا، عربی اور فارسی زبان میں اس کے کچھ قصائد بھی ملتے ہیں ۱۰۱۲ء میں وفات پائی...)

اہوئی جیسا کہ محلّہ اور گلی کا نام سن کر ہوئی تھی... اب شیخ الرئیس بہت خوش ہوا کہ وہ اپنی تشخیص میں بالکل صحیح مقام پر پہنچ رہا ہے اسکے بعد ایک ایسے شخص کو اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا جو اس گھر کے تمام افراد کے ناموں سے واقف تھا... جب اس شخص نے ایک ایسے خاص فرد کا نام لیا تو مریض کی نبض میں پھر وہی حرکت پیدا ہوئی جو اس سے پہلے کئی مرتبہ ہو چکی تھی...

شیخ الرئیس اب اس نوجوان کے بارے میں سب کچھ سمجھ چکا تھا اس نے قابوس کو اطمینان دلایا کہ آپ فکر نہ کریں... یہ مریض اب بالکل ٹھیک ہو جائیگا... شیخ نے پھر پوری تفصیل بتائی کہ آپ کا یہ رشتہ دار ایک لڑکی کے عشق میں گرفتار ہے اور یہ فلاں محلّہ اور فلاں گھر کی لڑکی ہے... اگر میں اس نوجوان سے اسکے معاشقے کے بارے میں پوچھتا تو وہ کبھی اقرار نہ کرتا لہٰذا میں نے دوسرے شخص سے یہ کام لیا اور مریض کی نبض سے اس کی اندرونی کیفیات کو سمجھ لیا... اب میری رائے ہے کہ اس کی شادی اس لڑکی سے کر دی جائے... ایسا کرنے پر یہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گا... شیخ کی یہ باتیں سن کر نوجوان بے حد شرمندہ ہوا اور اس نے اس حقیقت کا اعتراف کر لیا... قابو نے شیخ کو بتایا کہ یہ دونوں عاشق و معشوق میرے قریبی رشتہ دار ہیں لہٰذا میں تمہارے کہنے کے مطابق دونوں کی شادی کرنے کو تیار ہوں... چنانچہ اس نوجوان کا نکاح اسی لڑکی سے کر دیا گیا... اس طرح شیخ الرئیس کی سوجھ بوجھ، عقل اور نباضی سے وہ نوجوان بالکل ٹھیک ہو گیا اور معمول کے مطابق زندگی گذارنے لگا... (چہار مقالہ ص۱۲۱...۱۱۳)

انسانی شکل میں گائے

شیخ الرئیس بوعلی سینا نے ایک مرتبہ مالیخولیا کے علاج میں اپنی حذاقت کا ثبوت پیش کیا... ہوا یہ کہ آلِ بویہ کے عہد میں ایک شہزادے کو مالیخولیا ہو گیا... اس مرض کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو گائے سمجھتا تھا اور گائے کی طرح ہی آوازیں نکالا کرتا تھا اور ہر شخص سے کہا کرتا تھا کہ مجھے ذبح کرو... اس مرض نے اس قدر شدت اختیار کر لی تھی کہ اس نے کھانا پینا تک ترک کر دیا تھا جس کی وجہ سے روز بروز اس کی حالت بگڑنے لگی... تمام اطباء علاج سے عاجز آ گئے... جب کوئی فائدہ نہیں ہوا تو بوعلی سینا سے جو اس وقت علاء الدولہ کا وزیر تھا، علاج کی درخواست کی گئی... اس نے

پوری توجہ سے مریض کو دیکھا اور پوری کیفیت سن کر لوگوں سے کہا کہ ٹھیک ہے اس کا علاج کروں گا... آپ میں سے کوئی جا کر مریض کو بتا دے کہ تمہارے ذبح کرنے کا انتظام ہو گیا ہے...

دوسرے دن بوعلی سینا دو آدمیوں کے ہمراہ اس مریض کے پاس گیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر مگر اس کو دکھانے کے لئے کہنے لگا کہ گائے کہاں ہے؟ میں اس کو ذبح کروں گا... مریض یہ بات سن کر خوش ہوا اور گائے کی طرح آوازیں نکالنے لگا... بوعلی سینا نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کو باندھ کر اس طرح لٹا دیا جائے جس طرح گائے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا جاتا ہے... جب اسکو لٹا دیا گیا تو بوعلی سینا نے اسکے قریب پہنچ کر چھری پر چھری رگڑنی شروع کی جیسا کہ قصاب لوگ کرتے ہیں اور ذبح کرنے کے لئے بیٹھا لیکن چھری گلے پر رکھنے سے قبل اسکے جسم کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ گائے بہت دبلی ہے اس لئے اس کو اس وقت ذبح کرنا مناسب نہیں ہے ... پہلے اس کو خوب چارہ کھلاؤ تا کہ یہ موٹی ہو جائے اور اس کے بدن سے زیادہ گوشت نکلے... یہ کہہ کر وہ مریض کے پاس سے اٹھا اور الگ جا کر لوگوں سے کہا کہ اب اسکے ہاتھ پیر کھول دیں اور جو کچھ دوائیں وغذائیں میں تجویز کروں وہ کھلائیں اور مریض کو یہ بات سمجھاتے رہیں کہ ان چیزوں کے کھانے سے گائے بہت جلد موٹی ہوتی ہے... اس طرح جب مریض کے پاس کھانے کے لئے کچھ لے جاتے تو وہ اس خوش فہمی میں کھا لیتا کہ میں موٹا ہو کر ذبح ہونے کے قابل ہو جاؤں گا... غرض کہ ان دواؤں وغذاؤں کے استعمال سے مریض کی حالت روز بروز سدھرنے لگی اور بالآخر ایک مہینے کے اندر وہ بالکل ٹھیک ہو گیا... (چہار مقالہ ص ۱۲۵...۱۲۷)

فن اور فنکار

ایک شہزادہ بیمار تھا... شیخ الرئیس بوعلی سینا کو علاج کے لئے بلایا گیا... شیخ نے جانے سے انکار کر دیا لیکن زیادہ اصرار کرنے پر اس نے اپنے کچھ شاگردوں کو بھیج دیا... شاگردوں نے دیکھا کہ بہت سے اطباء مقویات سے علاج کر رہے ہیں اس لئے انہوں نے شہزادے سے پوچھا کہ آپ کو کون سی غذا پسند ہے... اس نے کہا کہ مجھے مچھلی پسند ہے ... چنانچہ شاگردوں نے مختلف طریقے سے مچھلیاں پکوا کر کھلانی شروع کیں جس سے روز

بروز شہزادہ اچھا ہوگیا... اسکے صِلہ میں شاگردوں کو بہت انعام ملا... یہ انعامات انہوں نے اپنے استاد کے سامنے پیش کیئے شیخ نے ان دواؤں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے شہزادے کا علاج مچھلیوں سے کیا ہے... شیخ الرئیس یہ سنتے ہی کہنے لگے کہ اس مچھیرے کی کیسے جرأت ہوئی کہ بادشاہ کے حرم میں داخل ہوگیا، یعنی بجائے دوا کے مچھلی کے ذریعہ علاج کیا جو ایک طبیب کی شان کے منافی تھا... یہ کام کوئی مچھیرا ہی انجام دے سکتا تھا، طبیب نہیں... اس لئے شیخ کو یہ بات کچھ اچھی نہ لگی... (طبی میگزین لاہور، نومبر ۱۹۵۹ء)

سرکہ سے گلا کھل گیا

ابن بطلان [1] کے پاس ایک بچہ آیا جس کا گلا بیٹھ گیا تھا اور وہ بولنے پر قادر نہیں تھا... اس کو سانس بھی مشکل سے آتی تھی... ابن بطلان نے غور سے مریض کو دیکھا اور اسکے پیشے کے بارے میں مختلف سوالات کیئے... لڑکے نے بتایا کہ وہ مزدور ہے اور مٹی چھاننے کا کام کرتا ہے... ابنِ بطلان نے تیز سرکہ مریض کو پلادیا... اس سے فوراً قئے ہوئی جس میں بہت سی مٹی سرکہ کے ساتھ خارج ہوئی... اسکے بعد مریض کا گلا کھل گیا اور وہ بات چیت کرنے لگا... شاگردوں نے جب اس حیرت انگیز علاج کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ کچھ مٹی اڑ کر مریض کی غذائی نالی میں جمع ہوگئی تھی جو صرف سرکہ سے ہی خارج ہوسکتی تھی اور یہی ہوا کہ سرکہ پیتے ہی قئے ہوئی اور مٹی باہر آگئی... یہ علاج اسی مریض کے ساتھ مخصوص تھا... ورنہ دوسرے مریضوں کے لئے یہ نقصان دہ بھی ہوسکتا تھا... (طب العرب ص ۷۰...۷۲)

کافور سے سردی کا خاتمہ

حلب میں ایک عورت کو جو امیر و کبیر گھرانے سے تعلق رکھتی تھی ایک عجیب تکلیف تھی

[1] (مختار بن حسن بن عبدون بن سعدون بن بطلان بغداد کا رہنے والا ایک عیسائی طبیب تھا، طبیب ہونے کے علاوہ ایک مشہور فلسفی تھا، ۱۰۴۹ء میں مصر، شام اور ترکی کا سفر کیا، اس نے طب اور فلسفہ کے موضوع پر تقریباً پچاس کتابیں لکھیں، جن میں، دعوۃ الاطباء اور تقویم الصحۃ، خاص طور پر مشہور ہوئیں... کتاب الاغذیہ نام کی بھی ایک کتاب اس نے لکھی تھی جو اپنے وقت کی بہترین کتاب خیال کی جاتی تھی... ۱۰۶۳ء میں انطاکیہ میں وفات پائی...)

کہ اس کے سر میں مستقل سردی لگتی رہتی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے سر کو گرم رکھتی تھی اور اس پر کافی کپڑے لپیٹے رہتی تھی... ابن بطلان نے جب اس مریضہ کا معائنہ کیا تو ایک ترکیب اس کی سمجھ میں آئی... اس نے مریضہ کے سر سے تمام کپڑے دور کروائے اور بہت سا کافور منگا کر اسکے بالوں میں لگا دیا جس سے مریضہ کو فوراً نیند آ گئی... جب وہ بیدار ہوئی اسکے سر سے سردی غائب ہو چکی تھی اور اسکو گرمی کا احساس ہو رہا تھا... اس طرح کافور سے اسکو سردی کی شکایت سے نجات مل گئی... (پندرہ روزہ اخبار 'ہمدرد' جنوری ۱۹۹۲ء)

دردِ سر اور ضربات

علی بن عباس المجوسی [ا] کے پاس ایک مزدور آیا جس کو دوروں کی شکل میں دردِ سر کی شکایت رہتی تھی... مجوسی نے اس مریض کا عجیب علاج کیا... اس نے مریض کے سر پر کئی مرتبہ چوٹ پہنچائی جس سے نکسیر کی شکل میں ناک سے خون جاری ہو گیا اور مادۂ فاسدہ جو اس مرض کا سبب تھا خون کے ساتھ خارج ہو گیا اس عمل سے مریض کو بہت سکون ہوا اور اس کا دردِ سر ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا... (طب العرب بحوالہ چہار مقالہ ص ۳۲... ۳۳)

وہم کا علاج وہم سے

بغداد میں ایک شخص کو مالیخولیا ہو گیا... بہت سے اطباء نے علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا... بیمار کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ اسکے سر پر مٹی کا مٹکا رکھا ہوا ہے اس کے خیال میں وہ کسی دروازے یا نیچی چھت کی عمارت میں بغیر جھکے ہوئے داخل نہیں ہوتا تھا... راستہ میں چلتا تو

[ا] (علی بن عباس المجوسی ایک مشہور ایرانی طبیب تھا جو مذہباً آتش پرست تھا اور ابن المجوس کے نام سے مشہور تھا... اس نے ایرانی شیخ ابو طاہر موسیٰ بن سیار سے تعلیم حاصل کی اور خود بھی اپنے ذاتی شوق سے وسیع مطالعہ کیا... اسکو قدماء کی تصانیف پر پورا عبور حاصل تھا... اس نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن اس کی شہرت کا باعث اس کی طبی کتاب 'کتاب الملکی' ہے جس کا دوسرا نام کامل الصناعۃ الطبیہ بھی ہے... اس کتاب کو اس نے ملک عضد الدولہ البویہی کے لئے لکھا تھا، ابن سینا کی القانون سے پہلے یہی کتاب مدارس طبیہ میں پڑھائی جاتی تھی... ۱۱۸۰ء میں اس کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا تھا... آج بھی اس کتاب کو بطور حوالہ پیش کیا جاتا ہے... یہ یورپ میں Ally Abbas کے نام سے مشہور ہے... ۱۹۹۶ء میں اس کی وفات ہوئی...)

لوگوں سے بچتا ہوا چلتا کہ کہیں کسی کا دھکا نہ لگ جائے اور مٹکا گر نہ پڑے... یہ وہم اسے بے حد تکلیف دیتا تھا مگر اس کا علاج بھی ممکن نہیں تھا... حکیم اوحد الزماں [1] (م ۱۱۵۲ء) کے پاس بھی یہ مریض لایا گیا... حکیم کو سوجھ گیا کہ وہم کا علاج وہم سے ہی ممکن ہے اس نے اپنے دو غلاموں کو سمجھا دیا کہ ان میں سے ایک مکان کی چھت پر مٹی کا مٹکا لے جا کر بیٹھے اور دوسرا لکڑی لئے ہوئے تیار رہے... وہ مریض کو بلا کر صحن میں ایسی جگہ بٹھائے گا جو چھت سے قریب ہو... جب اشارہ کرے تو لٹھ بند غلام اس طرح لکڑی گھما کر مارے کہ مریض کے سر پر تو نہ لگے مگر کچھ فاصلے سے ہوا میں ہو کر اسی کے سر پر سے گذر جائے اور اس کی چھت پر جو غلام ہے وہ مٹی کے مٹکے کو یوں پھینکے کہ مریض کے پاس آ کر گرے اور ٹوٹ جائے... یہ انتظام کر کے حکیم اوحد الزماں نے مریض کو اپنے یہاں بلایا... دیوان خانے کے باہر سائبان کے نیچے اسے بٹھا دیا اور خود بھی وہیں بیٹھ کر باتیں کرنے لگا... جس وقت دیکھا کہ مریض محو گفتگو ہے چپکے سے ہاتھ کا اشارہ کر دیا... ساتھ ہی نیچے کے غلام نے لکڑی چلائی اور مریض کے سر پر سے اسکی لاٹھی ہوا میں زناٹا بھرتی ہوئی نکل گئی اور چھت پر جو غلام تھا اس نے مٹکا نیچے گرا دیا... یہ کام ایسی صفائی سے ہوا کہ مریض کو بالکل یقین ہو گیا کہ جو مٹکا ٹوٹا ہے وہی ہے جو اسکے سر پر رکھا ہوا تھا... اس طرح سے اس کو اس وہم سے گلو خلاصی ہوئی... (الحکیم لاہور... اکتوبر ۱۹۵۹ء)

تشخیص کی سچّائی

حکیم اوحد الزماں کے پاس ایک شخص آیا جس کی انگلی میں زخم تھا اور پکی ہوئی تھی... انہوں نے بغیر کسی جھجک کے اس کی انگلی کاٹ دی... شاگردوں کو تعجب ہوا اور کہا کہ آپ نے اس کی انگلی کاٹ کر ہمیشہ کے لئے اس کو معذور بنا دیا... اس قسم کے کئی مریض مختلف اطباء کے پاس گئے

---

[1] (ان کا پورا نام اوحد الزماں ابوالبرکات ھبتہ اللہ بن ملکا البلدی ہے... انکی پیدائش کا مقام بلد ہے... بغداد میں ہی انہوں نے سکونت اختیار کی تھی... پہلے یہ یہودی تھے اسکے بعد مسلمان ہو گئے تھے تقریباً اسی سال کی عمر پائی ...انکی تصانیف بکثرت ہیں جن میں سب سے زیادہ شہرت 'کتاب المعتبر' کو ہے خلیفہ مستنجد باللہ (۱۱۶۰...۱۱۷۰ء) کے درباریوں میں تھے... علوم حکمیہ میں ان کی نظر بہت وسیع تھی... یہ یونانیوں کے اس خیال کے مخالف تھے کہ ایک عنصر دوسرے عنصر میں تبدیل ہو سکتا ہے...)

اور وہ ان کا علاج کرتے رہے لیکن فائدہ نہیں ہوتا تھا... بلکہ زخم سے ہاتھ بیکار ہو جاتا تھا اور بہت سے مریض تو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے... بعد میں یہ مرض وبا کے طور پر پھیل گیا...

حکیم اوحد الزماں کی یہ دانائی دیکھئے کہ اس نے ابتداء ہی میں سمجھ لیا تھا کہ انگلی کاٹے بغیر اس کا علاج ممکن نہیں ہے چنانچہ اسکے معاصر اطباء بھی اس کی اس تشخیص کے معترف ہو گئے... (الحکیم لاہور... اکتوبر ۱۹۵۹ء)

بلغم کا عجیب امتحان

اوحد الزماں بغدادی کے مطب میں ایک دن متوسط الحال آدمی آیا اور کہنے لگا کہ مجھے عرصہ سے کھانسی ہے اور کوئی دوا کام نہیں کر رہی ہے... اس روز حکیم نے سرخ رنگ کا اطلسی چوغا پہن رکھا تھا جو سلجوقی فرمانروا نے اسے عطا کیا تھا... حکیم نے مریض سے کہا کہ اب اگر تجھے کھانسی آئے تو زمین پر مت تھوکنا... تھوڑی دیر بعد جب مریض نے کھانسنا شروع کیا تو حکیم نے چوغے کا دامن بڑھا کر کہا کہ اس میں تھوکو... مریض پہلے تو گھبرایا مگر حکیم کے اصرار پر مجبوراً اسے چوغے پر تھوکنا پڑا... حکیم نے تھوک کو اس چوغے میں رگڑا اور پھر کہا کہ اس درخت سے (جو سامنے ہی لگا تھا) ایک نارنج توڑ کر کھاؤ مریض نے کہا یہ کھٹی چیز ہے اسکے کھانے سے میں مر جاؤں گا... حکیم نے کہا کہ اس میں تمہاری صحت ہے... چنانچہ مریض نے ایک نارنج کھالیا... دوسرے دن مریض نے آکر بیان کیا کہ مجھے رات بھر کھانسی آتی رہی حکیم نے ایک اور نارنج کھلانا چاہا... مریض نے کہا یہ رات بہت سخت گذری ہے... اگر آج بھی کھالیا تو یقیناً مر جاؤں گا... حکیم نے کہا کہ یہی تمہاری دوا ہے... چنانچہ اس نے کھالیا... دوسرے دن مریض نے آکر بتایا کہ آج رات بھر کھانسی نہیں اٹھی اور مجھے آرام سے نیند آئی... حکیم نے کہا بس اب نارنج مت کھانا ورنہ مر جاؤ گے... مریض کے جانے بعد کے طلباء نے اس کا سبب پوچھا تو حکیم نے کہا کہ میں نے مریض کے تھوک کو اس ملائم ریشمی کپڑے میں خوب رگڑا تو معلوم ہوا کہ تلچھٹ یا چھلکا نہیں ہے بلکہ لیس دار بلغم ہے جو نالیوں میں جما ہوا ہے... اس لئے میں

نے نارنج کھلایا، دوسرے دن مجھے اندازہ ہوگیا کہ نارنج بلغم کو اُکھاڑ رہا ہے چنانچہ اگلے روز میں نے ایک اور کھلایا جس سے شفا ہونا شروع ہو گئی...(اخبار الطب کراچی، اپریل ۱۹۸۵ء)

کثرت حیض کا حیرت انگیز علاج

مصنف چہار مقالہ نظامی عروضی [1] ایک مرتبہ کسی کے گھر مہمان ہوئے...صاحب خانہ نے ان کی بہت خاطر مدارات کی...وہ دونوں کافی دیر تک باتیں کرتے رہے...اثناء گفتگو میں صاحب خانہ نے کہا کہ آجکل میں بہت پریشان ہوں اور میری پریشانی کا سبب یہ ہے کہ میری ایک ہی اکلوتی بیٹی ہے...اسکو ایک خطرناک مرض لاحق ہو گیا ہے ہر طریقہ سے اس کا علاج کروا چکا ہوں لیکن کوئی فائدہ نظر نہیں آتا...اسکو مرض یہ ہے کہ ایام حیض میں کثرت سے خون آتا ہے جس سے وہ سوکھ کر بالکل کانٹا ہو گئی ہے خون کے زیادہ خارج ہو جانے کی وجہ سے اس پر غشی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ... جب خون بند کرنے کی دوائیں دی جاتی ہیں تو پیٹ پھول کر درد ہونے لگتا ہے...یہ سن کر طبیب کو اپنے میزبان سے بہت ہمدردی ہوئی...اس نے کہا ٹھیک ہے اب کی مرتبہ جب درد شروع ہو تو مجھے اطلاع دینا میں کوئی نہ کوئی تدبیر کروں گا...

ابھی چند روز ہی گذرے تھے کہ لڑکی کی ماں روتی ہوئی آئی اور اپنی بیٹی کی تکلیف بیان کی...طبیب نے دیکھا کہ ایک جوان اور خوبصورت لڑکی جو چہرے سے بہت کمزور اور غمگین نظر آ رہی تھی آتے ہی رونے لگی...طبیب کو بہت رحم آیا اور کہنے لگا کہ تو مایوس نہ ہو میں تیرا علاج کروں گا...اس نے مریضہ کی نبض دیکھی تو بہت قوی پائی...پھر طبیب نے دونوں ہاتھوں کی رگِ باسلیق کی فصد کھلوائی اور کافی مقدار میں خون خارج کر دیا مریضہ اس عرصہ میں بے ہوش ہو گئی، اسکے بعد آگ جلوا کر مرغ کے کباب تیار کروائے گئے ...سارا کمرہ

---

[1] (احمد بن عمر بن علی معروف بہ نظامی عروضی سمرقندی فارسی زبان کے ایک عظیم ادیب تھے ۱۱۱۲ء میں ان کی ملاقات بلخ میں فارسی کے مشہور شاعر عمر خیام سے بھی ہوئی تھی، فارسی زبان کی مشہور کتاب 'چہار مقالہ' انہی کی تالیف ہے جس میں ادیبوں، شاعروں، نجومیوں اور طبیبوں کے حالات اور عجیب وغریب واقعات تحریر کیے گئے ہیں...ان کی وفات ۱۱۷۲ء میں ہوئی)

کباب کی خوشبو سے مہک اٹھا... جب یہ خوشبو مریضہ کے دماغ تک پہنچی تو اسے ہوش آ گیا... طبیب نے پھر اسے دواؤں سے تیار کیا ہوا ایک شربت پلایا اور ایک ہفتے تک مختلف قسم کی دوائیں استعمال کراتا رہا... ایک ہفتے کے بعد وہ مریضہ بالکل ٹھیک ہوگئی اور اس کو ہر ماہ طبعی مقدار میں حیض آنے لگا... اس مرض سے نجات پانے کے بعد وہ کافی دنوں تک زندہ رہی اور طبیب نے اسکو اپنی بیٹی بنالیا تھا... (چہار مقالہ ص ۱۳۲...۴۳)

غلط عقیدہ کا انجام

حکیم وادیب ابوالفرج [۱] اپنی کتاب 'کتاب المفتاح' میں لکھتے ہیں کہ ان کے پڑوس میں ایک متکلم کو مرض خناق [۲] لاحق ہوگیا... وہ اس کی عیادت کو گئے...

متکلم نے ان سے پوچھا کہ اس مرض میں کون کون سی چیزیں نفع بخش ہیں اور کون سی نقصان دہ ہیں... طبیب نے کہا کہ آشِ جو نیم گرم، آبِ انارین، ربّ توت، سرکہ، جو، آب کاسنی اور شیرہ فلوس خیار شنبر وغیرہ مفید ہیں اور ہر گرم چیز مضر ہے...

اس پر متکلم بولا کہ عمدہ شہد اور کھجور کا حلوہ میرے لئے کیسا ہے؟ طبیب نے کہا کہ بہت نقصان دہ ہے اور تیری موت کا سامان ہے... متکلم اپنے شاگردوں سے کہنے لگا کہ میں نے ہمیشہ اطباء کی رائے کی مخالفت کی ہے اور آئندہ بھی کروں گا... اگر میں اپنے اس عقیدہ کے خلاف کام کروں گا تو میری بخششِ نہ ہوگی... متکلم کی یہ گفتگو سن کر طبیب وہاں سے چلا آیا... اسکے جانے کے بعد متکلم نے شہد اور کھجور کا حلوہ کھایا اور اسی وقت مر گیا... (تاریخ الحکماء ص ۴۲)

---

[۱] (ابوالفرج حکیم ابوالخیر کا شاگرد تھا علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں اپنے معاصرین سے ممتاز تھا اور سبھی اسکو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس سے استفادہ بھی کرتے تھے... کتاب المفتاح، رسالہ شوقہ اور کتاب النفس وغیرہ اس کی تصانیف ہیں...)

[۲] (خناق ایک خاص قسم کا ورم ہے جو اعضاء حلق یعنی لوزتین اور حلق وحنجرہ کے بیرونی عضلات یا مری کے بالائی عضلات یا حلق وحنجرہ کے اندرونی عضلات میں واقع ہوتا ہے جس کے سبب مریض کو کھانا پینا اور سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے... مختلف مقامات کے ورم اور شدت وخفت وعلامات کے لحاظ سے یہ مرض مختلف قسم کا ہوتا ہے اور اس کے الگ الگ نام ہوتے ہیں...)

سنار سے علیحدگی

ایک بادشاہ کو ایک حسین وجمیل لڑکی سے عشق ہو گیا... اس کی ملاقات اس لڑکی سے شکار کھیلنے کے دوران ہوئی... بادشاہ نے اس سے شادی کر لی... لیکن شادی کے چند روز بعد ہی لڑکی بیمار ہو گئی، بہت علاج ہوا مگر ہر تدبیر الٹی ثابت ہوئی... بادشاہ بہت پریشان تھا کہ آخر اس کا مرض کیسے دور ہو... آخر کار عاجز آ کر بادشاہ نے گڑگڑا کر خدا سے دعا کی جس کے نتیجہ میں غیبی طور پر ایک طبیب بادشاہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ وہ مریض کہاں ہے میں اس کا علاج کروں گا... بادشاہ نے طبیب کے سامنے لڑکی کو پیش کیا... طبیب نے لڑکی کا معائنہ کرنے کے بعد بادشاہ سے کہا کہ میں اس سے تنہائی میں کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں... بادشاہ کی طرف سے اجازت پا کر طبیب نے اس لڑکی سے ان شہروں کے بارے میں دریافت کیا جہاں وہ پہلے رہ چکی ہے... پھر اس نے لڑکی کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اس سے اس کے گذشتہ حالات کے بارے میں گفتگو کرتا رہا... اثناء گفتگو شہر سمرقند کا نام آیا... اچانک لڑکی کی نبض میں ایک خاص قسم کی حرکت پیدا ہوئی...

طبیب نبض اور چہرے سے سمجھ گیا کہ یہ عورت کسی کے عشق میں گرفتار ہے... طبیب نے بادشاہ اور لڑکی کو اطمینان دلایا کہ اب لڑکی بہت جلد اپنے مرض سے چھٹکارا پا لے گی... طبیب نے بادشاہ سے کہا کہ وہ کسی شخص کو سمرقند بھیجے اور مریضہ کی اس متعلقہ شخص سے جو کہ پیشہ میں سنار تھا شادی کرا دے... چنانچہ بادشاہ نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور پھر سنار سے اسکی شادی کر دی گئی... شادی کے کچھ دنوں کے بعد وہ لڑکی بالکل صحت مند ہو گئی... اب طبیب نے سنار کو ہلاک کرنے کی ایک تدبیر سوچی... اس نے ایک زہریلا شربت تیار کیا اور سنار کو آہستہ آہستہ پلانا شروع کیا، جس سے کچھ دنوں کے بعد وہ کمزور، لاغر اور قابل نفرت ہو گیا... لڑکی کو چونکہ سنار سے سچا عشق تھا نہیں محض صورت پرست تھی اس لئے جب اس نے دیکھا کہ سنار قریب المرگ ہے تو اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور وہ دوبارہ بادشاہ کے نکاح میں آ گئی... (مثنوی مولانا روم ص ۳۵...۵۵)

مُردے پر لکڑی سے چوٹ

مصنف چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی (م ۱۱۴۷ء) نے ایک طبیب ادیب اسماعیل [۱] کے متعلق یہ قصہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ وہ قصابوں کے محلّہ سے گذر رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک قصائی بکرے کو ذبح کر کے اور اسکا شکم چاک کر کے اس میں سے گرم گرم چربی بڑے شوق سے نکال کر کھا رہا ہے... اسماعیل کو قصاب کی یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی مگر وہ زبان سے کچھ نہیں بولا البتہ وہیں قریب میں بیٹھے ہوئے ایک سبزی فروش سے صرف اتنا کہا کہ جب یہ قصائی مر جائے تو اس کو دفنانے سے پہلے مجھے ضرور خبر کر دینا... ابھی کچھ ہی دن گذرے تھے کہ اچانک شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ فلاں قصائی بغیر کسی بیماری کے اچانک مر گیا... سبزی فروش نے جب یہ خبر سنی تو وہ اس قصائی کے گھر تعزیت کے لئے پہنچا... اسکو حکیم کی وہ بات یاد آئی وہ فوراً اسکے پاس گیا اور اسے سارا قصہ سنایا... یہ سنتے ہی حکیم قصائی کے گھر روانہ ہوا... مردے کا معائنہ کا اور نبض پر ہاتھ رکھا... ایک شخص کو یہ ہدایت کی کہ وہ مردے کی پیٹھ اور پیر پر لکڑی سے ہلکی چوٹ مارتا جائے... چنانچہ کچھ دیر تک یہ عمل جاری رہا... پھر تین روز تک مختلف تدابیر سے اس کا علاج ہوتا رہا... تین دن کے بعد وہ مردہ ہوش میں آ گیا اور اٹھ کر بیٹھ گیا، لیکن اسکے جسم کا کچھ حصّہ مفلوج ہو چکا تھا... وہاں موجود سبھی لوگ حکیم کی اس پیش بینی پر حیرت زدہ ہو گئے کہ اس نے صرف چربی کو کھاتے یہ سمجھ لیا تھا کہ اس کو کبھی مرض سکتہ لاحق ہوگا اور پھر بعد میں اس کا علاج بھی کرنا پڑے گا... اسکے بعد وہ شخص کافی دنوں تک زندہ رہا... (چہار مقالہ ص ۲۹... ۱۲۸)

طبیب سے بغض

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری کو خواجہ اسماعیل سے بغض تھا... اس بناء پر وہ خواجہ کی کتابیں

---

[۱] (یہ سنجر کے دربار شاہی کا طبیب تھا اور ہرات میں رہتا تھا... اپنے زمانے کا بہت نامور طبیب تھا... یہ ادیب بھی تھا اور اس کو بکثرت اشعار یاد تھے... بڑے بڑے حکماء اور فضلا، اسکے شاگرد تھے تمام علوم میں اس کی بکثرت تصانیف ہیں...)

جلادیتے تھے...ایک مرتبہ شیخ الاسلام کو ہچکی کی شکایت ہوئی بہت علاج کرنے پر بھی فائدہ نہیں ہوا...شیخ الاسلام کا قارورہ خواجہ کے پاس تشخیص کے لئے بھیجا گیا جسکو دیکھ کر خواجہ اسماعیل نے نسخہ تجویز کیا جس میں پوست مغز پستہ اور شکر ہم وزن کے سفوف کو استعمال کرنے کے لئے کہا اور نسخہ کے ساتھ ہی یہ عبارت بھی لکھ کر روانہ کی...

''علم بباید آموخت وکتاب نباید سوخت'' (طب العرب بحوالہ چہار مقالہ ص ۳۳۳)

زمرد کے عجیب وغریب خواص

ابومروان عبدالملک بن زہر [۱] (۱۰۹۲...۱۱۶۲ء) ایک مرتبہ مریض کا علاج کر کے اپنے وطن اشبیلیہ واپس آرہے تھے...راستے میں انہوں نے ایک چیز پڑی ہوئی دیکھی جسے وہ مولی سمجھ کر کھا گئے...اس کا کھانا تھا کہ پیٹ میں شدید درد ہو گیا اور دستوں کی شکایت ہو گئی...دھیرے دھیرے یہ کیفیت بڑھتی گئی...جب وہ اشبیلیہ پہنچے تو انہوں نے زمرد [۲] کو اپنے پیٹ پر باندھا اور اس کا چھوٹا سا ٹکڑا منہ میں رکھ کر چوسنا شروع کیا...ایسا کرنا تھا کہ ان کی ساری تکلیف دور ہو گئی...(اردو ترجمہ کتاب التیسیر ص ۱۵۰)

حیلے سے دوا کا استعمال

خلیفہ عبدالمومن [۳] (م ۵۵۸ھ) ۱۱۶۲ء ایک مرتبہ سخت بیمار ہوئے...اس کا علاج

---

[۱] (ابومروان عبدالملک بن ابی العلاء بن زہر اپنے زمانے کا فاضل اور بے مثل طبیب تھا...۱۰۹۲ء میں اشبیلیہ (اندلس) میں پیدا ہوا اور وہیں ۱۱۶۲ء میں اس کی وفات ہوئی...اندلس میں شاہی طبیب مقرر ہوا اور پھر وہاں کے ایک عظیم الشان فرمانروا عبدالمومن بن علی نے اپنا وزیر بھی بنالیا...ابن زہر مشہور فلسفی وحکیم ابن رشد کا استاد تھا اور اسی کے لئے اپنی قیمتی طبی تصنیف وکتاب التیسیر فی المداوات والتدبیر، مرتب کی ۱۴۹۰ء میں اٹلی میں اسکا لاطینی زبان میں ترجمہ بھی شائع کیا گیا تھا، اس کتاب کے علاوہ اس کی اور بھی طبی تصانیف ہیں مگر شہرت مذکورہ بالا کتاب کو ہی حاصل ہوئی...)

[۲] (زمرد سبز رنگ کا قیمتی پتھر ہے جو کوہستان مصر وسوڈان میں پایا جاتا ہے...رنگ کے لحاظ سے اسکی کئی قسمیں ہیں جیسے زبابی، ریحانی، فستقی سلقی، زنجاری اور کراثی وغیرہ...)

[۳] (خلیفہ عبدالمومن کے باپ کا نام علی تھا یہ قبائل مسمودہ کے قبیلہ کومیہ کا ایک فرد تھا ۴۸۷ھ/۱۰۹۴ء میں پیدا ہوا اور ۵۵۸/۱۱۶۲ء کو وفات پائی...)

یہ تھا کہ مادہ فاسدہ کو دستوں کی راہ خارج کیا جائے لیکن خلیفہ کو دوا مسہل لینا پسند نہیں تھا... چنانچہ وہ اس سے گریز کرتے رہے... ابن زہر نے جب دیکھا کہ خلیفہ کسی طرح بھی دوا لینے کے لئے تیار نہیں ہے تو اس نے ایک نفیس حیلے سے کام لیا... وہ خلیفہ کے باغ میں گیا جہاں انگور کے درخت تھے... اس نے ان درختوں میں ادویہ مسہلہ کا پانی ڈلوایا درختوں نے جب اس پانی کو جذب کرلیا اور ادویہ مسہلہ کے اثرات انگور میں آگئے تو انگور کا ایک گچھا خلیفہ کے پاس لے کر گیا اور اسے کھانے کے لئے پیش کیا... خلیفہ نے طبیب سے خوش فہمی کی بناء پر وہ انگور لے کر کھائے جب وہ پورے دس انگور کھا گیا تو ابن زہر نے خلیفہ سے کہا کہ بس اتنے ہی آپ کے لئے کافی ہیں اس سے آپ کو دس اجابتیں ہو جائیں گی اور آپ کو آرام بھی مل جائے گا... چنانچہ ایسا ہی ہوا خلیفہ کو اجابتیں ہوئیں اور وہ بالکل صحت یاب ہو گیا... (تاریخ طب و اطباء قدیم ج ۱ ص ۱۴۰...۱۳۹)

پانی میں سڑا ہوا گوشت

ابن زہر نے اپنی کتاب التیسیر، میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اشبیلیہ کے حاکمِ تمیم کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ اسے موت آگئی ہے اور اسکے اندر قوتِ گویائی و قوتِ حرکت ختم ہو گئی ہے... میں نے اس کی نبض دیکھی لیکن اس میں ان سب چیزوں کی علامت نہیں تھی البتہ نبض سے مزاج کی گرمی یا معدہ میں کسی گرم خلط کی موجودگی کا پتہ چلتا تھا... میں نے بہت سی دوائیں دیں مگر کسی سے بھی فائدہ نہیں ہوا... دوسرے اطباء نے بھی اس کا علاج کیا مگر ان کی دوا نے بھی کوئی کام نہیں کیا... میں اسباب مرض پر برابر غور کرتا رہا اور آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کا سبب کوئی اندرونی شئے ہے جو باہر سے جسم میں داخل ہوئی ہے... میں نے مریض کے تیمارداروں سے پینے کے لئے پانی مانگا جیسے ہی میں نے پانی منہ سے لگایا مجھ کو ایک ناگوار بو محسوس ہوئی... بعد میں میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پانی کے برتن میں غلیظ اور سڑا ہوا گوشت پڑا ہوا ہے اور اس میں کیڑے پیدا ہو گئے تھے... اسی متعفن گوشت سے بخارات پیدا ہو کر دماغ کی طرف چڑھ رہے تھے جس سے وسوسہ کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی

میں نے مریض کے تیمارداروں سے بتایا کہ مریض جو پانی استعمال کر رہا ہے یہی اسکے مرض کا سبب ہے جس کے دور کر دینے پر مرض بھی ختم ہو گیا... (کتاب التیسیر (اردو ترجمہ) ص ۱۶۲)

گھڑے میں مینڈک

ابن زہر ایک مرتبہ بادشاہ کے دربار میں جا رہا تھا... راستے میں اس نے ایک شخص کو دیکھا جس کا پیٹ پھولا ہوا تھا اور رنگ پیلا پڑ گیا تھا... اس نے ابن زہر سے التجا کی کہ وہ اس کی طرف کچھ توجہ کرے اور اسکو اس موذی مرض سے نجات دلائے مگر ابن زہر لاپرواہی میں ٹالتا رہا... ایک روز اسے مریض پر رحم آ ہی گیا اور اس نے اس سے مرض کی پوری کیفیت معلوم کی اور مرض کے بارے میں مختلف سوالات کیے... اس نے مریض کے پلنگ کے پاس ایک مٹی کا گھڑا دیکھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا اور دیکھنے میں کافی پرانا لگ رہا تھا... ابن زہر نے مریض سے کہا کہ تو اس گھڑے کو توڑ دے تیرے مرض کا اصل سبب یہی گھڑا ہے... مریض نے کہا میرے پاس اس گھڑے کے علاوہ اور کوئی دوسرا گھڑا نہیں ہے اور میں ہمیشہ اسی کا پانی استعمال کرتا ہوں... ابن زہر نے اس کی بات پر ذرا بھی دھیان نہیں دیا اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ وہ فوراً اس گھڑے کو توڑ ڈالے... جب گھڑا توڑا گیا تو اس کی پینیدی میں ایک بہت بڑا مینڈک پڑا ہوا تھا... ابن زہر نے مریض سے کہا کہ اس مینڈک کیوجہ سے ہی تو بیمار ہے اور اب تو بغیر کسی علاج کے ٹھیک ہو جائے گا... چنانچہ وہ شخص پھر خود بخود اچھا ہونے لگا... (تاریخ الاطباء ص ۳۰۱)

دو طبیبوں کی صداقت

ابن زہر کو انجیر کھانے کا بہت شوق تھا اور وہ اس کو بکثرت استعمال کرتا تھا... اس کے ایک معاصر طبیب کو جو ''الفار'' کے نام سے مشہور تھا انجیر قطعاً پسند نہیں تھی بلکہ وہ اس سے سخت پرہیز کرتا تھا... الفار اکثر ابن زہر سے کہا کرتا کہ تو انجیر بہت استعمال کرتا ہے تجھے ایک دن خطرناک پھوڑا نکلے گا اور وہ تیری جان لے کر چھوڑے گا... اسکے جواب میں ابن زہر کہا کرتا کہ تو انجیر نہیں کھاتا ہے یہ تیرے لئے نقصان دہ ثابت ہوگا... میرا خیال ہے کہ تجھے تشنج

کی بیماری ہوگی جو تیری موت کا پیغام ہوگی... اتفاق کی بات کہ دونوں طبیبوں کی باتیں اپنی اپنی جگہ صحیح ثابت ہوئیں... ابن زہر کے پہلو میں ایک پھوڑا نکلا جو کسی بھی علاج سے ٹھیک نہیں ہوا اور بالآخر اسی حالت میں اس کی موت ہوئی... اسی طرح الفار تشنج میں مبتلا ہوا اور وہ بھی چند دن اس میں مبتلا رہ کر فوت ہوگیا... (تاریخ الاطباص ۱۹۵)

انگلیوں کو دیکھ کر پتھری کی تشخیص

امین الدولہ ابن التلمیذ [۱] (م ۱۱۶۵ء) کے پاس ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی... امین الدولہ نے جیسے ہی اس بچے کی طرف دیکھا، دیکھتے ہی کہنے لگا کہ تیرے بچے کو پیشاب میں جلن اور پتھری آنے کی شکایت ہے... یہ کہہ کر اس نے چند دوائیں اس بچہ کی ماں کو دیں اور اس کی ترکیب استعمال بھی سمجھا دی... شاگردوں نے اپنے استاد سے پوچھا کہ آپ نے بچہ کو دیکھتے ہی اسکے مرض کے بارے میں کیسے جان لیا... امین الدولہ نے کہا اگر اس بچہ کو جگر یا تلی کا کوئی مرض ہوتا تو وہ چہرے اور بدن کی رنگت سے ظاہر ہو جاتا لیکن میں نے دیکھا کہ یہ بچہ مستقل اپنے پیشاب کے مقام کو کھجلا رہا ہے اور اس کی انگلیوں کے سرے پھٹے ہوئے ہیں... میں فوراً سمجھ گیا کہ اسکے پیشاب کی جگہ پر خارش ہے اور اس خارش کا سبب ریگ آنا ہے... خارش کے تیزابی مادے کے اثر سے اس کی انگلیوں کے سرے پھٹے ہوئے ہیں اور ان پر کھرنڈ جم گئے ہیں اس علامت کو دیکھ کر میں مرض کے بارے میں سمجھ گیا... (قانون ابن سینا اور اسکے شارحین ص ۵۷)

پسینہ کی جگہ خون

ایک بار امین الدولہ کے پاس ایک مریض آیا جس کو گرمی کے موسم میں بجائے پسینہ کے

---

[۱] (اس کا پورا نام امین الدولہ ابوالحسن ہبت اللہ بن ابی العلا صاعد بن ابراہیم بن تلمیذ تھا... یہ ۱۰۷۰ء میں پیدا ہوا... فن طب میں اپنے زمانہ کا یگانہ روزگار اور معالجات و تشخیص میں امام زمانہ تھا... یہ خلیفہ المقتضی بامر اللہ کے دربار میں طبی خدمات پر ممتاز تھا... اس نے ۱۱۶۵ء میں ۹۴ سال کی عمر پا کر دنیا سے رحلت کی... یہ تقریباً ۱۵ کتابوں کا مصنف بھی ہے جس میں 'کتاب الاقراباذین' اور 'المقالۃ الامینیۃ فی الفصد' زیادہ مشہور ہوئیں...

خون نکلتا تھا... امین الدولہ نے اس شخص کا اچھی طرح معائنہ کیا اور وہاں موجود اپنے شاگردوں سے اس مرض کے بارے میں پوچھا... کوئی بھی شاگرد اس مرض کا سبب اور علاج نہیں بتا پایا... آخر میں امین الدولہ نے خود ہی اس مریض سے کہا کہ وہ کھانے میں جَو کی روٹی اور بینگن کا بھرتہ کھائے... تین چار روز تک اس غذا کے استعمال کرنے سے وہ مریض بالکل ٹھیک ہو گیا... شاگردوں نے اپنے استاد سے اس علاج کے بارے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس شخص کا خون بہت پتلا پڑ گیا تھا اور جلد کے مسامات کھل گئے تھے جس کی وجہ سے پسینہ کی جگہ خون آتا تھا... لہٰذا اسکو ایسی غذا کے استعمال کی ضرورت تھی جو خون کو گاڑھا کر دے اور مسامات کو بند کر دے ... اس غذا میں یہی خصوصیت ہے اس لئے بیمار اچھا ہو گیا... (قانون ابن سینا اور اسکے شارحین ص ۵۷)

موسمِ سرما میں ٹھنڈے پانی سے علاج

ابن التلمیذ کے پاس ایک مرتبہ چند لوگ ایک عورت کو لے کر آئے... عورت نیم مردہ اور بے ہوش تھی اور کڑاکے کی سردی پڑ رہی تھی... ابن التلمیذ نے دیکھا اور حکم دیا کہ اسکے کپڑے اتار کر اسکے جسم پر ٹھنڈا پانی ڈالا جائے... بہت دیر تک لوگ پانی اسکے اوپر ڈالتے رہے... جب کئی گھڑے خالی ہو گئے تو امین الدولہ بن تلمیذ اسکو ایک گرم کمرے میں لے گیا... اس کمرے میں عود اور صندل کی لکڑیاں سلگ رہی تھیں... وہاں لے جا کر خوب گرم کپڑے اسکو پہنا دیئے... اس عمل کے تھوڑی دیر بعد مردہ عورت کو چھینک آئی اور وہ تھوڑی دیر بعد اٹھ کر بیٹھ گئی... اس کی صورت سے بیماری کے آثار ختم ہو چکے تھے پھر وہ اپنے پاؤں چل کر گھر واپس گئی... (تاریخ الاطباء ص ۳۰۰)

جیسے کو تیسا

سلطان صلاح الدین (م ۱۱۹۳ء) کے دربار میں ابو نجم نصرانی نام کے ایک طبیب کو بڑی شہرت حاصل تھی... اس نے ایسے بہت سے کامیاب کئے تھے جس سے سلطان کے دل میں بڑی قدر تھی... چنانچہ ایک بار سلطان کے پیر میں ایک پھوڑا نکل آیا جو کسی طرح ٹھیک نہیں ہوتا تھا... اکثر اطباء نے پیر کٹوانے کی رائے دی... ابو نجم نے جب سلطان کا علاج کیا

تو اس سے وہ پھوڑا ٹھیک ہو گیا اور پیر کٹوانے کی نوبت نہیں آئی...

اسی طبیب کا یہ قصہ بھی مشہور ہے کہ ایک مرتبہ یہ ایسے محلہ سے گذر رہا تھا جہاں عطر کی بڑی بڑی دکانیں تھیں... اچانک اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو بے ہوش پڑا ہوا تھا اور اس کے چاروں طرف لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا... ابونجم نے جب لوگوں سے واقعہ پوچھا تو کسی نے بتایا کہ یہ شخص اچانک چلتے چلتے بے ہوش ہو کر گر پڑا ہے... ابونجم نے اچھی طرح اس مریض کا معائنہ کیا اور لوگوں سے اس کے پیشہ اور رہائش کے بارے میں دریافت کیا... ان میں سے ایک شخص نے بتایا کہ یہ چمڑے کا کام کرتا ہے... ابونجم نے کہا کہ اس کو اسی محلہ میں لے جا کر ڈال دو جہاں چمڑے کا کام ہوتا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا... وہاں پہنچتے ہی اس شخص کو فوراً ہوش آ گیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا لوگوں نے طبیب سے اس کے مرض کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ یہ شخص ایک عرصہ سے چمڑے کا کام کر رہا ہے اس لئے اس کا دل و دماغ چمڑے کی بدبو کا عادی ہو گیا ہے لہٰذا اس کا علاج یہی ہو سکتا تھا کہ اس کو اسکے سابقہ اور اصلی مقام پر پہنچا دیا جائے یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی اور اب یہ بالکل ٹھیک ہے... (یادگار سلف (تذکرہ اطباء ص ۲۸...۲۹)

انڈوں سے ہرنیا کا علاج

شام کے رہنے والے دو بھائی ایک مرتبہ تجارت کے سلسلہ میں بغداد جا رہے تھے... راستے میں ایک مقام پر وہ عرب کے بدوؤں کے پاس ٹھہرے... بدوؤں نے کھانے کی دعوت کی... کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سب سو گئے... ان میں سے ایک بھائی کو ہرنیا (آنت اترنا) کی شکایت تھی... آدھی رات کے بعد مریض بھائی نے دوسرے سے کہا کہ میری شکایت اب بالکل دور ہو چکی ہے اور اب مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے... دوسرے دن صبح ان لوگوں نے بدوؤں سے معلوم کیا کہ (انہوں نے رات میں ان کو کیا کھلایا تھا... بدوؤں نے کہا کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں تھا مجبوراً ہم نے کوّے کے انڈوں سے تمہاری خاطر کی تھی...

جب دونوں بھائی بغداد پہنچے تو مریض نے وہاں کے ہسپتال کے اطباء سے اپنی شفایابی کا سارا قصہ سنایا... ان اطباء نے کوّے کے انڈوں کو ہرنیا کے دوسرے مریضوں

کو بھی کھلایا مگر انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا... آخر میں انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ نر کوّوں نے کوئی زہریلا سانپ کھالیا تھا جس کے اثر سے وہ انڈے ہرنیا میں شفایابی کا باعث بن گئے تھے... (اخبار ہمدرد پندرہ روزہ، دہلی، فروری ۱۹۹۲ء)

سر میں کتّے کی کھال

ایران کے شہر ہرات میں ایک شخص کے سر میں خراب قسم کے زخم پیدا ہو گئے تھے جس کی وجہ سے گنجا پن پیدا ہو گیا تھا... ہرات کا مشہور جراح علاء الدین ہندی نے اسے بے ہوش کر کے اس کے سر کی تمام کھال اتار لی اور اس مقام پر کتّے کی کھال چسپاں کر کے ٹانکے لگا دیئے اور مختلف قسم کے اطلیہ و مراہم لگا کر پٹی باندھ دی... کچھ دنوں کے بعد وہ کھال وہیں پیوستہ ہو گئی اور اس پر نئے بال نکل آئے... ہرات کا حاکم حسین مرزا اس علاج سے بہت متاثر ہوا اور اس نے اس جراح کے نام معقول وظیفہ مقرر کر دیا... (اطبا قدیم کے کلینکی مشاہدات ص ۱۰۲، اسلامی طب شاہانہ سرپرستوں میں ص ۶۶)

پیٹ کے اندر سانپ

ایک مرتبہ چند لوگ اپنے ایک ساتھی کو پکڑے ہوئے ابن الاصم (اشبیلیہ کا نامور طبیب تھا اور فن طب میں بہت ماہر تھا اور صرف نبض و قارورہ دیکھ کر مریض کے حال معلوم کر لیتا تھا اپنی اس خصوصیت کی بنا پر معاصرین میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا) نام کے طبیب کے پاس پہنچے... ابن الاصم نے دیکھا کہ اس شخص کے منہ میں ایک سانپ لٹکا ہوا ہے سانپ کا آدھا جسم حلق کے اندر اور آدھا جسم باہر نکلا ہوا تھا اور وہ حصّہ جو حلق سے باہر تھا وہ ایک مضبوط رسّی کے ذریعہ اس آدمی کے ہاتھ سے بندھا ہوا ہے... مریض کے چہرے سے خوف و دہشت کے آثار نمایاں تھے... ابن الاصم نے لوگوں سے اسکے بارے میں پوچھا تو ایک شخص نے بتایا کہ اس کو دہی پینے کا بہت شوق ہے اور اس کی یہ عادت ہے کہ ہمیشہ منہ کھول کر سوتا ہے کل رات جب یہ دہی پی کر سو گیا اور اسکا منہ بدستور کھلا رہا تو ایک سانپ آیا اور منہ پر ہی دہی لگا دیکھا کہ اسے چاٹنے لگا اور منہ کھلا ہونے کی وجہ سے اپنا منہ حلق کے اندر ڈال دیا

اور دہی چاٹتا رہا... اسی درمیان کسی دوسرے شخص کی نظر اس پر پڑی تو اس نے بہت تیزی سے سانپ کی دم پکڑ لی اور اس کو اسی رسّی سے باندھ دیا... ہم لوگ اسی حالت میں اس کو پکڑ کر آپ کے پاس لائے ہیں تاکہ اسکا کوئی مناسب تدارک ہو سکے... ابن الاصم یہ حال سن کر ہنسا اور لوگوں سے بولا کہ تم نے اس کی یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے اس سے تو مریض کی جان کو خطرہ ہے... یہ کہہ کر اس نے چاقو سے رسی کاٹ دی جس سے سانپ تیزی سے حلق سے نیچے اُتر کر پیٹ میں پہنچ گیا... ابن الاصم نے مریض کو ہدایت کی کہ وہ ساکن پڑا رہے اور کوئی حرکت نہ کرے... پھر اس نے بہت سی دوائیں جوشاندہ کی شکل میں مریض کو پینے کے لئے دیں اور کچھ دیر تک ان دواؤں کا اثر دیکھتا رہا... اسی عرصہ میں دوا نے اپنا اثر شروع کیا، معدے میں گرمی بڑھی، ابن الاصم مریض کے پیٹ کو ٹٹول کر دیکھتا رہا جب اسے پورا یقین ہو گیا کہ سانپ مر چکا ہے تو اس نے قے آور دوائیں دیں... تھوڑی دیر بعد سانپ کے گلے ہوئے ٹکڑے مریض کی قے کے ساتھ خارج ہونے لگے... ابن الاصم بار بار سختی سے ہدایت کرتا رہا کہ خوب زور لگا کر قے کرتا رہے... چند منٹ کے بعد سانپ کا سارا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اس مریض کے پیٹ سے باہر نکل آیا اور مریض صحت یاب ہو گیا... (تاریخ الاطباء ص ۳۲...۳۳)

قولنج میں برف کا استعمال

بغداد کے ایک وزیر ابوالقاسم کو ایک مرتبہ قولنج [۱] کا مرض لاحق ہو گیا اس نے مرض کے ازالہ کے لئے کئی مرتبہ تیز اور گرم دواؤں کا حقنہ [۲] لیا اور دست آور دوائیں بھی استعمال کیں مگر کوئی فائدہ نہ دیکھ کر ابوالمنصور صاعد کو جو بغداد کے سرکاری شفاخانہ میں فصاد اور طبیب تھا بلوایا... صاعد نے مریض کی کیفیت معلوم کی، مریض کی زبان پیاس کی وجہ سے خشک تھی اور گرم

---

[۱] (قولنج ایک سخت قسم کا درد ہے جو بڑی آنتوں بالخصوص رودۂ قولون میں سدہ پڑ جانے یا اس میں ریح غلیظ کے مجتمع ہونے سے پیدا ہوتا ہے، اس میں مریض کو پاخانہ نہیں آتا اور وہ شدت درد سے تڑپتا اور بے چین ہوتا ہے اور کبھی شدت درد سے ہلاک بھی ہو جاتا ہے انگریزی میں اسکو Enema کہتے ہیں...)

[۲] (حقنہ وہ دواء سیال ہے جس کو پچکاری کے ذریعہ مقعد کے راستہ سے معاء مستقیم میں پہنچایا جاتا ہے اس عمل کو احتقان کہتے ہیں...)

پانی پیتے پیتے تکلیف میں مزید اضافہ ہوگیا تھالہذا اس نے برف کا ٹھنڈا پانی پینے کے لئے دیا...وزیر نے بادشاہ کے حکم سے وہ پانی پی لیا... پانی پیتے ہی اسے عجیب فرحت معلوم ہوئی اور طبیعت کو کافی سکون ملا...پھر اس نے فصد کھلوائی اور بہت سا خون خارج کروادیا...اس کے بعد شربت بزوری اور تخمیات کا شیرہ نکال کر پلوایا اور اسی کے ساتھ مختلف دواؤں کا لعاب شامل کر کے سکنجبین بھی استعمال کروائی اور پھر مریض کو سلوادیا... جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو اسکا سارا جسم پسینے سے تر تھا...تھوڑی دیر بعد اسے خوب دست آئے...طبیب کی ہدایت پر اسے پھر سلوا دیا گیااور بیدار ہونے پر پھر دست آنے لگے...اس سے مزید سکون ہوا...رات میں پرہیزی غذادی گئی اور تین دن تک جو کا پانی پلایا گیاچنانچہ چوتھے روز وزیر کو بالکل آرام ہوگیا...

اسی طبیب نے ایک مرتبہ بچھو کے کاٹنے کا علاج کافور کی مالش سے کیا تھا جس سے سوزش دور ہوکر مریض کو آرام مل گیا تھا...(تاریخ الاطباء ص ۵۸۲...۵۸۳)

فصد کے ذریعہ سکتہ کا علاج

بغداد کے وزیر علی بن بلبل کے ایک عزیز کو خونی سکتہ کا مرض ہوا...سب لوگوں نے اسے مردہ سمجھ کر اسکی تجہیز و تکفین کا کام بھی مکمل کرلیا...حکیم ابوالمنصو رصاعد بھی وہیں موجود تھا وزیر سے بولا کہ یہ شخص ابھی زندہ ہےاوراسے خونی سکتہ لاحق ہوگیا ہے اگر آپ کہیں تو میں اس کی فصد کھول دوں...شاید میری یہ ترکیب اسکے آخری وقت میں کچھ کام کرجائے...وزیر نے کہاٹھیک ہے تم بھی اپنا گُر آزماؤ...صاعد نے پہلے تو تمام لوگوں کو وہاں سے ہٹایا، فصد کا سامان منگوایا...مریض کے بازو پر کس کر پٹی باندھی اوراس کی رگ کو نمایاں کر کے فصد کھول دی جس سے بہت سارا خون خارج ہوگیا...اسی طرح دوسرے ہاتھ میں بھی اس نے یہی عمل کیا...اس مرتبہ مریض نے آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا...اسکے بعد اسے مناسب غذائیں اور دوائیں دی گئیں...دوسرے تیسرے روز وہ اپنے تمام کام انجام دینے لگا اور بالکل صحت یاب ہوگیا...طبیب کی ہر طرف دھوم مچ گئی اوراس کو بغداد کے اطباء میں ایک اہم مقام عطا کیا گیا...(تاریخ الاطباء ص ۵۸۳...۵۸۴)

انڈوں کی برکت

ایک شخص کی گردن میں ایک بڑا پھوڑا نکل آیا جس کی وجہ سے اطباء نے اس کو تمام مشروبات سے پرہیز بتایا تھا... ایک مرتبہ وہ امیر حلب کے یہاں کھانے پر مدعو تھا تو امیر نے اسکے سامنے ایک شربت پیش کیا جس کے بارے میں اس نے کہا کہ یہ میرے لیے نقصان دہ ہے اور اس کا مجھے پرہیز ہے... زیادہ اصرار کرنے پر مجبوراً اسے وہ شربت لینا پڑا... کھانے میں امیر نے کچے انڈے بھی پکوا کر اسے کھلائے... مریض کو انڈے پسند بھی تھے چنانچہ اس نے انڈے بڑے شوق سے کھائے... دوسرے دن مریض اپنے دوست امیر سیف الدین بن قراجا کے گھر گیا اور بتایا کہ میری گردن اب بالکل ٹھیک ہے اور وہاں پھوڑے کا نام ونشان بھی نہیں ہے... امیر سیف الدین نے اس کی گردن دیکھی تو وہ واقعی بالکل صحیح تھی... اس نے مریض سے پوچھا کہ رات ہی رات پھوڑا کیسے ٹھیک ہوگیا مریض نے رات والی انڈوں کی دعوت کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ انھیں انڈوں کی برکت ہے جس سے مجھے شفا ملی ہے... (پندرہ روزہ اخبار ہمدرد جنوری ۹۲ء)

دردسر کا علاج مینڈک سے

ایک شخص کو کافی روز سے دردسر کی شکایت تھی.... بہت علاج کرانے پر بھی فائدہ نہیں ہوتا تھا... درد کی شدت بہت زیادہ تھی آخر میں تھک ہار کر ایک طبیب حکیم لبیب نے اس کا علاج کیا... اس نے ایک مینڈک لیا اور اس کے پیٹ کے اردگرد سوراخ کئے اور اس کا سر الگ کر کے درد کی جگہ باندھ دیا... تھوڑی دیر بعد مینڈک پھول گیا... پھر اس نے دوسرا مینڈک اسی ترکیب سے باندھا... اس کی بھی وہی حالت ہوئی... اسی طرح اس نے چار پانچ مینڈک اسی ترکیب سے باندھ جس سے درد بالکل ختم ہوگیا... بعد میں اس نے کئی مریضوں کا علاج اسی طریقے سے کیا جس سے ان کو شفا مل گئی...

تربوز سے سردی کا علاج

ایک شخص کو بخار کے بغیر ہی ہر وقت سردی لگی رہتی تھی اور اس کے بدن پر ہر وقت جھرجھری

طاری رہتی تھی... وہ سردی دور کرنے کے لئے ہر وقت گرم کپڑے پہنے رہتا تھا... چنانچہ شیخ ابوالوفا تمیمی کو علاج کے لئے بلایا گیا... شیخ نے معائنہ کرنے کے بعد تربوز منگائے اور مریض کو کھانے کے لئے دیے... مریض نے کہا کہ مجھے سخت سردی معلوم ہو رہی ہے... یہ تربوز تو میری سردی میں اضافہ کر دے گا... مگر طبیب نے کوئی توجہ نہیں دی اور اصرار کر کے وہ تربوز کھلا ہی دیا... تربوز کھاتے ہی مریض کو پسینہ آیا اور اس کی سردی بالکل دور ہو گئی... طبیب نے بیماری کا سبب بتایا کہ طبیعت پر صفراوی مادہ کا غلبہ ہو گیا تھا... یہ سردی اسی مادے کے غلبہ کی وجہ سے تھی اور یہ صفراوی مادہ صرف تربوز سے ہی دور ہو سکتا تھا... (پندرہ روزہ اخبار ہمدرد، جنوری ۱۹۹۲ء)

پھول سونگھنے سے موت

مخزن الاسرار کے مرتب نظامی گنجوی [۱] نے ایک حکایت بیان کی ہے کہ ایک بادشاہ کے دو طبیب آپس میں مستقل لڑتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ دونوں میں سخت جنگ ہوئی اور آخر میں یہ طے پایا کہ دونوں اپنے اپنے تیار کردہ زہر سے ایک دوسرے کا مقابلہ کریں، دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ پہلے ایک طبیب دوسرے کا تیار کردہ زہر پئے اور پھر اس زہر کے اثرات کو زائل کرنے لے لئے مناسب تریاق استعمال کرے، چنانچہ پہلے طبیب نے ایک خطرناک زہر تیار کیا اور دوسرے کو پینے کے لئے دیا۔ دوسرا طبیب آسانی کے ساتھ سارا زہر پی گیا اور پھر اس نے ایک ایسا تریاق استعمال کیا جس سے اس زہر کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ اسکے بعد زہر پینے والے طبیب کی باری آئی۔ اس نے باغ سے ایک گلاب کا پھول توڑا اور اس پر پڑھ کر کچھ دم کیا اور اپنے مقابل طبیب سے کہنے لگا کہ تو اسے صرف سونگھ لے۔ چنانچہ جیسے ہی اس نے پھول کو سونگھا فوراً ہی غش کھا کر زمین پر گر گیا۔ یہ موت صرف خوف و دہشت کی وجہ سے ہوئی تھی کچھ پڑھ کر دم کرنے کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی، بعض مرتبہ کسی چیز کے خوف کی وجہ سے بھی اس طرح کے حادثات رونما ہو جاتے ہیں... (مثنوی مخزن الاسرار ص ۱۰۰ تا ۱۰۲)

---

[۱] (آپ کا مولد گنجہ ہے... ظاہری علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے آپکی عمر تجرد میں گذری صاحب کرامات بزرگ تھے سلاطین وقت کی نگاہ میں بڑی عزت تھی... آپ کے اشعار بہت اعلیٰ درجہ کے ہوتے تھے... آپ نے ۵۹۲ھ ۱۱۹۹ء میں وفات پائی مزار موضع گنجہ میں واقع ہے...)

پرند کی غذا سے مرض کا خاتمہ

بغداد میں ایک شخص کو استسقاء لاحق ہوا، اطباء نے بہت علاج کیا مگر کسی دوا سے کوئی فائدہ نہیں ہوا... آخر میں مریض بہت مایوس ہوا... اس نے تمام علاج اور پرہیز ترک کر کے اپنی بیماری کو لاعلاج سمجھ کر اس کی طرف سے توجہ ہٹالی... ایک دن مایوسی کے عالم میں یہ اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ٹیٹریاں (ایک قسم کا پرندہ) بیچتا ہوا ادھر سے گذرا... یہ بیمار شخص اپنی زندگی سے عاجز تو آ ہی چکا تھا اس نے وہ ٹیٹریاں خریدیں اور انھیں بھون کر کھا گیا.. تھوڑی دیر بعد اسکو دست آنے شروع ہوئے اور دستوں کا سلسلہ اتنا طویل ہو گیا کہ دن میں کئی سو مرتبہ اجابتیں ہونے لگیں... جب پیٹ سے مادۂ فاسدہ خارج ہو گیا... تو دست بھی بند ہو گئے اور اس شخص کو اپنے مرض سے نجات مل گئی... حکیم ابن برخش ابو طاہر [۱] نے جب یہ کیفیت سنی تو اس کو تعجب ہوا اور اس کے دل میں جستجو پیدا ہوئی... جب اس نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ان ٹیٹریوں کی غذا 'ماذریون' نامی ایک بوٹی ہے اس بوٹی کی یہ بھی خاصیت ہے کہ اس سے اسہال شروع ہو جاتے ہیں... اسی تاثیر کیوجہ سے یہ استسقاء میں مفید ہے... چنانچہ اس بوٹی کی وجہ سے دستوں کے ذریعہ خراب مادہ جسم سے باہر نکل گیا اور مریض ٹھیک ہو گیا (یادگار سلف ص ۱۱۲...۱۱۳)

دمہ میں برف کا استعمال

افریقہ کا حاکم زیادۃ اللہ اغلبی (۹۰۳...۹۰۷ء) دمہ کا پرانا مریض تھا ایک دن اس نے خالص دہی پی لیا... اسکے پینے کے تھوڑی دیر بعد ہی زیادۃ اللہ کو سانس کی تنگی کا دورہ پڑا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ سانس اکھڑنے لگی... زیادۃ اللہ نے اپنے طبیب اسحٰق بن عمران

---

[۱] (ابن برخش کا اصلی وطن عراق کا شہر واسط تھا اور اسے خلیفہ مسترشد باللہ (۱۱۱۸...۱۱۳۵) کا زمانہ بھی ملا تھا... اس نے ۱۱۶۴ء کے بعد وفات پائی، صحیح سنہ کا تعین نہیں ہو سکا... یہ اپنے پیشہ اور علم عمل دونوں حیثیتوں سے ممتاز تھا اور عام طور سے ابن برخش کے نام سے مشہور تھا...)

[1] کے منع کرنے کے باوجود دہی پیا تھا اور دربار میں دوسرے طبیب جو یہودی تھا، دہی پینے کے لئے ترغیب دی تھی... دراصل یہ یہودی طبیب اسحٰق بن عمران سے پیشہ ورانہ بغض رکھتا تھا اس لئے اس نے اسحاق کو نیچا دکھانے کے لئے اور اس کی عداوت میں زیادۃ اللہ کو دہی استعمال کرنے کی ہدایت دی تھی... لیکن جب حاکم کی یہ حالت دیکھی تو یہودی طبیب بھی گھبرا گیا...

سب لوگ اسحاق بن عمران کی طرف رجوع ہوئے... اسحٰق نے علاج کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اب تم اس یہودی طبیب سے ہی علاج کراؤ جس نے دہی استعمال کرنے کی اجازت دی ہے لیکن خوشامد درآمد کر کے اسکو کسی نہ کسی طرح راضی کر لیا گیا، اسحاق نے علاج شروع کیا اور بہت سی برف منگوا کر زیادۃ اللہ کو کھلائی اور پھر قے کرائی... اس ترکیب سے تمام دہی جو برف کی ٹھنڈک پا کر بستہ ہو گیا تھا قے کے ذریعہ باہر نکل آیا... اسحاق نے کہا کہ اگر یہی دہی سانس کی نالی میں پہنچ جاتا تو دنیا کی کوئی شے بھی اسکو نہ نکال پاتی لیکن میں نے یہ کام انجام دے دیا... (تاریخ الاطباء ص ۲۴۱...۲۴۲)

کتّے کی موت

اسحٰق بن عمران سے ایک مرتبہ زیادۃ اللہ امیر افریقہ کسی بات پر سخت ناراض ہو گیا... جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اسحٰق کو قتل کروا دیا اور قتل بھی اس طرح کہ اسکے دونوں ہاتھوں کی فصد کھلوا دی جس سے سارا خون بہہ گیا... زیادۃ اللہ نے اس کی لاش کو ایک عرصہ تک دار پر لٹکائے رکھا... کچھ روز بعد لاش خشک ہوگئی اور اس میں چڑیوں نے اپنے گھونسلے بنا لئے... جس روز اس کو قتل کیا گیا اس نے زیادۃ اللہ سے کہا کہ تم اپنے آپ کو عرب کا سردار کہتے ہو مگر تم میں ایسی کوئی خوبی نہیں ہے... میں نے بہت دن پہلے تم کو ایک ایسا زہر دیا ہے جو تمہیں جلد ہی کتے کی موت مار ڈالے گا... چنانچہ ایسا ہی ہوا... جو وقت اسحٰق نے

---

[1] (یہ مشہور طبیب بغداد کا رہنے والا تھا... زیادۃ اللہ (۹۰۳...۹۰۷ء) کے عہد حکومت میں افریقہ گیا... بادشاہ مذکور ہی نے اسے وہاں بلوایا تھا... یہ مرکب دواؤں کی ترکیب وساخت اور امراض کی شناخت میں بہت ماہر تھا، زیادۃ اللہ سے اس کی ہمیشہ مخالفت رہتی تھی... انجام یہ ہوا کہ زیادۃ اللہ نے اسے قتل کروا دیا... بہت سی طبی کتابیں اس کی طرف منسوب ہیں، تاریخ وفات کا علم نہیں ہو سکا...)

بتایا تھا اسی وقت زیادۃ اللہ نہایت بری موت سے مرا یعنی پہلے وہ پاگل ہوا اور پھر کچھ دنوں کے بعد اسی عالم میں دنیا سے رخصت ہو گیا... (طبی ڈائجسٹ... حیدرآباد، مئی، جون ۱۹۶۱ء)

بوٹی سونگھنے سے نکسیر جاری

ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک بوٹی بادشاہ کو دی اور کہا کہ ابن بیطار (اس کا پورا نام ابو محمد عبداللہ بن احمد المالقی النباتی تھا لیکن ابن بیطار کے نام سے مشہور ہوا، ۱۱۹۷ء میں بمقام ملاگا پیدا ہوا... یہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا ماہر نباتات تھا اور ملک الکامل کا درباری طبیب تھا... اس نے ادویہ کی شکل وصورت، جاء پیدائش افعال وخواص کا پتہ لگایا... ملک الکامل کے انتقال کے بعد ملک الصالح نجم الدین ایوب بن ملک الکامل کا طبیب خاص مقرر ہوا... اور افسر الاطباء النباتیین بنا... اس کی تصانیف میں مندرجہ ذیل ہیں... کتاب الابانۃ والاعلام بمافی المنہاج من الخلل والاوہام، شرح ادویہ کتاب ویسقوریدوس، کتاب الجامع، کتاب المغنی، کتاب افعال الغریبہ والخواص العجیبہ وغیرہ... ان میں کتاب الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ نہایت قابل قدر ومستند ہے اور کتاب المغنی فی الادویۃ المفردۃ بھی بہت معقول ہوئی... اس نے ۱۲۴۸ء میں بمقام دمشق وفات پائی) اپنے

آپ کو بہت قابل سمجھتا ہے، اسکو یہ بوٹی سونگھنے کیلئے دیں تا کہ اندازہ ہو سکے کہ اس کے اندر کتنی قابلیت ہے چنانچہ بادشاہ کے حکم سے ابن بیطار نے بوٹی کو ایک طرف سے سونگھا... سونگھتے ہی اسکے ناک سے خون جاری ہو گیا... یہ دیکھ کر سبھی لوگ حیرت میں پڑ گئے مگر فوراً ہی اس نے بوٹی کو دوسری طرف سے سونگھا تو ایکدم خون کا بہنا بند ہو گیا... ابن بیطار نے کہا کہ اب یہ بوٹی خود وہ شخص بھی سونگھے جو اسکو لایا ہے تا کہ اس کی قابلیت کا بھی اندازہ ہو سکے ورنہ اسکو جاہل سمجھا جائے گا بادشاہ کے حکم سے اس شخص نے بھی بوٹی کو ایک طرف سے سونگھا، سونگھتے ہی اس کی ناک سے بھی خون جاری ہو گیا... لیکن اسکو یہ نہیں معلوم تھا کہ بوٹی کو دوسری طرف سے سونگھنے پر خون بند ہو جاتا ہے چنانچہ وہ خون بند کرنے میں ناکام رہا اور اس کی ناک سے کافی خون بہہ گیا جس سے اس کی حالت بہت خراب ہو گئی...

اور خون زیادہ نکل جانے کیوجہ سے وہ قریب المرگ ہو گیا تو بادشاہ کو تشویش ہوئی تو اس نے بوٹی کے دوسرے رخ کو سونگھنے کے لئے کہا... جیسے اس شخص نے سونگھا نکسیر فوراً بند ہو گئی جس سے اندازہ ہو گیا کہ یہ شخص عطائی تھا... (مشہور طبیب و سائنسداں ص ۴۴)

حیرت انگیز کراماتی پٹی

مغلیہ حکومت کا بانی ظہیر الدین محمد بابر (۱۵۱۶...۱۵۲۶ء) کو ایک مرتبہ جنگ کے دوران شدید قسم کی چوٹیں آئیں اور ہاتھ و بازو پر بڑے گہرے گہرے زخم ہو گئے... بادشاہ کو کسی طرح اس کے ٹھکانے پر پہنچایا گیا اور ایک مغل سرجن کو علاج کے لئے بلایا گیا... یہ سرجن فن جراحت میں ماہر تھا اور اسے ادویہ کے افعال و خواص کا بھی بہت اچھا علم تھا... اس مغل سرجن نے چند درختوں کی چھالوں کو جلا کر ان کی راکھ حاصل کی اور اس کو زخم پر چھڑکا اور پھر لومڑی کی کھال اتروا کر اس کی پٹی باندھ دی... اس حیرت انگیز کراماتی پٹی سے تین چار روز میں وہ زخم ٹھیک ہو گئے... بابر کا کہنا ہے کہ یہ زخم اس کیلئے معمولی حیثیت رکھتے تھے... اگر کسی کا سر پھٹ کر بھیجا بھی نکل آتا تھا تو وہ اسکا علاج بھی بڑی خوبی سے کر دیتا تھا... (اطباء اور ان کی مسیحائی ص ۶۷ بحوالہ تک بابری)

ایک تُرک کا لاجواب علاج

۱۵۲۶ء میں صوبہ بہار میں پٹھانوں کے ساتھ جنگ میں بابر مصروف تھا... اسی درمیان اسکے جسم پر بڑے بڑے پھوڑے سے نکل آئے جس سے بہت تکلیف ہو گئی ایک ترک عثمان نے علاج کیا اور بتایا کہ مرچوں اور کدو کی قاشوں کو پانی میں جوش دے کر اس سے بھپارہ لیا جائے اور اسی نیم گرم پانی سے نکور کیا جائے... اس دوا کے استعمال سے پہلے تو کچھ جلن ہوئی لیکن بعد میں مکمل سکون ہو گیا... (اطباء اور ان کی مسیحائی ص ۶۷ بحوالہ ترک بابری...)

حوض کا کمال

حکیم علی گیلانی (حکیم علی گیلانی عہد بابری کا مشہور طبیب تھا... حکیم فتح اللہ شیرازی سے

اس نے علم طب کی تعلیم حاصل کی، عمر بھر طبابت کی اور علمی یادگار کے طور پر بہت سی کتابیں چھوڑی ہیں... مجربات علی، شرح قانون اور تاریخ الفی وغیرہ اس کی مشہور کتابیں ہیں... تعمیرات سے بھی اس حکیم کو کافی دلچسپی تھی... یہ مذہب کے لحاظ سے شیعہ تھا... اپنی ذہانت کی بناء پر صوبۂ بہار کا گورنر بھی رہا اور سفارتی خدمات بھی انجام دیں... اس کی وفات عہد جہانگیری میں ۱۶۰۹ء میں ہوئی...) نے لاہور میں ایک حوض بنایا تھا جس کا طول وعرض ۲۰، ۲۰ گز تھا... یہ حوض ہر وقت بھرا رہتا تھا اور اس کے اندر ایک شاندار کمرہ بنا ہوا تھا جس کو چاروں طرف سے پانی گھیرے ہوئے تھا اور کمرہ کی چھت بالکل پانی کے اندر ڈوبی رہتی تھی... اس کمرہ میں داخل ہونے کے لئے پانی میں غوطہ لگا کر اس کے دروازوں تک پہنچنا ہوتا تھا اور صرف ایک بلند مینار پانی سے سر باہر نکالے ہوئے یہ ظاہر کرتا تھا کہ کمرہ یہاں ہے... اس حجرہ کے دروازے پانی کے اندر کھلے ہوئے تھے اور چاروں طرف سے پانی ان کو گھیرے ہوئے تھا لیکن کیا مجال کہ پانی کا ایک قطرہ بھی دروازے کے ذریعے کمرہ کے اندر داخل ہو جائے... اس حجرہ کے دروازہ میں کھڑے ہو کر ہر شخص اپنے قریب ہی پانی کو دیکھ سکتا تھا اور حیران ہوتا تھا کہ حجرہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے... مگر پانی اندر داخل نہیں ہو پاتا... اس نے اس قسم کے کمال کا اظہار پانی اور ہوا کی روک اور دباؤ کی قوت کو خصوصی طور پر معلوم کر کے کیا تھا... (ماہنامہ مشیر الاطباء لاہور، جنوری ۱۹۴۲ء)

ٹھنڈے پانی سے ورم کا ازالہ

حکیم علی گیلانی کے پاس ایک شاہزادہ کی بیگم کو لایا گیا جس کے کان میں ورم کی وجہ سے شدید درد تھا... مختلف طرح کی دوائیں استعمال کی گئی تھیں مگر کوئی فائدہ نہیں تھا... شدت درد کی وجہ سے غشی کی نوبت آ گئی تھی... حکیم علی نے دیکھتے ہی کہا کہ مریضہ کے چہرے اور بدن پر ٹھنڈا پانی ڈالا جائے جس سے غشی بھی دور ہو گی اور چھینکیں آ کر ورم بھی ختم ہو جائے گا... چنانچہ اس کی ہدایت کے مطابق جیسے ہی ٹھنڈا پانی چہرہ اور بدن پر ڈالا گیا، مریضہ کو چھینکیں آئیں اور کان سے مواد بہنے لگا... مریضہ نے چلا کر کہا اب میں ٹھیک ہو گئی ہوں... چنانچہ یہ بات سن کر ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی... (رموز مطب ص ۱۸)

دوا سے پانی میں انجماد

حکیم علی گیلانی ایک مرتبہ مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر (م۱۶۰۶ء) کے علاج کیلئے بلائے گئے... بادشاہ دستوں کی شکایت سے بہت پریشان تھا... دن میں کئی مرتبہ دست آجاتے تھے اور کمزوری دن بہ دن بڑھتی جارہی تھی.... بہت سے اطباءؒ نے علاج کیا مگر کسی کو بھی کامیابی نہیں ملی... آخر میں علی گیلانی نے بھی ازالۂ مرض کی بہت کوشش کی مگر وہ بھی ناکام رہے... بادشاہ نے حکیم علی کو بلوا کر کہا کہ تم جیسے قابل اور لائق طبیب کے ہوتے ہوئے بھی میں تکلیف میں مبتلا ہوں حکیم بادشاہ کی یہ بات سن کر بہت شرمندہ ہوئے اور انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ میں نے حتی الامکان آپ کے علاج کی بہت کوشش کی مگر خدا کو شاید شفا منظور نہیں ہے... اس میں آپ کی تقدیر کا بھی دخل ہے... یہ کہہ کر انہوں نے اپنی جیب سے ایک پڑیا نکالی اور اسکو پانی سے بھرے ہوئے پیالے میں ڈال دیا... دیکھتے ہی دیکھتے وہ پانی ایک دم جم گیا... حکیم گیلانی بادشاہ کو یہ دکھا کر کہنے لگے کہ میں اتنی قابض دوا آپ کے دستوں کو روکنے کے لئے استعمال کررہا ہوں مگر تقدیر کے آگے دوائیں بے بس ہیں اور یہ بے اثر ثابت ہورہی ہیں... اس میں میرا کیا قصور ہے... بادشاہ کے حکم سے وہی دوائیں حکیم نے استعمال کرائیں... اس سے دست تو بند ہوگئے لیکن اتنا شدید قبض ہوا کہ پھر مسہل کی دوا لینی پڑی... بالآخر دست اتنے بڑھے کہ جان لیوا ثابت ہوگئے... (مسلمانوں کا نظام وتربیت ج۱ص۲۲۰...۲۲۱)

مچھلی کا فساد

حکیم علی گیلانی نے ایک مرتبہ رمضان المبارک میں عین افطار کے وقت مچھلی کھالی جس سے شدید پیاس لگی اور اسکے ازالہ کے لئے انہوں نے بہت زیادہ پانی پی لیا اور کئی کٹورے خالی کردیئے... اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیٹ پھول گیا اور سانس میں تنگی ہونے لگی... پیٹ کا تناؤ اتنا بڑھ گیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ پیٹ پھٹ جائے گا... حکیم نے اپنے مرض پر غور کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ یہ سب مچھلی کا فساد ہے جس سے غلیظ رطوبت پیدا ہوگئی ہے... جب

تک کہ یہ جسم سے باہر نہیں نکلے گی، تکلیف دور نہیں ہوگی... چنانچہ انہوں نے دار چینی کو پانی میں جوش دیکر پی لیا جس سے فوراً قے شروع ہوگئی اور مادۂ غلیظہ قے کے ذریعے خارج ہوگیا اور تمام شکایات رفع ہوگئیں... (حکایات الاطباء ص ۴۹)

شاندار کامیابی

حکیم علی گیلانی جب پہلی مرتبہ دربار اکبری میں حاضر ہوئے تو بادشاہ نے ان کا امتحان لینے کی غرض سے ان کو مختلف قسم کے قارورے دکھلائے مثلاً کسی مریض کے پیشاب میں جانور کا پیشاب ملا دیا یا کسی تندرست آدمی کے قارورہ میں بیمار کا پیشاب ملا دیا گیا... حکیم علی نے سب کا بہت غور سے معائنہ کیا اور قارورے کی بالکل صحیح صحیح کیفیت بیان کردی کہ یہ قارورہ کس کا ہے ان کی اس حذاقت سے اکبر بادشاہ (م ۱۶۰۶ء) بہت خوش ہوئے اور ان کو اپنے دربار میں نہایت اہم مقام عطا کردیا... (اخبار الطب کراچی... اپریل ۱۹۹۵ء)

کھیرے سے منی کا اخراج

حکیم علوی خاں (ان کا اصلی نام سید محمد ہاشم بن حکیم محمد ہادی بن مظفر الدین علوی تھا... رمضان ۱۰۸۰ھ / ۱۶۷۰ء میں دار العلم شیراز میں پیدا ہوئے... ۱۶۹۹ء میں ہندوستان آئے اور عالمگیر بادشاہ کی خدمت میں خلعت و منصب سے سرفراز ہوئے... محمد اعظم شاہ کی خدمت پر بھی متعین ہوئے... شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد میں علوی کا خطاب ملا... اس کے علاوہ منصب میں بھی اضافہ ہوا اور جاگیر ملی محمد شاہ بادشاہ کا بہت کامیاب علاج کیا... بادشاہ موصوف نے چاندی میں تلوایا، شش ہزاری منصب، تین ہزار روپیہ ماہوار ملا اور معتمد الملوک کے خطاب سے نوازا گیا، نادر شاہ بہت اعزاز کے ساتھ اپنے ہمراہ لے گیا، وہاں سے حج بیت اللہ کو گئے... ۱۷۴۳ء میں دہلی واپس آئے... انکی تصنیفات میں جامع الجوامع، قرابادین مطب حکیم علوی خاں، حاشیہ شرح اسباب و علامات شرح موجز القانون، احوال اعضاء النفس اور خلاصہ اور قوانین علاج وغیرہ ہیں ان میں سب سے مشہور جامع

الجوامع ہے جو اسم با مسمیٰ ہے ۔: ۱۵ رجب ۱۱۶۰ھ/۱۷۴۹ء میں مرض استقاء میں وفات ہوئی اور وصیت کے مطابق نظام الدین اولیاءؒ کے مزار کے قریب دہلی میں دفن کیا گیا...
) کے پاس ایک مرتبہ ایک وزیر کی بیٹی کو لایا گیا جس کے رحم میں فاسد پانی جمع ہو گیا تھا...علوی خان کے مطابق اسکا سبب یہ تھا کہ اس کی منی کا اخراج رک گیا تھا اور ایسا اس لئے ہوا تھا کہ اس کے شوہر کا عضو تناسل بہت چھوٹا تھا اور وہ رحم کے منہ تک نہیں پہنچ پاتا تھا جس کے نتیجہ میں منی رحم کے اندر محتبس ہو کر رہ گئی تھی اور اس کا انزال نہیں ہو پاتا تھا...حکیم صاحب نے ایک لمبا کھیرا مریضہ کی شرمگاہ میں داخل کروایا جس سے رحم کی اندرونی جھلی پھٹ گئی اور جمع شدہ بدبودار اور نیلا پانی بہہ کر نکل گیا اور وہ مریضہ تندرست ہو گئی...(طبی مقالات ص ۳۸۶)

برف سے درد کا ازالہ

صاحب خلاصۃ التجارب نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جسکے پیٹ میں ناف کے قریب شدید درد تھا اور دستوں کی شکایت تھی...بھوک بھی بند ہو گئی تھی... جب کسی علاج سے فائدہ نہیں ہوا تو ایک روز اس نے اپنا ہاتھ ٹھنڈا کر کے درد کے مقام پر رکھا تو اسکو بہت آرام ملا...اسکے بعد کپڑے کو برف کے پانی میں تر کر کے مقام درد پر رکھا تو اور زیادہ اسکو سکون ہوا اور اسکی تمام شکایات رفع ہو گئیں...(خلاصۃ التجارب ص ۴۶۶)

فصد کھولنے کا عجیب حیلہ

نادر شاہ درانی (۱۶۶۸ء۔۱۷۴۷ء) کی بیگم کو ایک مرض لاحق ہو گیا اور وہ مرض یہ تھا کہ اسکے ایک پستان میں ورم ہو کر اس میں سختی آ گئی تھی جس کو بیگم کسی طرح دکھانے کو تیار نہیں تھیں ...حکیم علوی خاں نے جب مرض کے بارے میں سنا تو کہا کہ ایک کمرہ میں میدہ کا فرش بچھوا دیں اور بیگم سے کہا کہ آپ ننگے پیر اس فرش پر چلیں ...بیگم نے یہی کیا...حکیم صاحب نے غور سے قدموں کے نشانات کو دیکھا اور اس سے پیر کی رگ پہچان لی اور پھر لوگوں کی نظریں بچا کر اس مخصوص رگ کے مقام پر ایک نشتر چھپا دیا اور بیگم سے کہا کہ آپ

ایک مرتبہ اور ایسے ہی ننگے پیر چلیں اور انہیں نشانات پر قدم رکھیں جہاں سابقہ نشانات ہیں چنانچہ بیگم نے انھیں مقامات پر قدم رکھ کر چلنا شروع کیا... جہاں یہ نشتر چھپا تھا وہاں پر جیسے ہی بیگم کا پیر پڑا وہ ایک دم چلا اٹھیں اور گر پڑیں... سب لوگ ان کی طرف دوڑے اور نشتر کو پیر سے نکال کر پھینک دیا... اس جگہ سے خون نکلنے لگا...

حکیم صاحب دراصل بیگم صاحبہ کی فصد کھولنا چاہتے تھے... وہ جانتے تھے کہ بیگم یوں تو فصد کھلوانے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوں گی... چنانچہ ان کی یہ تدبیر کام آئی اور مقصد پورا ہو گیا... کچھ روز بعد بیگم بالکل ٹھیک ہو گئیں... (مشیر الاطبا، فروری ۱۹۴۶ء)

واہ رے حُبُّ الوطنی

نادر شاہ نے جب دہلی کی لوٹ مار کر کے اپنے وطن لوٹنے کا ارادہ کیا تو یہاں سے مال و دولت کے ساتھ ساتھ مختلف ماہر علوم و فنون کو بھی اپنے ساتھ لے گیا... انہی لوگوں میں حکیم علوی خاں (م ۱۷۴۹ء) کی ذات گرامی بھی شامل تھی... راستے میں ایک مقام پر پہنچنے کے بعد نادر شاہ نے حکیم صاحب سے کہا اس وقت میں بہت بیمار ہوں... تم میرا علاج کرو لیکن نہ تو میں کوئی دوا کھاؤں گا... لیکن تمہیں میرا مرض ٹھیک کرنا ہوگا... حکیم صاحب اس بات سے پہلے تو کچھ پریشان سے ہوئے مگر اپنی ذہانت اور فنی مہارت کے بھروسہ پر نادر شاہ سے کہنے لگے کہ مجھے کچھ مہلت چاہئے ان شاء اللہ کوئی مناسب تدبیر کی جائے گی... یہ کہہ کر وہاں سے جانے لگے تو بادشاہ کے چہرے پر غور سے ایک نظر ڈالی... اس کی آنکھیں اور چہرہ سرخ تھا اور اس پر تھکن کے آثار نمایاں تھے... مزاج میں چڑچڑاپن بھی تھا... ان علامتوں سے حکیم صاحب فوراً سمجھ گئے کہ آج شدید گرمی ہے جس کی وجہ سے بادشاہ کو درد سر لاحق ہے... اپنے مقام پر واپس آ کر انہوں نے سدا گلاب کا ایک پنکھا تیار کروایا اور اسکو عطر خس میں معطر کیا پھر اسکو لے کر بادشاہ کے پاس پہنچے اور پنکھا جھلنے لگے... پھولوں کی خوشبو جب بادشاہ کے دماغ تک پہنچی تو اس سے روح قلب و دماغ کو فرحت ملی اور اتنا آرام ملا کہ نیند آ گئی جب وہ سو کر اٹھا تو درد سر غائب ہو چکا تھا اور چہرہ پر خشکی و تھکن کے جو آثار تھے وہ بھی ختم ہو چکے تھے

اور بادشاہ اپنے آپ کو ہشاش بشاش محسوس کر رہا تھا...

اپنی بیماری سے نجات پا کر بادشاہ کو بہت خوشی ہوئی...اس نے علوی خاں کو بلا کر ان کی عقلمندی کی داد دی اور کہا کہ جو مانگنا چاہو مانگو...حکیم صاحب اس وقت دنیا کی جو نعمت مانگنا چاہتے مانگ سکتے تھے مگر دنیا کی مال و دولت کے آگے ان کو اپنا وطن زیادہ عزیز تھا...کہنے لگے آپ مجھے میرے وطن واپس بھیج دیجئے...

نادر شاہ نے بادل ناخواستہ اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے انہیں مال و دولت سے بھی نوازا اور پھر وطن واپس بھیجنے کی اجازت دے دی...اس طرح حکیم صاحب اسکے چنگل سے آزاد ہو کر دہلی واپس آ گئے...(اسلامی طب شاہانہ سرپرستیوں میں ص ۱۲۱)

فالج میں برف کا استعمال

ایک شخص امیر شیخ جلا پا شراب پی کر گھوڑے پر سوار ہوا اور کافی دیر تک شکار کھیلتا رہا...پھر مکان پر آ کر پیاس کی شدت میں ٹھنڈا پانی پی لیا...اسکے بعد مٹھائی کھا کر دوبارہ ٹھنڈا پانی پی لیا جس سے اسکے اعصاب میں سردی سرایت کر گئی اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے...

مولانا حکیم عطاء اللہ نے اسے برف کے پانی میں گردن تک بٹھایا جس سے اسے لرزہ آ گیا...اسکے بعد دہی کو برف میں ٹھنڈا کر کے پلایا...اسی طرح تین دن تک مریض کو بار بار ٹھنڈے پانی میں بٹھاتے اور دہی برف میں ٹھنڈا کر کے پلواتے رہے اور اس عرصہ میں غذا کے طور پر کچھ بھی نہیں دیا...تین دن بعد مریض اچھا ہو گیا...(خلاصۃ التجارب ص ۳۳۲)

جلنے پر سرد ادویہ کا استعمال

مغل بادشاہ شاہ جہاں (۱۶۲۸...۱۶۵۸ء) کی چہیتی بیٹی ''بیگم صاحب'' ایک مرتبہ آگ سے بری طرح جل گئیں... ہاتھ اور دونوں طرف کی پسلیوں وغیرہ پر زخم پڑ گئے... اسکے بعد بخار و دست بھی شروع ہو گئے اور دھیرے دھیرے ہاتھ پاؤں و پپوٹوں پر ورم آ گیا ...شاہ جہاں اس حادثہ سے بہت غمگین تھے بہت سے اطباء اور جراح علاج میں لگے ہوئے

تھے اور لاکھوں روپے بھی خرچ کیے جا چکے تھے مگر کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تھا... حکیم داؤد تقرب خان [۱] کو بھی علاج کے لئے بلایا گیا حکیم صاحب نے سرد ادویہ مثلاً کافور اور ترشیوں سے اس کا علاج کیا اور قوت کو بحال کرنے کے لئے زیرہ کا استعمال کرایا... اس دوران جگر کے فعل میں بھی فتور آ گیا تھا جس کے لئے آب کاسنی سبز اور معجون درد کا اور اضافہ کر دیا... ان دواؤں کے استعمال سے آہستہ آہستہ تمام عوارض دور ہو گئے اور بیگم صاحب مکمل طور پر صحت یاب ہو گئیں... حکیم داؤد کو ان کے اس کامیاب علاج پر بہت سے انعامات سے نوازا گیا... (اطباء عہد مغلیہ ص ۸۸...۸۹)

لیموں سے سنکائی

حکیم محمد اکبر ارزانی (حکیم محمد اکبر ارزانی کی سنہ پیدائش کے بارے میں کافی اختلاف ہے... والد کا نام حاجی میر محمد مقیم تھا... ان کا زبردست کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے طب کے عربی ذخیرہ کو فارسی میں منتقل کیا...

طب اکبر، میزان الطب، حدود الامراض، منتخب اکبری اور قرابادین قادری، مجربات اکبری، مفرح القلوب شرح قانونچہ ان کی مشہور کتابیں ہیں... ان کا زیادہ تر وقت برہاں پور (ایمپی) میں گذرا اور ۹۷...۱۶۹۶ء میں کتاب شرح اسباب وعلامت کا ترجمہ کیا اور اس کا نام طب اکبر رکھا... ۱۷۲۲ء میں انتقال بھی وہیں ہوا... یہ ایک طبیب حاذق تھے اور خاندان قادریہ کے مرید تھے... انکا اکثر وقت مطب میں اور طبی کتب کی تالیف میں صرف ہوتا تھا...) کے بچہ احمد اللہ کے سر میں پانی جمع ہو گیا... حکیم صاحب نے ایک لیموں کاٹ کر اسکو توے پر گرم کیا... پھر اس پر نمک چھڑک کر کٹے ہوئے رخ سے پانی کے ابھار کو کئی دن تک سینکا... ایسا کرنے سے سر کا تمام پانی خشک ہو گیا اور بچہ کو صحت ہو گئی... (بچوں کا علاج ص ۵۴)

---

[۱] (یہ حکیم عنایت اللہ کے بیٹے تھے اور ایران کے شاہی اطباء میں ان کا مرتبہ سب سے زیادہ بلند تھا یہ شاہ عباس صفوی کے طبیب خاص اور مقرب تھے... ۱۶۶۳ء میں وفات ہوئی...)

نمونیا میں ٹھنڈی دوا

حکیم شفائی خاں (حکیم شفائی خاں کا اصلی نام میر فضل علی خاں تھا لیکن مشہور شفائی خاں کے نام سے ہوئے یہ شاہ جہاں پور کے رہنے والے تھے پھر بنگال منتقل ہو گئے تھے... بنگال میں ولیم پالمر کا علاج کیا... مدراس کے اعتماد الدولہ حکیم احمد اللہ خاں ہندی کے شاگرد تھے... سکندر جاہ کے زمانہ میں حیدر آباد آئے... ولیم پالمر کے ذریعہ مہاراجہ چندولال کی ملازمت اختیار کی... جب ان کو مہاراجہ کے دربار میں کافی شہرت مل گئی تو مہاراجہ نے خود اپنا اور اپنے خاندان والوں کا علاج کرانا شروع کر دیا... آپ کو معتمد الملک کا خطاب بھی ملا... علاج الاطفال، رسالہ شفائی خان، جامع اصول طبیہ... میزان المزاج، رسالہ شفائیہ، رسالہ استعمال چوب چینی، رسالہ طب، معالجات چندولال حمیات شفائی خاں اور قوت لایموت وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں...

عہد اکبری میں بھی حکیم شفائی خان کے نام سے ایک طبیب گذرے ہیں مگر وہ شاید دوسرے طبیب تھے اور یہ دوسرے ہیں... ان دونوں میں صرف نام کا اشتراک ہے...) کالڑ کا موسم سرما میں نمونیا میں مبتلا ہوا... اس وقت اس کی عمر صرف ۱۰ ماہ تھی... گھر کی عورتوں نے گرم خشک دوائیں دیں جس سے بخار تیز ہو گیا... حکیم صاحب نے ان دواؤں کو دینے سے منع کیا مگر ان کی بات کسی نے بھی نہیں مانی... دوا پیتے ہی بچہ پر غفلت اور بے ہوشی طاری ہو گئی... ۱۴ دن تک یہ حالت رہی... جب کسی طرح بھی فائدہ نظر نہیں آیا تو پھر حکیم صاحب کی خوشامد کی گئی حکیم صاحب نے ۱۲ گرام تخم خرفہ کو باریک پسوا کر شربت نیلوفر ۴... ۵ چمچے اس میں ملا کر ایک بڑے پیالہ میں ماں کے لئے تیار کروایا اور سوچا کہ اس میں ذرا سا بچہ کو بھی پلا دیا جائے گا... جیسے ہی پیالہ کو بچے کے منہ میں لگایا اس کی ٹھنڈک پا کر بچے نے اس کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا پیالہ پی گیا دوا پیتے ہی بچے نے آنکھیں کھول دیں... اسکو ہوش آ گیا اور چند روز بعد وہ بالکل ٹھیک ہو گیا... (بچوں کا علاج ص ۶۱...۶۲۰)

ذراسا بچہ اور فصد

حکیم شفائی خاں مرحوم کے ایک سات سالہ بچہ کو شدید طور پر سرسام دموی (یہ سرسام کی وہ قسم ہے جو خون کے اشتراک سے پیدا ہوتی ہے...اس کو فرانیطس بھی کہتے ہیں) لاحق ہوگیا، خون کا جوش اتنا زیادہ تھا کہ آنکھیں باہر کو نکلی پڑیں تھیں...تمام بدن سرخ اور رگیں پھولی ہوئی تھیں...حکیم شفائی خاں کے دماغ میں منجانب اللہ یہ بات آئی کہ اس کی فصد کھول دی جائے...عورتوں نے جب سنا تو صاف انکار کردیا...بچہ کے باپ کو بھی حیرت ہوئی کہ اتنے سے بچہ کی فصد کیسے کھلے گی مگر بعد میں وہ بھی راضی ہوگیا...حکیم صاحب نے سرا (رگ سرارو (سرورو) جو بازو میں اوپر کیجانب واقع ہوتی ہے...اسکو عربی میں قیفال کہتے ہیں اورانگریزی میں (Cephalic Vein) کہتے ہیں...) کی فصد کھول دی...اسی وقت بچہ ہوش میں آ گیا اور ہر بات کا ٹھیک ٹھیک جواب دینے لگا...(بچوں کا علاج ص ۵۹)

مہندی سے رنگین پیشاب

حکیم مہذب الدین (ان کا پورا نام مہذب الدین یوسف بن ابی سعید بن خلف السامری تھا...یہ بہت نامور اور فاضل طبیب تھے...انھوں نے علوم حکمیہ میں کمال حاصل کیا تھا...یہ شیخ وقت امام زمانہ اور عالم یگانہ تھے...۶۲۴ھ میں وفات پائی...صرف ایک کتاب شرح توراۃ یادگار کے طور پر چھوڑی ہے) کے پاس ایک شاہزادہ کا قارورہ لایا گیا...اسکا رنگ گہرا سرخ تھا...حکیم صاحب نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ کوئی خاص بات نہیں ہے شاہزادہ نے رات کو سر میں مہندی لگائی تھی...یہ اسی کا اثر ہے...وہاں موجود درباری اطباء حکیم صاحب کی اس تشخیص پر حیران رہ گئے...(طبی میگزین لاہور، نومبر ۱۹۵۹ء)

نبّاضی میں کمال

ایک بار ایک مریض حکیم مہذب الدین کے مطب میں آیا...شاگردوں نے اس کی

نبض دیکھی اور کہا کہ یہ بہت کمزور ہے اس کو قوت پہنچانے کے لئے چوزۂ مرغ کی یخنی دینا ضروری ہے حکیم مہذب الدین نے مریض کو دیکھا اور اس کی صورت پر نظر کر کے کہنے لگے کہ مریض کی گفتگو اور آنکھوں کی نظر سے تو کمزوری کی کچھ علامات ظاہر نہیں ہوتی... پھر اس کی نبض دیکھی... داہنے ہاتھ کی نبض دیکھ کر جب بایاں ہاتھ لیا تو شاگردوں کو دکھا کر کہنے لگے کہ یہ نبض قوی ہے... پھر حکیم صاحب نے انہیں بتایا کہ اس شخص کے داہنے ہاتھ کی نبض دو حصوں میں منقسم ہے... ایک کمزور حصہ، نبض کے معمول کے مقام پر ہے اور دوسرا حصہ بازو کے بالائی حصہ پر چڑھ کر وہاں سے انگلیوں کے سرے تک دراز ہو رہا ہے اور ایسی نبض شاذ و نادر ہوا کرتی ہے اس لئے ناتجربہ کار اطباء کو شناخت میں دھوکا ہوتا ہے کیوں کہ ان کا ہاتھ محض اسی کمزور حصۂ نبض پر رہتا ہے... (ماہنامہ حسن وصحت کلکتہ، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

بادشاہ مریضوں کی صف میں

حکیم مہذب الدین ایک بار مطب میں مریضوں کا معائنہ کر رہے تھے... بادشاہ بھی امتحان کی غرض سے اپنا بھیس بدل کر مریضوں کی صف میں جا بیٹھا حکیم صاحب نبض دیکھ کر مریض کا حال بتا رہے تھے... جب بادشاہ کی نبض دیکھنے کی باری آئی تو فوراً کہنے لگے کہ یہ تو بادشاہ کی نبض ہے ... بادشاہ ان کی بات سن کر حیران رہ گیا اور ان کی نبّاضی کا قائل ہو گیا... (طبی میگزین لاہور، نومبر ۱۹۵۹ء)

کافور کی کرامت

ایک مریضہ کو ضعف جگر کیوجہ سے دستوں کی شکایت تھی... اطباء نے بہت علاج کیا مگر کسی کی دوا سے بھی فائدہ نہیں ہوا... دستوں کے ساتھ خون زیادہ مقدار میں آنے لگا حکیم مہذب الدین نے نبض دیکھ کر کہا کہ کافور دو تا کہ جگر کی گرمی دور ہو کر خلط کی تیزی میں کمی ہو جائے... اس کے بعد کافور، شیرہ حب الآس، شربت انار و شربت صندل کے ساتھ دیا گیا... دو تین خوراکوں میں ہی مریضہ کی شکایت دور ہو گئی... (حکایت الاطباء ص ۴۵)

بادشاہ کی غشی

مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر (م۱۷۰۶ء) کو ایک بار جوڑوں کے درد کی شکایت ہوئی... لیکن اس حالت میں بھی وہ روزمرہ کا کام انجام دیتے رہے... اس بے احتیاطی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک دن درد اتنا بڑھ گیا کہ غشی طاری ہوگئی... مخالفین نے ان کے انتقال کی خبر اڑا دی... حکیم الملک حاذق خاں (ان کا نام کمال الدین تھا اور حاذق تخلص تھا... یہ اکبر کے دور میں فتح پور سیکری میں پیدا ہوئے... والد کا نام حکیم محسن خاں اور دادا کا نام حکیم صالح خاں تھا... محمد شاہ کے عہد تک یہ حیات تھے... بادشاہ نے انھیں پانچ ہزاری منصب اور حکیم الملک کا خطاب عطا کیا تھا، ان کا سن وفات کسی کتاب میں نہیں ملتا...) کو علاج کے لئے بلالیا گیا... حکیم صاحب نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ چوب چینی کو پکا کر اور چھان کر شہد میں ملا کر ۶ تولہ ہر تین گھنٹے بعد استعمال کریں اور غذا میں گیہوں کی روٹی اور شوربہ، کباب چوزۂ مرغ اور تیتر کا گوشت استعمال کریں... صرف اسی دوا اور غذا سے بادشاہ کو بیحد فائدہ ہوا اور ان کو ہمیشہ کے لئے اس تکلیف دہ مرض سے نجات مل گئی حکیم صاحب کو ان کے اس معرکۃ الآرا علاج کے لئے اشرفیوں میں تولا گیا... (اطباء عہد مغلیہ ص ۷۵)

فراست صادقہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م۱۷۶۲ء) کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم دہلویؒ (م۱۷۱۹ء) ایک جید طبیب بھی تھے اور بطور پیشہ مطب بھی کرتے تھے... تشخیص مرض میں ان کا ایک دلچسپ قصہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ ساداتِ بارہہ کے کسی گاؤں میں آپ تشریف لے گئے... لوگوں نے ایک بیمار کا قارورہ آپ کو دکھایا آپ نے صرف قارورہ دیکھ کر ہی، بغیر مریض کی نبض دیکھے ہوئے اور حالات معلوم کئے ہوئے، فوراً نسخہ لکھ دیا... ایک ہندو طبیب نے جو وہاں موجود تھا سوال کیا کہ ''حضرت! تشخیص مرض بھی فرمالی ہے؟'' آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ''یہ ایک عورت کا قارورہ ہے جس کا نام یہ ہے، یہ شکل وصورت ہے، یہ اخلاق

وعادات ہیں اور یہ شکایات ہیں...ان کے علاوہ اور بھی بہت سے کام جو وہ کرتی ہے ہمیں معلوم ہیں"...ہندو طبیب نے برجستہ سوال کیا کہ حضرت! "یہ باتیں کن طبی کتب میں لکھی ہیں؟" آپ نے فرمایا "جی نہیں! یہ طب نہیں ہے، یہ ہم غلامانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی فراستِ صادقہ ہے"...(تذکرہ حضرت شاہ عبدالرحیم وشاہ ابوالرضاؒ ص ۱۰۷...۱۰۸)

باسی کھانے سے قئے

کچھ لوگ سفر کررہے تھے...رات میں انہوں نے باسی کھانا کھالیا جس سے سب کو قئے شروع ہوگئی اور اتنی بڑھ گئی کہ کسی طرح بھی بند نہیں ہوتی...بہت سے لوگوں کے ہاتھ پاؤں نیلے پڑ گئے...اس وقت کوئی دوا بھی ساتھ نہیں تھی...حکیم شریف خاں دہلوی (حکیم شریف خاں ۱۷۴۱ء میں بعہد محمد شاہ (م ۱۷۴۸ء) پیدا ہوئے...ابتدائی تعلیم دہلی کے مشہور محدث اور عالم حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے مدرسہ میں ہوئی، حکیم عابد سرہندی اور حکیم اچھے صاحب سے طب کی تعلیم حاصل کی...اپنے والد اکمل خان سے مطب سیکھا...بہت کامیاب مطب رہا...مغل بادشاہ شاہ عالم کے درباری طبیب بھی رہے ہیں...آپکو اشرف الحکماء کا لقب دیا گیا تھا...علاج الامراض، عجالہ نافعہ، میزان الطب، حدود الامراض، قواعد شریفیہ، حاشیہ کلیات نفیسی، حاشیہ شرح اسباب، تحفۂ عالم شاہی، شرح حمیات قانون، دستورار لفصد تالیف سریفی، رسالہ خواص الجواہر اور رسالہ چوب چینی وغیرہ آپ کی تصنیفی خدمات ہیں ۱۸۰۷ یا ۱۸۱۵ء میں دہلی میں وفات ہوئی اور درگاہ قطب صاحب مہرولی میں دفن ہوئے...آپ نے مشکوٰۃ شریف کا فارسی ترجمہ کاشف المشکوٰۃ کے نام سے کیا ہے...اسکے علاوہ شاہ عالم ثانی کے حکم سے قرآن شریف کا اردو ترجمہ بھی کیا تھا...) (۱۷۲۵...۱۸۰۷ء) کے والد حکیم اکمل خاں (آپ اپنے خاندان میں سب سے پہلے حاذق الملک ہیں یہ خطاب آپ کو محمد شاہ دہلی کی جانب سے عطاء ہوا تھا...حکیم شریف خاں آپ ہی کے فرزند ارجمند ہیں...آپ نے ۲۹ رمضان المبارک ۱۲۱۲ھ بمطابق ۱۷۹۷ء کو وفات پائی...آپکے جد اعلیٰ ترکستان کے مشہور شہر، کاشغر کے رہنے والے تھے مغل بادشاہ بابر کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور یہیں مقیم ہوگئے...

اس خاندان میں ملا علی قاری نے اپنی علمی وفنی قابلیت کیوجہ سے کافی شہرت پائی، ملا علی قاری کے پوتے حکیم فاضل نے بھی فن طب کیطرف کافی توجہ کی ...) (وفات بعہد شاہ عالم ثانی) نے پپیتہ کو مختلف اوزان کے ساتھ عرق گلاب میں گھس کر سب کو استعمال کرایا جس سے سبھی کو فائدہ ہو گیا اور تمام تکالیف دور ہو گئیں ...(بچوں کا علاج ص ۱۷۴)

غذائے دوائی سے تیر بہدف علاج

ایک بار مغل بادشاہ محمد شاہ عالم ثانی (۱۷۶۱...۱۸۰۶ء) کو قبض کی شکایت ہوئی لیکن بادشاہ بدمزگی کی وجہ سے دوا کو استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا... حکیم شریف خاں کو بادشاہ کے علاج کے لئے بلایا گیا... بادشاہ نے شرط رکھی کہ وہ ایسی دوا کھانا چاہتے ہیں جو غذا بھی ہو... حکیم شریف خاں حالاں کہ اس وقت تک شاہی طبیب مقرر نہ ہوئے تھے تشریف لائے... بادشاہ کی نبض دیکھی اور معائنہ کر کے مندرجہ ذیل دوا دی جو کہ غذا بھی تھی...

سیب تازہ کو کاٹ کر اسکے بیجوں کو نکال لیا گیا تھا اور بیجوں کی خالی جگہوں پر دوا مسہل یعنی قبض کشا دوائیں بھر دی گئیں اور پھر بھوبھل میں بھلبھلا کر اور صاف کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا... بادشاہ نے بڑے شوق سے استعمال کیا، سیب کھا کر بادشاہ کو خوب کھل کر اجابت ہوئی... بادشاہ منتظر تھا کہ حکیم صاحب اب کوئی اور دوا دیں گے لیکن حکیم صاحب نے فرمایا کہ اب دوا کی ضرورت نہیں ہے دوا تو آپ کو کھلا دی گئی... دراصل حکیم صاحب نے سیب کے بیجوں کے مقام پر ادویہ مسہلہ بھر دی تھیں جو اپنی قوت نفوذ کے ذریعہ پورے سیب میں سرایت کر گئی تھیں... اس لئے دوا نے اپنا خوب اثر دکھایا اور پھر مرض کا نام ونشان بھی جاتا رہا...

اسی طرح اسی بادشاہ کو پھر قبض کی شکایت لاحق ہوئی، حکیم شریف خاں کو پھر زحمت دی گئی... حکیم صاحب نے نبض دیکھنے کے بعد گلقند [۱] کا حلوہ تیار کر کے بادشاہ کو پیش

---

[۱] (گلقند: یہ دو الفاظ سے مرکب ہے... گل یعنی پھول اور قند سفید... ان دونوں کے مرکب کو گلقند کہتے ہیں... اس میں شہد یا شکر کے قوام میں پھول (خواہ گلاب کے ہوں یا سیوطی کے یا اور کوئی) کو خوب مل کر دھوپ میں رکھ دیا جاتا ہے کچھ دن بعد وہ یکجا ہو جاتے ہیں...)

کیا... بادشاہ نے کہا... ''حلوہ خیلے خوب است'' (حلوہ بہت عمدہ ہے) یہ کہہ کر بادشاہ نے لذیذ ہونے کی وجہ سے سارا حلوہ کھالیا جس سے کھل کرا سے اجابت ہوئی اور اس کا پیٹ صاف ہو گیا... (ہندوستان کے مشہور اطباء ص ۲۴...۲۵)

اللہ رے حکمت ودانائی

حکیم مومن خاں مومن [۱] ایک دن اپنے مطب میں مریضوں کا معائنہ کر رہے تھے ایک خاتون جو طوائفوں کے طبقہ سے تعلق رکھتی تھیں اور گوٹے لچکے کا دوپٹہ زیب تن کئے ہوئے تھیں آئیں اور مطب میں عورتوں کی صف میں بیٹھ گئیں... یہ خاتون غائبانہ طور پر حکیم صاحب کی شاعری اور طبابت سے بہت زیادہ متاثر تھیں اور اسی عقیدت کی بناء پر حکیم صاحب کے پاس آئی تھیں... اس وقت حکیم صاحب مطب میں مریضوں کو دیکھنے میں مشغول تھے اور وہاں ان کے بہت سے احباب وشاگرد بھی موجود تھے... جب حکیم صاحب مریضوں سے فارغ ہوئے تو شاگردوں اور احباب نے حکیم صاحب سے ان خاتون کے بارے میں پوچھا... حکیم صاحب نے کہا کہ کونسی مریضہ؟ اس پر احباب وشاگردوں نے کہا کہ جو بھڑکیلے لباس پہنے ہوئے تھیں... حکیم صاحب فوراً سمجھ گئے کہ ان کا اشارہ کس عورت پر ہے لیکن چوں کہ شاگرد بھی موجود تھے اس لئے صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے... اچھا وہ! ''خمیرہ گاؤزبان سادہ بورق نقرہ آمیختہ''............ اس کنایہ کو سمجھنے والوں نے سمجھ لیا... (ہندوستان کے مشہور اطباء ص ۴۷) اسی طرح ایک مرتبہ حکیم مومن خاں مطب میں مریضوں کا معائنہ کر رہے تھے ایک شخص آیا اور اس نے اپنی نبض حکیم صاحب کی طرف بڑھا دی... حکیم

---

[۱] (حکیم مومن خاں مومن بن حکیم غلام نبی خاں (۱۲۴۱ھ بن حکیم نامدار خاں جون ۱۸۰۱ء میں کوچۂ چیلان دہلی میں پیدا ہوئے... تعلیم کا آغاز گھر سے ہوا پھر ابتدائی تعلیم شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے مدرسہ میں شروع ہوئی... اس کے بعد شاہ عبدالقادرؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور انھیں سے عربی، فارسی، حدیث، فقہ اور منطق وغیرہ کی تعلیم حاصل کی، طب کی تعلیم اپنے چچا حکیم غلام حیدر خاں اور والد حکیم غلام نبی خاں سے حاصل کی... آپ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے اسکے علاوہ علم نجوم اور فن موسیقی میں بھی دست قدرت رکھتے تھے... آپ ایک اچھے عامل بھی تھے... اور عملیات نیز تعویذ دینے کے لئے بھی مشہور تھے... ۱۸۵۱ء میں دہلی میں آپ کی وفات ہوئی...)

صاحب نے نبض دیکھ کر نسخہ لکھ دیا اور کہا کہ ان دواؤں کو عطار سے خرید لیں... کچھ روز بعد وہ شخص پھر حکیم صاحب کے پاس آیا... حکیم صاحب نے نبض دیکھ کر اس سے نسخہ مانگا... اس پر مریض تعجب کے انداز میں کہنے لگا کہ اس نسخہ (کاغذ) کو تو میں برابر دو دن سے ابال کر پی رہا ہوں اور مجھے کافی فائدہ ہے اور میرا مرض اب تقریباً ختم ہو گیا ہے... آپ وہی نسخہ پھر مجھے لکھ کر دیں... تاکہ رہا سہا مرض بھی ختم ہو جائے حکیم صاحب نے بجائے ناراض ہونے یا تعجب کرنے کے مریض کی فرمائش پر وہ نسخہ پھر لکھ دیا اور شاگردوں سے کہا کہ مریض کو اس نسخہ پر اعتقاد ہو گیا ہے اس لئے اگر میں ٹوکتا یا اس کی غلطی بتاتا تو پھر اس کو مزید فائدہ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے میں نے مریض کے اعتقاد کو مجروح نہیں کیا... (ہندوستان کے مشہور اطباء ص ۴۷)

کان میں جلتا ہوا فتیلہ

ایک مرتبہ لوگ ایک بچہ کو حکیم شیر علی احمد آبادی [۱] کے پاس لائے... وہ بچہ کان کے درد کیوجہ سے بے ہوش تھا اور جب ہوش آتا تو کہتا تھا کہ کوئی چیز میرے کان میں کاٹ رہی ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ حقہ کی نلکی لاؤ... جب لوگ نلکی لائے تو اسکو انہوں نے قلم کیطرح چھری سے تراشا جو ان کے قلمدان میں تھی اور اس بیمار بچہ کے کان میں لگا دی اور دوسری طرف جلتا ہوا ایک فتیلہ رکھ دیا، ذرا دیر نہ ہوئی تھی کہ بچہ کا درد رفع ہو گیا... جب نلکی کو زمین پر مارا تو اس میں سے ایک ہزار پایہ جسے کھنکھجورہ کہتے ہیں باہر نکلا جسے دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے... (تذکرہ علماء ہند ص ۳۳۲)

نسخے میں قبر کا سامان

رامپور میں عبد النبی خاں ولد جنگی خاں دق میں مبتلا ہو کر حکیم محمد کفایت اللہ

---

[۱] (حکیم شیر علی بن حکیم محی الدین صدیقی نے علم طب کی درسی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں... اس کے بعد لکھنؤ میں حکیم امام بخش کی سرپرستی میں مطب شروع کیا اور پھر طبیب حاذق ہوئے... نواب آصف الدولہ بہادر کے دور حکومت میں تحصیل داری اور فوجداری کی لیکن بڑھاپے میں گوشہ نشین ہو گئے... نہایت متقی و صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے... ہر وقت ذکر اور اذکار میں مشغول رہتے تھے... آپ کے نسخے میں دوا کے اجزا بہت کم ہوتے تھے... مریض کو دیکھنے گھر نہیں جاتے تھے مطب سے جو آمدنی ہوتی اسے غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے ۱۸۴۰ء میں بخار و اسہال کے عارضے میں چند روز مبتلا رہ کر ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی... سات بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑیں... بیٹوں میں ہر ایک طبیب حاذق تھا...)

خاں ؎ (۱۸۰۰ء۔۱۸۵۴ء) کے علاج میں آیا اور آپ کے علاج سے مکمل طور پر صحت یاب ہوا... مگر حکیم صاحب نے ہدایت فرمائی کہ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو جماع سے پرہیز ضروری ہے ...ایک شب پیمانہ لبریز ہوا اور ہدایت پر عمل جاری نہ رہ سکا...رات ہی میں طبیعت سخت خراب ہوئی... صبح قارورہ لے کر حکیم صاحب کے پاس بھیجا گیا...آپ نے قارورہ دیکھا اور نسخہ لکھ دیا...نسخہ عطار کے پاس پہنچا...عطار حیران تھا کہ دوا کیا دے اس میں تو کفن دفن کا سامان لکھا ہے...اعزہ گھر آئے تو مریض سفر آخرت پر روانہ ہو چکا تھا...(تذکرہ کاملان رامپور ص ۳۳۶)

نوابی انعامات اور حکیم صاحب

حکیم کفایت اللہ خاں بے حد غیور طبیعت کے مالک تھے...

دیگر نوابین اور مہاراجگان وقت خطیر معاوضات کی پیش کش کرتے تھے مگر یہ سب گوارہ نہ تھا، نواب رام پور کی مخصوص سفارش پر ایک مرتبہ نواب صاحب ٹونک کی مدقوقہ ہمشیرہ کے علاج کیلئے آمادہ ہوئے جو کسی بھی علاج سے تندرست نہ ہو سکی تھیں، انکا علاج کیا اور کچھ عرصہ بعد مریضہ کی صحت رفتہ رفتہ عود کر آئی، نواب ٹونک نے باظہار مسرت نوابی انعامات سے نوازا، ساتھ ہی یہ اشارہ بھی کر دیا کہ مصاحبین بھی اس میں شریک ہو سکتے ہیں، پھر کیا تھا لاکھوں کے انعامات جمع ہو گئے لیکن حکیم صاحب کو یہ پسند نہیں آیا، اپنے ملازمین و

؎ (حکیم کفایت اللہ ولد حکیم علیم اللہ امروہہ ضلع مراد آباد کے محلہ کوٹ میں ۱۸۰۰ء میں پیدا ہوئے...عربی علوم وفنون مفتی شرف الدین رامپوری سے اور طب اپنے والد سے پڑھی...تشخیص میں گویا الہام ہوتا تھا...معالجہ میں یکتاء زمانہ تھے...نسخہ اکثر قلیل الاجزاء لکھتے اور غرباء کیلئے دوائیں مفت دیتے تھے...بعض کتب درسیہ پر حواشی بھی لکھے مگر کوئی تصنیف طبع نہیں ہوئی...جملہ والیان ملک ان کی صحبت چاہتے تھے اور رؤساء ضلع باادب گفتگو کرتے تھے...زیر علاج مریضوں کا قیام وطعام کا انتظام بھی کرتے تھے ان کے والد حکیم علیم اللہ بھی طب میں امام وقت تھے اور انہوں نے حکیم جلال الدین امروہوی سے طب کی تعلیم حاصل کی اور حکیم جلال الدین، حکیم علوی خاں دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے...حکیم علیم اللہ نوابین رامپور سے متعلق رہ کر زیادہ تر رامپور میں ہی رہے اور بہت نیک نامی وشہرت پائی...حکیم اعظم خاں ان کی علمی وعملی شخصیت سے بہت متاثر رہے ہیں ''قرابادین اعظم'' میں گیارہ مقامات پر ان کے معمولات کا بطور خاص ذکر کیا ہے...حکیم کفایت اللہ مرحوم نے دو فرزند حکیم حکمت اللہ اور حکیم رفعت اللہ یادگار کے طور پر چھوڑے...)

مصاحبین کو واپسی کے رخت سفر کی تیاری کا حکم دیا، نواب ٹونک کے ذاتی انعامات قبول کر لئے، دیگر عطیات وانعامات یہ کہہ کر یوں ہی چھوڑ دیئے ''کہ میں چندہ کیلئے نہیں آیا تھا'' اسکے بعد اصرار کے باوجود پھر کبھی ٹونک نہیں گئے... آئینہ عباسی امروہہ (ص ۲۹...۳۰)

پیٹ میں مردہ بچہ

حکیم عبدالحمید پریشاں (یہ بڑے حکیم صاحب کے نام سے بھی جانے جاتے تھے آپ صوبہ بہار کے نامور طبیب تھے اور محلہ صادق پور پٹنہ کے رہنے والے تھے والد کا نام مولوی احمد اللہ تھا ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولانا فیاض اللہ سے حاصل کی اور علم طب حکیم طالب علی لکھنوی سے پڑھا شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا پریشاں تخلص تھا درس وتدریس کا مشغلہ بھی تھا انقلاب ۱۸۵۷ء کے زمانے میں آپ کا قیام لکھنو میں تھا) (۱۸۲۷...۱۹۰۵ء) کے پاس پٹنہ شہر کے نواب کا آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ نواب صاحب کی لڑکی کو تین روز سے دردزہ کی شکایت ہے لیکن ولادت نہیں ہوتی ہے شہر کے تمام بڑے بڑے اسپتال اور ڈاکٹر بھی اس تکلیف کو دور نہیں کر پارہے ہیں آخر میں یہ طے پایا ہے کہ آپریشن کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اس لئے نواب صاحب نے آپکو بلایا ہے حکیم صاحب نے جب یہ سنا تو خادم کو ڈانٹ کر بھگا دیا اسکے بعد نواب صاحب نے اپنی خاص سواری اور خاص لوگوں کو حکیم صاحب کے پاس بھیجا بہت خوشامد کرنے کے بعد حکیم صاحب چلنے کیلئے تیار ہوئے اور جا کر مریضہ کو دیکھا اور کہا کہ پیٹ میں بچہ مر چکا ہے نواب صاحب نے کہا کہ جس طرح بھی ممکن ہو لڑکی کی جان بچالیں حکیم صاحب نے ایک ٹب میں پانی گرم کروایا اور اس میں دوا کی ایک پڑیا ڈال دی اور مریضہ کو ٹب میں بٹھانے کیلئے کہا ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ مرے ہوئے بچہ کی پیدائش ہوئی وہاں موجود سبھی لوگ حکیم صاحب کی اس کرامت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے... (تاریخ اطباء بہار ۴۴ ص)

ناف پر آٹے کا استعمال

حکیم سید ہادی علی (آپ کی پیدائش ۱۸۶۸ء کی ہے والد کا نام حکیم سید مہدی علی تھا انکی سکونت گیا (بہار) میں رہی آپ کا سلسلۂ نسب حضرت زید شہید تک پہنچتا ہے ابتدائی عمر

۱۵ برس تک صرف ونحو کے حصول میں لگائی اس کے بعد اپنے والد سے طب پڑھی اور پھر لکھنو جا کر علم طب حکیم عبدالعزیز (م ۱۹۱۱ء) سے حاصل کیا...) کو ایک مرتبہ ایک رئیس کے گھر اس کی بیٹی کو دکھلانے کیلئے بلوایا گیا اسکے لڑکی پیدا ہوئی تھی لڑکی کو بے چینی اس قدر تھی کہ اس کی جان نکلی جا رہی تھی بہت سے اطباء وڈاکٹر اپنی اپنی دوائیں استعمال کرا چکے تھے مگر کسی طرح سے بھی فائدہ نہیں ہو رہا تھا آپ نے اچھی طرح معائنہ کیا اور فوراً مرض کو سمجھ لیا مریضہ جس پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی اسکے نیچے ٹوکری میں آٹا رکھا ہوا تھا وہ آٹا تھوڑا سا اٹھا کر ناف پر ڈال دیا بے چینی فوراً دور ہوگئی سبب یہ تھا کہ نال کٹنے کی وجہ سے جھنجھناہٹ تھی آٹا ڈال دینے سے ہوا کا تموج زخم پر رک گیا...(تاریخ اطباء بہار ۱۳۲ص)

قابض دوا سے دستوں میں کثرت

ایک مریض کو کافی عرصہ سے دستوں کی شکایت تھی جب دست بند کرنے کیلئے کوئی قابض دوا دی جاتی تو دستوں میں اور اضافہ ہو جاتا تھا اور بے چینی بھی بڑھ جاتی تھی ہادی علی نے گل بنفشہ کو پانی میں پیس کر استعمال کرایا جس سے مریض کو فائدہ ہو گیا دستوں کی وجہ یہ تھی کہ آنتوں میں صفراء موجود تھا جب وہ خارج ہو گیا تو بیماری بھی دور ہوگئی...(تاریخ اطباء بہار ۱۳۲ص)

مسہل دوا سے کھانسی میں فائدہ

ایک مریض کو کافی دن سے کھانسی کی شکایت تھی جب تک بلغم یا غذا بالکل نہیں نکل جاتی تھی کھانسی میں کمی نہیں آتی تھی حکیم ہادی علی نے تربد کا سفوف بطور دوا استعمال کرایا کھانسی دور ہوگئی سبب یہ تھا کہ فم معدہ پر رطوبت کا ترشح بہت ہوتا تھا تربد کے استعمال سے وہ خارج ہوگئی...(تاریخ اطباء بہار ۱۳۲)

دردِ ابرو میں کافور کا استعمال

ایک مریض کو سورج نکلنے کے ساتھ ساتھ ابرو میں درد رہتا تھا اور دوپہر تک کم ہو جاتا تھا حکیم ہادی علی نے کافور کو روغن میں حل کر کے استعمال کرایا جس سے درد دور ہو گیا مریض نے گرمی میں چلنے پھرنے کے بعد سر کو کھلا چھوڑ دیا ٹھنڈی ہوا سر میں لگ گئی جس سے مسامات

بند ہو گئے اور وہاں پر خون جمع ہو گیا درد میں کمی وزیادتی اس لئے ہوتی تھی کہ مسامات کے بند ہونے کی وجہ سے رطوبات میں جوش پیدا ہوتا تھا جس قدر دھوپ زیادہ ہوتی جاتی تھی جوش بھی بڑھتا جاتا تھا اور دھوپ کی کمی سے درد میں بھی کمی ہو جاتی تھی ...(تاریخ اطباء بہار ۱۳۳)

شربت عناب کا کرشمہ

حکیم محمود خاں دہلوی (حکیم محمود خاں بن حکیم صادق علی خاں بن حکیم شریف خاں ۱۸۱۶ء میں اکبر شاہ ثانی (۱۸۰۶...۱۸۳۷ء) کے عہد میں دہلی میں پیدا ہوئے طب کی ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی حکیم غلام محمد اور اپنے والد حکیم صادق علی خاں سے حاصل کی آپ نہایت حاذق طبیب اور ماہر جنسیات تھے آپ کا مطب مرجع خلائق تھا دن رات مریضوں کا ہجوم رہتا تھا باوضع بزرگ اور غربا پرور تھے مطب میں امیر وغریب کی کوئی تفریق نہیں تھی آپکے مزاج میں کافی غصہ تھا لیکن اسکے ساتھ ساتھ نہایت عابد وزاہد متقی اور تہجد گذار بھی تھے جنسی مسائل پر آپ نے بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اس سلسلہ میں جنسیات پر آپ کی دو مشہور تصانیف بھی ہیں...''ضیاء الابصار فی حد الباہ'' اور'' کارنامۂ عشرت'' حکیم محمود خاں نے ۱۸۵۷ء کا پر آشوب زمانہ بھی دیکھا تھا اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کی تھیں آپ نے ۱۳۰۹ھ ۱۸۹۱ء اور بقول بعض ۱۹۰۰ء میں دہلی میں وفات پائی انکی ایک کتاب مطب محمود خاں کے نام سے بھی ہے) سے ایک مرتبہ ایک مریضہ کی کیفیت بیان کی گئی کہ اس کے ہاتھ پاؤں سخت گرمی کے باوجود ٹھنڈے رہتے ہیں گلے وسینہ پر بلغم جمع رہتا ہے آنکھیں پلٹ گئی ہیں اور وہ بے ہوش پڑی ہے حکیم صاحب اسوقت عبادت الٰہی میں مصروف تھے عبادت میں خلل ہوا سخت لہجے میں بولے کہ جا! اسے شربت عناب پلا دے وہ صاحب گھر آئے شربت عناب مریضہ کو دیا اور تھوڑی دیر بعد حکیم صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ شربت عناب دینے سے مرض اور بڑھ گیا ہے حکیم صاحب نے جب سنا تو فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے اچھا میرے ساتھ چل اسکے بعد حکیم صاحب اس مریضہ کو دیکھنے اس کے گھر اور وہاں پہنچتے ہی انہوں نے ایک لوٹے کی نالی سے بہت سا شربت عناب مریضہ کے منہ میں ڈال دیا دوا حلق سے نیچے اترتے ہی مریضہ کی تمام شکایات ایک دم دور ہو گئیں اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئی...(حیات اجمل ۱۸...۱۹)

جواب کی خوبصورتی

حکیم محمود خاں کو مہاراجہ کشمیر نے علاج کیلئے بلایا کشمیر پہنچے تو معلوم ہوا کہ مہاراجہ صبح صبح کسی مسلمان کی شکل نہیں دیکھتے تیسرے پہر نبض دکھائیں گے.....

حکیم صاحب نے کہا کہ اچھا تیسرے پہر ہی سہی تیسرے پہر گئے تو ان کا ملازم سلفچی، آفتابہ اور تولیہ لئے ساتھ تھا مہاراجہ کی نبض دیکھ چکے تو ملازم نے فوراً حکیم صاحب کے ہاتھ دھلائے صبح صبح کسی مسلمان کی شکل نہ دیکھنے کا یہ ایک خوب صورت جواب تھا... (میرے زمانے کی دلی ۱۶۳ص)

بہدانہ سے دردِ سر کا علاج

حکیم محمود خاں کے پاس ایک مریض آیا اسکے سر میں شدید درد تھا اور وہ کافی پرانا ہو چکا تھا کسی بھی علاج سے دور نہیں ہوتا تھا حکیم صاحب نے تشخیص مرض کیلئے مریض سے مختلف سوالات کئے مریض نے بتایا کہ درد سے پہلے ناک سے خون آیا تھا....

حکیم صاحب سمجھ گئے کہ سر کی رگوں میں خون منجمد ہو گیا ہے اور اسی وجہ سے یہ شکایت ہے....آپ نے بہدانہ بھگو کر اور اس میں مصری ڈال کر بوقت صبح استعمال کرنے کو کہا...دو تین روز تک استعمال کرنے کے بعد مریض کی ناک سے خون کے جمے ہوئے لوتھڑے خارج ہوئے جب تمام خون خارج ہو گیا تو مریض کو کافی سکون محسوس ہوا اور اس کا برسوں کا دردِ سر دور ہو گیا... (حکایت الاطبا ۱۲اص)

ہاتھوں کی اکڑن کا نفسیاتی علاج

حکیم محمود ایک دن اپنے مطب بیٹھے ہوئے تھے اور مریضوں میں مشغول تھے اسی وقت ایک مریض آیا اور سامنے کھڑا ہو گیا اسکے ہاتھ میں اکڑن تھی حکیم صاحب دیکھتے ہی پہچان گئے جب مریضوں سے فارغ ہوئے تو اس کے پاس گئے اور اس کا کمر بند کھولنے لگے مریض کو فوراً حیاد امنگیر ہوئی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا کمر بند پکڑ لیا اس طرح یہ مرض جاتا رہا اور مریض ٹھیک ہو گیا... (ماہنامہ رہنمائے صحت لاہور جنوری ۱۹۶۴ء)

لیموں سے خشکی کا ازالہ

رامپور کے نواب کلب علی خاں (۱۸۶۵...۱۸۸۷ء) کو روزہ رکھنے کیوجہ سے زبان میں خشکی پیدا ہوگئی اور پیاس کا زور بڑھ گیا حکیم حکمت اللہ امروہی یہ حکیم کفایت اللہ خاں (م ۱۸۵۴ء کے صاجزادے تھے علوم متداولہ کی تعلیم امروہہ ورام پور میں ہوئی کتب طبیہ حکیم علی حسین خاں لکھنوی سے پڑھیں اور عملی تربیت بھی انہیں کے مطب میں ہوئی بے حد ذہین ونکتہ رس تھے انکے ملازمین پالکی کے کہاروں کے ساتھ چلتے تھے...(۱۸۴۴...۱۹۰۶ء) کو علاج کیلئے بلایا گیا حکیم صاحب نے سنترے اور لیموں منگائے اور نواب صاحب کے سامنے ہی ان کو کاٹنا شروع کردیا اسی وقت نواب صاحب کے منہ میں پانی آگیا اور زبان کی خشکی ختم ہوگئی...(طبی میگزین لاہور، نومبر ۱۹۵۹ء)

ناک میں کجی

حکیم صیانت اللہ امروہی آپ امروہہ کے مشہور طبیب تھے مدارس کی مروجہ تعلیم کے بعد ۱۹۴۱ء میں جامعہ طبیہ قرولباغ دہلی میں داخلہ لیا یہی جامعہ طبیہ قرولباغ جو ۱۹۴۷ء کے بعد گلی قاسم جان دہلی میں منتقل ہوا پھر بعد میں ہمدرد طبی کالج کے نام سے جانا گیا اور اب جامعہ ہمدرد میں فیکلٹی آف میڈیسن کا ایک حصہ ہے یہاں سے فراغت کے بعد سرشتہ تعلیم الہ آباد کے امتحانات دیے جن میں ''فاضل الطب'' بھی شامل ہے آپ نے سلسلہ مطب اگرچہ پہلے ہی سے شروع کردیا تھا مگر باقاعدگی ۱۹۴۵ء سے آئی جو تقریباً نصف صدی تک جاری رہی طبی کتابوں پر آپ کی گہری نظر تھی آپ نے بہت سے طبی مضامین اور مقالات تحریر کئے ہیں جن سے آپ کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے طب یونانی کی موجودہ تمام تحریکات میں پُر جوش حصہ لیتے رہے اور اس سلسلہ میں گرانقدر عہدوں پر فائز رہے آپ انتہائی فاضل اور ذہین تھے عرصہ سے امراض قلب کے مریض تھے اور اسی مرض میں ۲۴ رمئی ۱۹۹۳ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور امروہہ میں دفن ہوئے... مرحوم (۱۹۲۱...۱۹۹۳ء) اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ایک معمر مولانا کو خود انہوں نے دیکھا تھا جو اپنی جوانی میں حکیم

حکمت اللہ صاحب کے علاج سے محیر العقول طور پر صحت مند ہوئے تھے واقعہ اس طرح ہے کہ یہ صاحب اچانک مفلوج ہو گئے حکیم صاحب کو فوراً اطلاع ہوئی آپ فی الفور تشریف لے گئے اور عجلت کے ساتھ سقوں کو طلب کیا ان کے حکم سے مریض کو لٹا کر مشک کی پتلی دھار سے سر پر پانی بہایا گیا اس طرح کئی مشکیں پانی سے خالی ہو گئیں اس کے بعد نبض دیکھی اور مریض کے چاروں طرف چادر لپیٹ دی گئی اور حکم دیا کہ ایک مدت تک کسی طرح چادر نہ کھولی جائے جب بہت دیر ہو گئی تو بعض اعزہ کو تشویش و تفتیش ہوئی احتیاط سے چہرہ کا حصہ کھول کر دیکھا گیا اور مطمئن ہو کر چادر پھر ڈھک دی گئی اس مخصوص مدت پر حکیم صاحب تشریف لائے نبض دیکھی اور چادر ہٹا دی گئی اب یہ مفلوج مریض نہ تھے بلکہ ہر طرح سے تندرست تھے ناک کچھ ٹیڑھی تھی معلوم ہوا کہ ناک تک ہی چادر ہٹا کر دیکھا گیا تھا بس اتنا حصہ ہی متاثر ہو گیا حکیم صیانت اللہ مرحوم کا بیان ہے کہ یہ ٹیڑی ناک میں نے بھی دیکھی تھی اور یہ کجی قبر میں ان کے ساتھ گئی۔۔۔(مکتوب حکیم صیانت اللہ مرحوم بنام راقم الحروف)

رات سے دردِ گردہ

حکیم صیانت اللہ مرحوم لکھتے ہیں کہ ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے ایک عزیز رات میں دردِ گردہ کے شکار ہوئے اور پوری رات بے حد کرب سے گزاری صبح ہی قارورہ لیکر مجھے حکیم حکمت اللہؒ کے پاس بھیجا گیا میں رعب کیوجہ سے پورا حال بیان نہ کر سکا اور جو منہ میں آیا عرض کر دیا حکیم صاحب نے قارورہ دیکھا اور نسخہ لکھ کر میری طرف بڑھا دیا اور فرمایا کہ دنیا بھر کی داستانیں تو بیان کرتا ہے مگر یہ نہیں کہتا کہ رات سے درد گردہ ہے۔۔۔(تحریر حکیم صیانت اللہ مرحوم بنام راقم الحروف)

مردہ کا غسل صحت

حکیم صیانت اللہ مرحوم ایک جگہ اور لکھتے ہیں کہ امروہہ میں حکیم حکمت اللہ کی ایک بھانجی، کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہوئیں مقامی طور پر علاج ہوا اور مریضہ تندرست ہو گئیں ہر طرح سے اطمینان کے بعد جشنِ غسلِ صحت ہوا حکیم حکمت اللہ مرحوم بھی رامپور سے

تشریف لائے اور شریک ہوئے بعد تقریب غسلِ صحت، بعض اعزہ سے صرف اتنا کہا کہ مُردوں کا غسل صحت ہم نے اپنے گھر ہی میں آج دیکھ لیا ہے چند دن نہ گزرے تھے کہ مرض دوبارہ ہوا اور مریضہ فوت ہوگئیں...(تحریر حکیم صیانت اللہ مرحوم بنام راقم)

انعامات سے ناراضگی

حکیم صیانت اللہ لکھتے ہیں کہ امروہہ کے ایک بڑے مہاجن کو فالج ہوا حکیم حکمت اللہ صاحب کی طرف رجوع کیا گیا علاج ہوا اور مریض اس حد تک ٹھیک ہوگیا کہ بغیر سہارے کے چل پھر سکے ایک دن ملازم نے مریض کو پھر دیکھنے کی درخواست کی حکیم صاحب پالکی میں تشریف لے گئے نسخہ ہاتھ میں تھا اور کچھ غور ہو رہا تھا کہ مریض مہاجن نے خوشامدانہ انداز میں کہا کہ ایسی دوا لکھ دیجئے کہ میں جلدی ٹھیک ہو جاؤں ٹھیک ہونے پر فلاں فلاں انعامات پیش کروں گا حکیم صاحب نے اس کے جملے سنے اور فرمایا کہ کیا کہا؟ مہاجن نے ڈرتے ڈرتے کچھ اور اضافہ کر دیا یہ سننا تھا کہ کہاروں کو حکم دیا کہ پالکی اٹھاؤ اور اٹھتے ہوئے مہاجن سے کہا کہ بیٹے تو سمجھتا ہے کہ میں کسی لالچ میں تیرا علاج کر رہا ہوں تو تھیلی کیا پھاڑے گا میں نسخہ ہی پھاڑے دیتا ہوں نسخہ پھاڑا پالکی میں بیٹھے اور گھر آ گئے پھر کسی طرح بھی اسکا علاج نہیں کیا چنانچہ مرض جس حد تک ٹھیک ہو چکا تھا اس سے زیادہ نہ ہو سکا...(تحریر حکیم صیانت اللہ مرحوم بنام راقم)

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

حکیم صیانت اللہ مرحوم کے والد حکیم فرحت اللہ (۱۸۷۹ء) کے پاس ایک نوجوان لڑکا دق کے مرض میں گرفتار ہو کر آیا وہ پہلے علاج کے سلسلہ میں بھوالی سینی ٹوریم میں داخل ہوا تھا ابھی علاج شروع ہی ہوا تھا کہ مریض ہچکی کے مرض میں مبتلا ہوگیا اسکے انگریز معالجین نے اپنے تمام طریقے استعمال کر لئے مگر مرض کسی طرح بھی قابو میں نہ پایا جا سکا حتیٰ کہ شدت مرض کی وجہ سے مریض کی جان پر بن گئی تب اسکے تیمارداروں نے ان انگریز ڈاکٹروں سے کہا کہ مریض ٹھیک تو ہو سکتا ہے لیکن آپ لوگوں کی اجازت درکار ہے اس عاجزی میں فوراً اجازت مل گئی لوگ عاجلانہ وسائل سے امروہہ پہنچے اور حکیم فرحت اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ممکنہ عجلت کے ساتھ

علاج کی درخواست کی ان لوگوں سے دیرینہ تعلقات و روابط کی وجہ سے فوراً بھوالی کیلئے روانہ ہو گئے اور منزل پر پہنچتے ہی جو دوا ساتھ گئی تھی مریض کے حلق سے اتار دی گئی دوا حلق سے اتری اور ''جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے'' کا مصداق بن گئی انگریز ڈاکٹر بھی انگشت بدنداں تھے اور تیمار دار بھی فرحاں و خنداں کہ انکا اعتماد مجروح نہ ہوا...(تحریر حکیم صیانت اللہ مرحوم بنام راقم الحروف)

رنگین مزاجی کا انجام

ایک صاحب جو ذرا رنگین مزاج بھی تھے اکثر دہلی وغیرہ کی سیاحت کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ دہلی گئے اور واپسی پر بیمار پڑ گئے اپنے طور پر مختلف علاج کرتے رہے مگر خاص فائدہ نہ ہوا بلکہ کچھ اضافہ ہی ہو گیا اور ایک شب شدید پیشاب میں جلن اور پیشاب کی تنگی کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے آخرش حکیم فرحت اللہ کی طرف رجوع کیا گیا انہوں نے حالات سنے اور ایک سوال کیا کہ سیاحت کہاں کہاں کی گئی ہے اس سوال میں تشخیص مضمر تھی جس کا جواب گردن جھکا کر دیا گیا پھر حکیم صاحب نے صرف تین دن تک علاج کیا جس کے بعد پھر کبھی ایسی تکلیف نہیں ہوئی...(تحریر حکیم صیانت اللہ مرحوم بنام راقم الحروف)

ازالۂ سبب اور ثفل باہر

حکیم فرحت اللہ کے سامنے ایک استاد زادے جو تقریباً نوے سال کی عمر تک باصحت حیات رہے قولنج ثفلی میں مبتلا ہوئے ابتدا میں قریب ترین معالجین کا سہارا لیا گیا مگر کامیابی نہیں ملی آخرش شدت سے تکلیف سے جان لبوں پر آ گئی حکیم صاحب کو اطلاع ہوئی دوا ساتھ لائے شیر گاؤ روغن بیدانجیر کے بدرقہ کے ساتھ استعمال کیا گیا ایک ساعت نہ گزری تھی کہ ازالۂ سبب ہوا اور ثفل باہر...(تحریر حکیم صیانت اللہ مرحوم بنام راقم الحروف)

معمولی دواؤں سے صحت یابی

امروہہ کی ایک مریضہ جو بمبئی میں رہتی تھیں وجع المفاصل (جوڑوں کا درد) میں مبتلا ہوئیں بمبئی اور مقامی علاجات کے باوجود مرض کی شدت میں اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ حرکت کے تصور سے جان نکلتی تھی حکیم فرحت اللہ کے صاحبزادے حکیم سعادت اللہ آپ حکیم صیانت

اللہ مرحوم کے بڑے بھائی تھے ۱۹۴۲ء میں اپنے والد حکیم فرحت اللہ کے انتقال کے بعد مسند طب کے وارث ہوئے اور اپنے اسلافِ کرام کے علم و عمل کو بلند رکھا مطب کے ساتھ ساتھ سماجیات، سیاسیات و شکاریات کی انجمنیں بھی زندہ رکھتے تھے اور زندہ دلی کے ساتھ محفلیں بھی آراستہ تھیں مطب کی رجوعات بھی بہت تھیں سلسلۂ مطب تقریباً ۲۰ رسال تک قائم رہا پھر عظم القلب کے مریض ہوگئے مگر اس کے باوجود تفکر و تردد میں کبھی مبتلا نہ ہوئے ہمیشہ خوش وخرم رہتے مارچ ۱۹۷۳ء میں امروہہ میں انتقال فرمایا مرحوم کا علاج شروع ہوا اور "وجع المفاصل حار" تشخیص کیا گیا مدرات و مبرّدات تجویز کی گئیں ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ مریضہ اٹھ کر بیٹھ گئی تورم و تحجر کا نام بھی نہیں رہا...(مکتوب حکیم صیانت اللہ مرحوم بنام راقم الحروف)

پیشاب میں چاندی کا کشتہ

حکیم سید غلام حسنین کنتوری (حکیم غلام حسنین کنتوری ۱۸۲۹ء کو بارہ بنکی ضلع کے مشہور قصبہ کنتور میں پیدا ہوئے ہندوستان میں یونانی طب کے احیاء کیلئے چند اہم ناموں میں حکیم غلام حسنین کنتوری کا نام بھی طبی کتابوں کے ترجمہ کی وجہ سے سرفہرست آتا ہے بچپن ہی سے لکھنے پڑھنے کے شوقین تھے والدین نے اعلیٰ تعلیم کیلئے لکھنؤ بھیجدیا جہاں آپ نے دینیات، منطق، فلسفہ، ریاضی، کیمیا، موسیقی اور مسمریزم میں مہارت حاصل کی لکھنؤ ہی میں طب کی تعلیم بھی حاصل کی امراء اور والیانِ ریاست برابر آپ کو اپنے یہاں علاج کیلئے بلاتے تھے مطب کا سلسلہ بھی مستقل جاری رہا جس کے ساتھ ہی ساتھ صنعت و حرفت سے بھی خاص شغف تھا چنانچہ صابن، نیل، سہاگہ، شکر اور پنیر وغیرہ کے متفرق کارخانے بھی قائم کئے تھے علم کیمیاء میں بے حد مہارت تھی ان تمام مشغولیات کے باوجود تصنیف و تالیف اور طبی کتابوں کے تراجم بھی جاری تھے آپ کی اصل شہرت انہی تراجم کی وجہ سے ہوئی جن میں اردو ترجمہ ذخیرہ خوارزم، شاہی، ترجمہ القانون فی الطب، ترجمہ قانونچہ ترجمہ کامل الصناعہ اور فارسی ترجمہ ملخص فصول بقراطیہ قابل ذکر ہیں اس عظیم مترجم نے ۸۹ سال کی عمر میں ۱۷ ردسمبر ۱۹۱۸ء میں وفات پائی) (۱۸۳۱...۱۹۱۸ء) کے پاس ایک حلوائی آیا جسے

جذام وخدر: جذام ایک نہایت خبیث اور متعدی مرض ہے جو سودائے غیر طبعی کے بدن میں منتشر ہونے سے پیدا ہوتا ہے اس مرض میں اعضاء کی شکل وصورت اور مزاج بگڑ جاتا ہے اور بدن میں جابجا گڑھے اور ابھار پیدا ہو جاتے ہیں جو آگے چل کر غلبہ پیوست سے پھٹ جاتے ہیں اور سیاہ ہو کر گر جاتے ہیں اور بدبودار زرد پانی اس میں سے بہتا رہتا ہے یہ عربی لفظ جزم سے مشتق ہے جس کے معنی کاٹنا یا قطع کرنا ہے چونکہ یہ مرض اعضاء کو قطع کر دیتا ہے اس لئے اس کو جزام کہتے ہیں اس مرض کو کوڑھ بھی کہتے ہیں اور انگریزی میں leprosy کہتے ہیں خدر کسی عضو کے سُن ہو جانے کو کہتے ہیں اس میں عضو کے اندر بے حسی پیدا ہو جاتی ہے اور احساس لمس زائل ہو جاتا ہے کبھی یہ عارضی ہوتا ہے اور کبھی مستقل طور پر بھی قائم ہو جاتا ہے انگریزی میں اسکو numbness کہتے ہیں کا مرض لاحق ہو گیا تھا حکیم صاحب نے حال سنکر فرمایا کہ برگِ گلو سبز ایک تولہ پانی میں پیس کر استعمال کرو اور روزانہ ایک برتن میں پیشاب کرو جب سات روز پورے ہو گئے تو حکیم صاحب نے تلچھٹ دھونے کیلئے کہا اسمیں سے چاندی کا کشتہ ایک تولہ برآمد ہوا حالات معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ کسی کشتہ ساز نے بہت عرصہ تک کشتہ استعمال کرایا تھا اسکے بعد ہی حکیم صاحب نے مذکورہ ادویہ استعمال کرائیں کشتہ کے اخراج کے بعد مصفیات خون کا استعمال کرایا گیا جس سے مکمل طور پر صحت ہو گئی...(اطباء اور ان کی مسیحائی ۱۷۲)

چوزہ اور مرض استسقاء

حکیم شیر علی بغدادی: حکیم شیر علی ۱۸۱۹ء میں اپنی جوانی کے زمانے میں بغداد سے ہندوستان آئے اور سیر وسیاحت کرتے ہوئے راولپنڈی میں پہنچے جہاں بہت سے معرکۃ الآرا علاج کئے راولپنڈی میں انتقال ہوا اور تدفین بھی وہیں ہوئی ایک مرتبہ بازار جا رہے تھے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت چارپائی کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اور چارپائی پر ایک نوجوان لیٹا ہوا ہے حکیم صاحب کو بتلایا گیا کہ یہ شخص استسقاء کا مریض ہے اور یہ اس کی ماں ہے یہ مریض اسپتال میں زیر علاج تھا اور ڈاکٹر صاحبان پیٹ سے پانی نکالتے تھے لیکن پانی دوبارہ پھر جمع ہو جاتا تھا ڈاکٹروں نے لاعلاج سمجھ کر اسے گھر بھیج دیا ہے حکیم صاحب نے مریض کی نبض دیکھی اور کہا کہ یہ پانچ منٹ میں ٹھیک ہو جائے گا یہ کہہ کر آپ نے ایک چوزہ منگایا اور اس کو ذبح کر

کے اس کا پتہ نکالا اور مریض کی ناف پر رکھ کر اس پر ذرا سی کوئی دوا ڈال دی چند منٹوں کے اندر تمام پانی خارج ہو گیا پھر حکیم صاحب نے مریض کی ماں کو ایک بہت سستی و معمولی دوا دی اور اسکو باریک پسوا کر ایک ہفتہ تک استعمال کرانے کو کہا ایک ہفتہ تک دوا استعمال کرنے کے بعد مریض صحت یاب ہو گیا اور کئی سال تک زندہ رہا...(ماہنامہ مسیح الملک کراچی، اپریل ۱۹۵۱ء)

متعفن حمل

ایک مرتبہ حکیم شیر علی بغدادی ایک سردار کی لڑکی کو دیکھنے گئے جس کو پیشاب کے ساتھ مراد اور خون آ رہا تھا وہاں بہت سے اطباء جمع تھے انکی تشخیص تھی کہ مریضہ کو سوزاک کا زخم ہے لڑکی غیر شادی شدہ تھی حکیم صاحب نے مریضہ کی نبض دیکھی اور فرمایا کہ اسکو حمل ہے اور یہ حمل متعفن ہو گیا ہے اور مریضہ کے پیشاب کے راستہ سے اسکا مواد آ رہا ہے لڑکی نے جھٹلایا کہ ایسا نہیں ہے حکیم صاحب نے کہا کہ ممکن ہے کہ میں غلط کہہ رہا ہوں لیکن چند منٹ بعد حقیقت واضح ہو جائے گی یہ کہہ کر آپ نے ایک دوا دی اور اسکو کھانے کیلئے کہا دوا کھانے کے چند منٹ بعد ہی حمل باہر آ گیا حکیم صاحب نے کہا کہ اس لڑکی نے مجھے جھوٹا سمجھا تھا اس لئے میں مزید اس کا علاج نہیں کر سکتا اور یہ فلاں دن اور فلاں وقت مر جائے گی اور سوائے میرے اس کا کوئی اور علاج نہیں کر سکتا یہ کہہ کر حکیم صاحب وہاں سے چل دئے ان کو راضی کرنے کی بہت کوشش کی گئی مگر وہ کسی طرح نہ مانے آخر کار حکیم صاحب کے مقرر کردہ دن اور وقت میں لڑکی کی موت واقع ہو گئی...(ماہنامہ مسیح الملک کراچی ۱۹۵۷ء)

گھوڑے کی سواری سے شفاء

حکیم شیر علی زماں کو حضرت غوث زماں سید مہر علی شاہؒ سے عقیدت تھی حضرت قطب زماں سید الاولیاء خواجہ محمود صاحب نونسویؒ کسی ایسے مرض میں مبتلا ہوئے کہ اس کا علاج مشکل ہو گیا آپ نے انہیں دیکھا اور کہا کہ تین روز اتنے میل تک گھوڑے کی سواری کی جائے اور اسکے علاوہ کسی اور دوا کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ اس عجیب علاج سے چند دنوں میں انہیں صحت حاصل ہو گئی...(ماہنامہ مسیح الملک کراچی، ۱۹۵۷ء)

چہرے سے موت کا علم

ایک مرتبہ حکیم شیر علی سے گاؤں کے ایک چودھری نے کہا کہ میں بیمار ہوں میرا علاج کیجئے حکیم صاحب نے اس کے چہرہ پر ایک نظر ڈالی اور کہا کہ تم پرسوں مر جاؤ گے تمہارا علاج کیا کروں یہ سنکر چودھری کو غصہ آیا اور وہ وہاں سے خاموشی سے چل دیا اس متعینہ دن کو حکیم صاحب کے پاس خبر پہنچی کہ چودھری صاحب کی موت واقع ہوگئی ہے...

انہی حکیم صاحب نے اپنے انتقال سے چند گھنٹہ قبل اپنی نبض دیکھ کر اپنے انتقال کا وقت بتادیا تھا اور اسی بتائے ہوئے وقت پر ہی ان کا انتقال ہوگیا...(ماہنامہ مسیح الملک کراچی، ۱۹۵۷ء)

برتن میں غیر طبعی مادے

حکیم حاجی محمد ابراہیم (حکیم محمد یعقوب لکھنوی (م ۱۸۷۰ء) کے بڑے صاحبزادے تھے طب کی تعلیم اپنے والد سے اور مطب حکیم میر محمد مرتعش سے سیکھا نواب کلب علی خاں کے زمانے میں رامپور تشریف لے گئے اور وہاں طبیب خاص اور افسر اطباء مقرر ہوئے ۱۸۸۲ء میں مرض استسقاء میں مبتلاء ہو کر افضل الدولہ بہادر کے عہد میں انتقال ہو) نے لکھنو میں شاہی محل کی کسی خاتون کا ایک معرکتہ آلآرا علاج کیا مریضہ کے پیٹ میں درد رہتا تھا دوسرے اطباء نے بھی معائنہ کیا اور اس کو دردزہ بتایا بہت سی تدبیریں کی گئیں اور مختلف طرح کی دوائیں استعمال کی گئیں مگر ولادت نہیں ہوئی کچھ لوگوں نے علاج کیلئے محمد ابراہیم کا نام پیش کیا حکیم صاحب نے وہاں پہنچ کر پہلے مریضہ کو دیکھا اور بعد میں وہاں موجود اطباء سے ملے اور کہا کہ مریضہ کو حمل کاذب (جھوٹا حمل) ہے اور تمام علاج وتدابیر جو پہلے سے ہو رہی تھیں بند کروادیں تھوڑی دیر بعد درد میں آرام ہوگیا اور پھر خود ہی کوئی ایسی تدبیر کی جس سے کچھ غیر طبعی مواد خارج ہوگیا اور اسکو ایک برتن میں لاکر اطباء کو دکھایا ان لوگوں نے پہلے تو حکیم صاحب کی کم عمری کیوجہ سے ان کی اس تشخیص کا مذاق اڑایا لیکن برتن میں مواد فاسدہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے...(تذکرہ خاندان عزیزی ۶۲)

کھانسی میں دہی بڑے کا استعمال

نواب کلب علی خاں (۱۸۶۵...۱۸۸۷ء) والی رامپور کے ولی عہد نواب مشتاق علی خاں کو کھانسی و بخار کی شکایات تھیں اطباء نے مرض سل تشخیص کیا رمضان المبارک کا مہینہ تھا ولی عہد نے افطار کے وقت دہی بڑے کھانے کی خواہش کی اطباء نے منع کیا اور کہا کہ یہ کھانسی میں مضر ہیں حکیم ابراہیم نے بھی اس کے استعمال کو نقصان دہ بتایا ولی عہد نے حکیم صاحب سے کہا کہ آپ بھی ان کے استعمال کو منع کر رہے ہیں پھر آپ کو دکھانے سے کیا فائدہ؟ یہ سنکر حکیم صاحب نے فرمایا کہ ٹھیک ہے آج تم بوقت افطار خوب دہی بڑے کھاؤ...پھر خود مطبخ میں جا کر ہدایت کی کہ دہی بڑے بجائے ماش کی دال کے چھلے ہوئے باقلا کے بیجوں (جو کھانسی میں بہت مفید ہیں) سے بنائے جائیں اور پھر ان کو روغن بادام شیریں میں بھونا جائے اور گدھی کے دودھ کا ضامن دے کر دہی جمائیں اور اس میں بڑے بھگو کر استعمال کئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کو افطار کے وقت ولی عہد کے سامنے رکھا گیا مریض نے بڑے شوق سے انہیں کھایا جس سے سل کے عوارض میں کافی حد تک کمی واقع ہوگئی...(تذکرہ خاندان عزیزی ۱۲۶ص)

معمولی دوا سے دستوں میں فائدہ

حکیم حاجی محمد مسیح یہ حکیم محمد یعقوب لکھنوی کے تیسرے صاحبزادے تھے طبی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی نواب واجد علی شاہ کے اصرار پر طبیب خاص کی حیثیت سے کلکتہ روانہ ہوئے ۵۰ سال کی عمر میں ۲۰ مئی ۱۸۸۵ء کو انتقال ہوا اور اپنے خاندانی قبرستان واقع جھوائی ٹولہ لکھنو میں دفن ہوئے (م ۲۰ مئی ۱۸۸۵ء) نے ایک مرتبہ ایک شاہزادی کا علاج کیا جسے سات سال کی عمر میں دستوں کی شکایت تھی اور وہ کسی دوا سے بھی بند نہیں ہو رہے تھے ان دستوں کا سلسلہ کافی دنوں تک چلتا رہا دستوں کو بند کرنے کی اگر کوشش کی جاتی وہ قے شروع ہو جاتی اور جب قے بند ہوتی تو پھر وہی دست آنے لگتے حکیم صاحب نے زہر مہرہ خطائی (ایک معدنی پتھر ہے جو مختلف رنگوں کا ہوتا ہے سب سے بہتر زہر مہرہ خطائی ہے جسکا معدن کوہستان ہے یہ مفرح ومقوی اعضاء رئیسہ اور تریاق سموم ہوتا ہے) کو عرق کیوڑہ میں پسوا کر ہر چار گھنٹے کے بعد استعمال کرنے کو کہا اور

غذا میں صرف دہی کھانے کی اجازت دی اس کے استعمال کے پہلے ہی روز دستوں میں فائدہ ہوگیا اور کچھ دنوں میں شاہزادی تندرست ہوگئی...(تذکرہ خاندان عزیزی ۸۳ص)

اشرفی کو گلانے کی دوا

نواب واجد علی شاہ (م ۱۸۸۷ء) کیلئے مسور کی دال کو سونے کی اشرفی سے بگھارا جاتا تھا حکیم محمد مسیح مرحوم کے پاس ایک ایسی دوا تھی جسے وہ دال میں ڈلوا دیتے تھے جس سے اشرفی کے اجزاء گل کر دال میں حل ہو جاتے تھے...(تذکرہ خاندان عزیزی ۸۳ص)

پیشاب میں گاڑھی رطوبت

ایک عورت کے شانے میں شدید درد تھا اور پیشاب کے ساتھ گاڑھے قسم کی رطوبت آرہی تھی ایک طبیب نے اسے دیکھا اور مثانہ کی خارش تشخیص کر کے اسی کے مطابق علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا اس عورت کو حکیم صادق علی خاں دہلوی (م ۱۸۴۸ء) کے پاس لایا گیا جو حکیم اجمل خاں مرحوم (م ۱۹۲۷ء) کے دادا تھے آپ نے اچھی طرح معائنہ کر کے ضعف مثانہ تشخیص کیا درد کو روکنے کیلئے پوست خشخاش کو پانی میں مل چھان کر شام کو پلوایا اور صبح کے وقت جوارش زرعونی ۵ ماشہ ہمراہ شیرہ تخم خیارین ۵ر ماشہ کو شربت بزوری ۲ر تولہ کے ساتھ پینے کی ہدایت دی چند روز تک یہی نسخہ استعمال کرایا گیا اس کے بعد وہ مریضہ صحت یاب ہوگئی...(حکایات اطباء ۵۴ص)

بغیر علاج کے تندرستی

حکیم صادق علی خاں (حکیم شریف خاں کے لائق بیٹے تھے آپ عربی و فارسی کے زبردست عالم تھے طب کی تعلیم اپنے والد مرحوم محترم سے حاصل کی اور انہیں کے نقشِ قدم پر چلے آپ کے شاہان مغلیہ سے بسلسلہ طب خصوصی تعلقات تھے اسلئے انہیں جاگیر بھی ملی ہوئی تھی لیکن ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے اس خاندان سے جاگیر کو چھین لیا آپ نے تشریح اعضاء مرکبہ کی شرح عربی زبان میں لکھی ہے جس میں منافع الاعضا جالینوس، شرح قانون حکیم جیلانی و شرح آملی کے اقتباسات درج ہیں یہ شرح عرصہ دراز تک مدرسہ طبیہ دہلی کے نصاب میں داخل رہی ہے) دہلوی ۱۷۷۱...۱۸۴۸ء اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

ایک بچی کے سر کی کھال دو جگہ سے کافی ابھری ہوئی تھی ماں باپ کو بہت تشویش تھی وہ اسکا آپریشن کرانا چاہتے تھے میں نے اس بچی کا معائنہ کیا اور کہا کہ یہ بغیر علاج کے ٹھیک ہو جائے گی کچھ دنوں کے بعد وہ ابھار خود بخود غائب ہو گیا اور اس کے اندر کا جمع شدہ پانی بھی خشک ہو گیا جس سے بچی کو تندرستی حاصل ہو گئی...(زادغریب ۱۰۰ص)

پیٹ کے اندر چاقو

حکیم عبدالوحید (آپ حکیم محمد اسماعیل (م ۱۸۸۶ء) کے چھوٹے صاحبزادے تھے درسیات کی تکمیل مولانا محمد نعیم فرنگی محلیؒ سے اور طب کی تکمیل اپنے چچا حکیم محمد ابراہیم حکیم عبدالعزیز اور حکیم عبدالعلی سے حاصل کی ۱۹۰۲ء میں وفات ہوئی اور لکھنو میں اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے)۱۸۵۹...۱۹۰۲ء کے پاس ایک شخص آیا جس نے دانت کریدتے وقت ایک چھوٹا سا چاقو اپنی حلق کے اندر اتار لیا تھا (ایسا ہی ایک واقعہ حکیم سید کرم حسین ۱۸۷۰...۱۹۳۵ء سے بھی منسوب ہے کہ انہوں نے ماؤنٹ آبو میں اپنے قیام کے دوران ایک ۷/۸ سالہ بچہ کا علاج کیا تھا جس نے ایک چھوٹا سا چاقو نگل لیا تھا)(دیکھئے ہندوستان کے مشہور اطباء ۱۵۷...۱۸۵ء) وہ پیٹ میں پہنچ کر شدید درد کا باعث بنا ہوا تھا حکیم صاحب نے مقناطیس کا سفوف لعابدار ادویہ کے ساتھ استعمال کرایا اور پھر روغن بیدانجیر کو گائے کے دودھ میں ڈال کر پینے کو کہا جس سے دست جاری ہو گئے اور چاقو دستوں کے ذریعے خارج ہو گیا چاقو پر مقناطیسی ذرات چپک گئے تھے جسکی وجہ سے خراش نہیں پڑی...(تذکرہ خاندان عزیزی ۱۸۵ص)

عورت کی جگہ مویشی کا پیشاب

حکیم عبدالمجید خاں (آپ حکیم محمود خاں کے صاحبزادے اور حکیم اجمل خاں کے بڑے بھائی تھے اور دہلی کے مدرسہ طبیہ کے بانی تھے آپ کا انتقال ۱۹۰۱ء میں ہوا اور درگاہ حضرت سید حسن رسول نما کے احاطے میں دفن ہوئے آپ اپنے وقت کے بڑے عالم و فاضل ہوئے ہیں والدین بزرگوں سے فن طب کی تعلیم حاصل کی اور انہیں کے زیر نگرانی مطب بھی کیا آپ ہر معاملہ میں اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلے مطب میں کافی مریض جمع رہتے

تھے آپ دہلی والوں کا بہت خیال رکھتے تھے آپ کی طبی خدمات کے صلہ میں حکومت برطانیہ نے حاذق الملک کے خطاب سے نوازا تھا آپ نے ۱۸۸۲ء میں مدرسہ طبیہ کی بنیاد ڈالی جو آج یونانی اینڈ آیورویدک کالج کے نام سے مشہور ہے آپ اس مدرسہ میں قانون کا درس دیا کرتے تھے)(۱۸۴۹...۱۹۰۱) کے پاس انکے امتحان کیلئے ایک بار بھینس کا پیشاب لایا گیا اوران سے کہا گیا کہ یہ ایک عورت کا قارورہ ہے جو دہلی سے باہر رہتی ہےاور علاج کیلئے آپ کے پاس نہیں آسکتی آپ کیلئے کرم قارورہ دیکھ کر کوئی مناسب نسخہ تجویز فرمادیں حکیم صاحب نے قارورہ کو غور سے دیکھا اس کی رنگت، قوام، بواور جھاگ وغیرہ سے یہ تشخیص کی کہ یہ عورت کا نہیں بلکہ کسی مویشی کا پیشاب ہے چنانچہ آپ نے بلا تامل یہ نسخہ تجویز فرمایا...

"کھلی ۲ سیر، بنولہ ایک سیر، بھوسہ بقدر ضرورت ہمہ درآب آمیختہ حل کردہ بخورانند اس نسخہ کو دیکھ کر وہ شخص جو قارورہ لایا تھا چونکا کہ یہ کیا نسخہ ہے حکیم صاحب نے بغیر کسی ناگواری کے فرمایا کہ آپ نے جو قارورہ مجھے دکھایا ہے اسکے مزاج کے مطابق یہی نسخہ مناسب ہے یہ سنکر وہ شخص شرمندہ ہوا اور واپس چلا گیا...(ہمدرد طبی کالج میگزین ۱۹۸۳ء۸۴ء بالکل اسی طرح کا ایک واقعہ حکیم محمد طاہرؒ ۱۳۲۴ھ) سے بھی منسوب ہے (دیکھئے حیات طاہر ۲۱۶ص مؤلفہ مولانا محمد عثمان معروفی) حکیم عبدالمجید خاں کے سامنے ایک دفعہ دلی میں طاعون پھیلا... انگریزوں نے حکم دیا جسے طاعون ہو وہ شہر سے باہر کیمپ میں منتقل ہو جائے... حکیم صاحب نے فرمایا ہر کوئی نہیں جائے گا... میں علاج کا شہر کے اندر ہی بندوبست کروں گا... چنانچہ حکیم عبدالمجید خاں نے طاعون کا علاج اپنے مدرسہ طیبہ کے طالب علموں سے کرایا... یونانی علاج طاعون میں کامیاب رہا... انگریز حکام منہ دیکھتے رہ گئے...(میرے زمانے کی دلی ۲۳۷ص)

چٹکیوں میں علاج

ایک شخص کی اچانک نکسیر پھوٹ گئی ناک سے خون جاری ہو گیا جو کسی تدبیر سے بند نہیں ہوتا تھا اوراس کی حالت بگڑتی جارہی تھی کچھ لوگ صبح کے وقت حکیم ابوعلی جعفر (آپ صوبہ یوپی کے مشہور شہر بنارس میں ۱۸۵۵ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی فارسی کی

کتابیں مولوی ثناء اللہؒ سے پڑھیں اور عربی زبان کی تعلیم مولوی عبدالحقؒ سے حاصل کی پھر مزید تعلیم کیلئے لکھنو چلے گئے کتب طبیہ حکیم محمد علی لکھنوی سے پڑھیں آپ علاج ومعالجہ میں یکتائے زمانہ تھے آپ کا مطب جعفریہ دواخانہ کے نام سے مشہور تھا مہاراجہ بنارس کے معالج خصوصی بھی رہے ۳۰ روپے ماہانہ وظیفہ بھی ملتا تھا رجواڑوں اور متعلقہ داروں میں معرکہ کے علاج کئے آپ کو شعروشاعری اور ادب سے بھی کافی دلچسپی تھی ۳۱/ مارچ ۱۹۲۳ء کو آپکا انتقال ہوا) کے پاس آئے اور مریض کا پورا حال بیان کیا اس وقت حکیم صاحب منہ دھورہے تھے اور وہ لوگ کافی عجلت میں تھے... حکیم صاحب نے اپنے منجن سے دو چٹکی راکھ دے دی اور کہا کہ مریض کی ناک میں کسی طرح سے اسے ڈال دیں ایسا ہی کیا گیا جس سے خون بند ہو گیا پھر کبھی بھی اس مریض کو یہ شکایت نہیں ہوئی منجن میں حابس خون دوائیں شامل تھیں جنہوں نے اپنا اثر دکھایا... (ہندوستان کے مشہور اطباء ۷۰ص)

خداقت کی انتہاء

ایک مرتبہ ایک شخص نے شفاء الملک حکیم حبیب الرحمٰن خاں آخوندزادہ شفاء الملک حکیم حبیب الرحمٰن خاں آخوندزادہ ۲۳/ مارچ ۱۸۸۱ء کو ڈھاکہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی صرف ونحو کی تعلیم حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے پڑھی زیادہ تر درسیات و تعلیم مولانا محمد اسحاق بردوانیؒ مولانا احمد احسن کانپوریؒ اور مولانا عبدالوہاب بہاریؒ سے پڑھیں حدیث مولانا مفتی لطف اللہ علیگڑھی سے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ایک شاگرد سے پڑھی طبی تعلیم مدرسہ طبیہ دہلی میں حکیم عبدالمجید خاں دہلوی (م ۱۹۰۱ء) سے حاصل کی آپ ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جوائنٹ سکریٹری بنائے گئے ۱۹۳۰ء میں حبیبیہ طبیہ کالج کے نام سے ایک کالج کرایہ کی عمارت میں قائم کیا حکومت ہند نے آپ کو اپنی خدمات کی بناء پر ۱۹۳۹ء میں شفاء الملک کا خطاب دیا ۱۹۴۷ء میں آپکا وصال ہوا) کو دکھایا پھر وہ مریض دہلی گیا اور وہاں جا کر اپنے مرض کے سلسلہ میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں سے رجوع کیا حکیم صاحب نے اس مریض سے پوچھا کہ آپ کہاں

سے آئے ہیں اس نے کہا کہ ڈھاکہ سے اس پر حکیم اجمل خاں نے فرمایا کہ کیا وہاں حکیم حبیب الرحمٰن خاں نہیں ہیں پھر آپ نے نسخہ لکھ دیا اس نسخہ اور حکیم حبیب الرحمٰن خاں کے نسخہ میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں تھا...(ہندوستان کے مشہور اطباء ص ۱۸۱...۱۸۲)

اسی طرح ۱۹۴۴ء میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیل ہوئے اور ان کی کیفیت مولانا ظفر احمد عثمانی کے ذریعہ حکیم حبیب الرحمٰن خاں کو بتائی گئی حکیم صاحب نے نسخہ لکھدیا لیکن کچھ دنوں کے بعد اطلاع آئی کہ حضرت حکیم الامتؒ کا مرض بہت بڑھ گیا ہے حکیم صاحب نے یہ سنکر فرمایا کہ اب دوا بیکار ہے کیونکہ وقت آخیر آپہنچا ہے چنانچہ حکیم صاحب کے کہنے کے مطابق کچھ دنوں کے بعد مولاناؒ کا انتقال ہوگیا...(ہندوستان کے مشہور اطباء ص ۱۸۲)

علامہ سید سلیمان ندوی (۱۸۸۴...۱۹۵۳ء) مصنف سیرۃ النبی نے ایک مرتبہ ریڈیو پر تقریر کی حکیم حبیب الرحمٰن خاں نے ڈھاکہ میں وہ تقریر سنی اور سیّد صاحب کے پاس خط لکھ کر بھیجا کہ میں نے آپ کی آواز سنی جس سے ضعف قلب کا اظہار ہو رہا تھا آپ جلد ہی اس کی طرف توجہ کریں چنانچہ چندروز کے بعد علامہ ندوی کو ضعف قلب کا عارضہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی...(ہندوستان کے مشہور اطباء ۱۸۲ ص)

ہاتھ کی کامیاب سرجری

ایک تانگہ والے کے ہاتھ پر گھوڑے کے کاٹ لینے کیوجہ سے گہرا زخم ہوگیا وہ (حکیم ہادی رضا خاں ماہر بن حکیم محمد حسین رضا خاں بن حکیم حسن رضا خاں بن حکیم محمد علی رضا خاں کی پیدائش جھوائی ٹولہ لکھنؤ میں ۱۳/اکتوبر ۱۸۸۸ء کو ہوئی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی اردو، فارسی، انگریزی، نیز قرآن پاک کی ابتدائی تعلیم سے فراغت کر کے پرائیویٹ طور پر انگریزی پڑھی آپ کے اساتذہ میں مولوی غلام محمد پنجابیؒ، مولانا محمد طیب عرب مکی، حضرت مولانا سید عین القضاۃ، مولانا عبدالغفار مرحوم رامپوری اور مولوی حاجی حافظ ابوالافضال محمد فضل حق قابل ذکر ہیں طبی تعلیم اپنے والد حکیم محمد حسین رضا خاں (م ۱۹۰۹ء) سے حاصل کی شعرو شاعری سے کافی لگاؤ تھا اور ماہر تخلص رکھتے تھے ۱۹۴۳ء میں آپ کی وفات ہوئی آپ کی تصانیف مندرجہ

ذیل ہیں (۱) قرابادین رضائی فارسی (۲) القانون فی علاج الطاعون (۳) القول الکامل فی ذخیرۃ الحق والباطل (۴) قانون مطب (۵) اصطلاحات الاطبا (٦) عجائب المفردات اور (۷) الحمیات وغیرہ) ماہر لکھنوی کے مطب میں آیا اور اس نے حکیم صاحب سے بتایا کہ گھوڑے نے اس کا ہاتھ چبالیا ہے حکیم صاحب نے غور سے اسکا معائنہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ یہ کسی اور تدبیر سے ٹھیک نہیں ہوسکتا اس کا علاج صرف یہ ہوسکتا ہے کہ اسکے ہاتھ کو کاٹ دیا جائے کیونکہ اس کا زہر خون میں شامل ہو گیا ہے چنانچہ آپ نے تانگہ والے کو پہلے بے ہوش کیا اور پھر ایک ماہر سرجن کی طرح اسکا ہاتھ کاٹ دیا یہ کٹا ہوا ہاتھ کافی دنوں تک ایک شیشے کے برتن میں حکیم صاحب کے مطب میں رکھا رہا اور اسے دیکھنے دور دور سے لوگ آتے تھے حکیم صاحب کے پاس دوران سرجری کام آنے والی دوائیں اور اوزار بھی موجود تھے اس سلسلہ میں کچھ اوزار انہوں نے غیر ملک سے بھی منگائے تھے...(ہندوستان کے مشہور اطباء ۱۹۸ص)

غریبوں سے ہمدردی

حکیم محمد ہادی رضا خاں مطب میں مریضوں کو دیکھ رہے تھے...ایک صاحب آئے اور انہوں نے درخواست کی کہ میری بچی بہت بیمار ہے اس کو چل کر دیکھ لیجئے...حکیم صاحب جب مطب سے فارغ ہو گئے تو ان صاحب کے گھر پہنچے جب وہاں سے واپس آئے تو اپنے صاحبزادہ حکیم محمد صابر رضا سے کہا جو حکیم صاحب کی غیر موجودگی میں مریضوں کو دیکھ رہے تھے' کہ ایک پیالہ میں بکری کے شوربہ کا انتظام کروادو...صاحبزادہ نے اس کی وجہ پوچھی تو حکیم صاحب نے کہا کہ میں جس لڑکی کو دیکھ کر آرہا ہوں وہ بہت غریب باپ کی بیٹی ہے اور ٹی بی کی مریض ہے...وہ صرف چند گھنٹوں کی مہمان ہے اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں کیا کھا سکتی ہوں تو میں نے غذا میں بکری کا شوربہ اور چپاتی بتائی ہے لیکن وہ بچی میرے گھر کا بکری کا شوربہ کھانے کی خواہش مند ہے لہٰذا اگر اس کی یہ خواہش پوری کردی جائے تو اس میں کیا حرج ہے...(ہندوستان کے مشہور اطباء ص ۱۹۹)

مریض پر جن

حکیم نورالدین قادیانی (حکیم نورالدین بن غلام رسول بھیروی ۱۲۸۵ھ ۱۸٦۷ء میں

پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم حاصل کر کے راولپنڈی میں سرکاری سکول میں ٹیچر ہو گئے' اس درمیان میں مزید تعلیم حاصل کرتے رہے' بالآخر رامپور آ کر شیخ حسن شاہ' شیخ عزیز اللہ' شیخ ارشاد حسین اور مفتی سعد اللہ وغیرہ سے اکتساب علم کیا پھر لکھنؤ پہنچے اور وہاں حکیم علی حسین لکھنوی سے طب پڑھی پھر بھوپال کا سفر کیا وہاں منشی جمال الدین خاں' مفتی عبدالقیوم بن شیخ عبدالحئی بڈھانوی سے حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا... پھر حج کیلئے گئے وہاں شیخ محمد الخزرجی' شیخ حسین اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے علم حاصل کیا اور بعد میں شیخ عبدالغنی محدث مہاجر مدنی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے...اس کے بعد ہندوستان واپس آ کر جموں میں قیام پذیر ہو گئے اور طبابت کا پیشہ اختیار کیا...یہیں مرزا غلام احمد قادیانی سے ملاقات ہوئی اور ان سے اتنا متاثر ہوئے کہ ان کے دست راست بن گئے... یہاں تک کہ مرزا کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ مقرر کئے گئے...ان کی تصنیفات میں چار جلدوں میں فصل الخطاب فی تصدیق الکتاب اور تصدیق براہین احمدیہ وغیرہ ہیں...۱۳۳۲ھ' ۱۹۱۴ء میں انتقال ہوا اور قادیان (پنجاب) میں دفن ہوئے...نزہۃ الخواطر جلد ۸/ مولوی عبدالحئی حسنی ص ۵۰۷ تا ۵۰۹ حیدر آباد ۱۹۷۰ء) کے پاس ایک شخص آیا اس نے بتایا کہ اس پر ایک جن آتا ہے اور وہ جس شاہزادی کی فرمائش کرتا ہے جن اسے مہیا کر دیتا ہے حکیم صاحب نے یہ سن کر کہا کہ اچھا اگر آج وہ تمہارے پاس آئے تو اس سے کہنا کہ وہ شاہ مدراس کی بیٹی کو لائے...دوسرے دن اس مریض نے کہا کہ آج وہ شاہ مدراس کی بیٹی کو لایا تھا جو بہت ہی خوبصورت تھی حکیم صاحب نے تشخیص کی کہ اسے کابوس (کابوس ایک ایسا مرض ہے جس میں سوئے ہوئے آدمی کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زوردار اور گراں چیز اس کے سینہ پر سوار ہے یا وہ کسی بوجھ کے نیچے دبا ہوا ہے اور دم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے اس حالت میں نہ وہ بول سکتا ہے اور نہ ہی حرکت کر سکتا ہے...اور اسی حالت میں وہ گھبرا کر چونک پڑتا ہے اور بیدار ہو جاتا ہے انگریزی میں اس کو Nightmare کہتے ہیں...) کا مرض ہے کوئی جن یا کوئی شہزادی اس کے پاس نہیں آتی...انہوں نے اسے ماءالجبن (ماءال جبن یعنی آب پنیر پھٹے ہوئے دودھ کے پانی کو کہتے

ہیں جو دودھ کو جوش دیکر پھر اس میں سکنجبین ڈال کر پھاڑ لیا جاتا ہے اور پھر کپڑے سے چھان کر پانی علیحدہ کرلیا جاتا ہے یہی پانی ماء الجبن کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے... انگریزی میں اس کو Wrey کہتے ہیں) استعمال کرایا جس سے یہ جن ہمیشہ کیلئے بھاگ گیا... حالانکہ مریض کو اس بات کا افسوس بھی ہوا کہ اچھی خاصی چیز ہاتھ سے نکل گئی مگر جب اس کو مرض کے بارے میں بتایا گیا اسے اطمینان ہو گیا (رموز طب ۲۷، رموز طب ۲۶، اطباء اوران کی مسیحائی ۱۷۶...۷۷)

رات کا ساتھی

حکیم نورالدین کے پاس ایک نوعمر لڑکا آیا جس نے ایک عجیب مرض حکیم صاحب کو بتایا کہ ہر رات اس کے کمرے میں ایک شخص آ کر اس کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے حالاں کہ کمرہ اچھی طرح بند رہتا ہے مگر حیرت ہے کہ وہ کہاں سے آجاتا ہے اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کمرے میں اور بھی لڑکے سوتے ہیں مگر وہ صرف اسی کے پاس آتا ہے اور کسی کو نظر بھی نہیں آتا حکیم صاحب پوری تفصیل سن کر کہنے لگے کہ تجھے کابوس کا مرض ہے چنانچہ انہوں نے اس کو بھی ماء الجبن (آب پنیر) دواء کے طور پر استعمال کرایا جس سے چند روز بعد اس کی یہ شکایت دور ہو گئی...

مرغی کے پر سے قئے

علامہ اقبال کو ایک مرتبہ نقرس (چھوٹے جوڑوں کا درد) کا مرض لاحق ہوا حکیم نور الدین قادیانی ان دنوں لاہور آئے تھے... علامہ مرحوم نے حکیم صاحب کو دکھلایا اور اپنے ملازم علی بخش کو حکیم صاحب کے پاس بھیج کر دوا طلب کی... حکیم صاحب نے ملازم سے کہلوایا کہ کھانے کے بعد مرغی کے پَر کو حلق میں ڈال کر قئے کریں چنانچہ مرغی کے پر سے قے کی گئی جس سے درد جاتا رہا... پھر اس کے بعد حکیم صاحب نے اپنے پاس سے نقرس کی مخصوص دوائیں علامہ مرحوم کو استعمال کرائیں جس سے مکمل طور پر آرام ہو گیا...

دردِ گردہ کا غذائی علاج

حکیم محمد مختار اصلاحی (آپ ۵ فروری ۱۹۱۵ء کو قصبہ صبرحد جونپوری (یوپی) میں پیدا ہوئے... مدرسۃ الاصلاح سرائے میر ضلع اعظم گڑھ (یوپی) سے فراغت حاصل کی ۱۹۳۹ء

میں طبیہ کالج علی گڑھ سے طبی تعلیم حاصل کی ... اصلاحی دواخانہ ممبئی کے سرپرست و بانی ہیں... آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس کے سینئر وائس پریذیڈنٹ ہیں... کئی اداروں کے بانی چیئرمین اور ممبر وغیرہ رہ چکے ہیں طبی دنیا کے مشہور و معروف شخصیت ہیں... طبی کتاب ''اطباء اوران کی مسیحائی'' کے مصنف ہیں... فی الحال بمبئی میں قیام ہے...) نے علامہ اقبال مرحوم (علامہ سر محمد اقبال ۱۸۷۰ء میں بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے پہلے فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی' لاہور کالج سے ایم اے پاس کیا' اور پھر ۱۹۰۵ء میں یورپ کا سفر کیا... وہاں سے بیرسٹری اور ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری حاصل کی... آپ عظیم دانشور' مفکر اور اردو و فارسی کے بلند پایہ شاعر تھے... آپ نے اپنے کلام کے ذریعہ حب الوطنی' اعلیٰ نظری اور حریت فکر کا درس دیا... بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ہی نے ۱۹۳۰ء میں نظریہ پاکستان پیش کیا تھا لیکن یہ محل گفتگو ہے آپ کے فارسی مجموعہ کلام میں مثنوی اسرار خودی اور رموز بیخودی اور اردو میں بال جبرئیل اور بانگ درا بہت مقبول ہیں... ۱۹۳۸ء میں لاہور میں آپ کی وفات ہوئی) کے حوالہ سے یہ واقعہ تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ علامہ اقبال کی والدہ کو شدید درد گردہ کی شکایت لاحق ہوگئی اور درد کی شدت سے بے ہوشی طاری ہوگئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آخری وقت آ گیا ہے... اسی دوران اتفاق سے رات کے وقت حکیم نورالدین بھیروی قادیانی آ گئے... ڈاکٹر صاحب نے والدہ کو حکیم صاحب کو دکھلایا حکیم صاحب نے اچھی طرح معائنہ کرنے کے بعد تشخیص کی کہ ضعف گردہ لاحق ہو گیا ہے اس لئے چوزہ کا گوشت اور شوربہ مسلسل استعمال کرائیں... ان کی ہدایت کے مطابق علامہ مرحوم کی والدہ عرصہ تک چوزہ استعمال کرتی رہیں جب ان کی طبیعت اس خاص غذا سے بھر گئی تو انہوں نے حکیم صاحب کے پاس کہلوایا کہ غذا میں ترمیم کر دیں... حکیم صاحب نے انڈے کو اس کا بدل بتا کر استعمال کرایا چند روز تک انڈا کھاتے رہنے سے مرض دور ہو گیا اور پھر کبھی درد گردہ کی شکایت نہیں ہوئی (اطباء اوران کی مسیحائی ص ۱۷۷)

علاج میں رازداری کی شرط

ایک مرتبہ بھوپال کے ایک امیر و کبیر گھرانے کے ایک لڑکے کو سوزاک ہو گیا اس لڑکے

نے اپنا علاج کرانے میں رازداری کی شرط رکھی اور کہا کہ میرا علاج کوئی ایسا طب کرے جس کو لوگ زیادہ جانتے نہ ہوں' حکیم نورالدین کا قیام ان دنوں بھوپال میں تھا چنانچہ ان سے کہا گیا کہ وہ علاج کریں لیکن اس کے مرض کو کسی سے ظاہر نہ کریں... حکیم صاحب نے کیلے کی جڑ کا پانی ایک چھٹانک شورہ قلمی میں ملا کر دن میں ۳/ ۴ مرتبہ استعمال کرنے کو کہا اس دوا سے جلد ہی وہ لڑکا صحت یاب ہو گیا اور اس کی تکلیف دور ہو گئی (اطباء اور ان کی مسیحائی ۱۷۸...۱۷۹)

بیرونی تدابیر سے مرض میں افاقہ

ایک مرتبہ نواب کلب علی خان (۱۷۶۵...۱۸۸۷ء) کی اہلیہ کو لُو کا اثر ہو گیا وہ کسی طرح بھی دوا کھانے کو تیار نہیں تھیں حکیم احمد رضا (یہ حکیم حسن رضا (م ۱۸۷۵ء) کے بڑے صاحبزادے اور حکیم محمد یعقوب لکھنوی کے نواسے تھے... طب اپنے والد سے اور مطب اپنے ماموں حکیم محمد ابراہیم سے سیکھا... رامپور میں مستقل مطب شروع کیا اور بڑی شہرت حاصل کی' نبض اور قارورہ میں خاص مہارت تھی... فن دواسازی میں بھی کافی درک تھا آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے... آپ کی تصانیف یمن رسالہ فی علاج طاعون' قرابادین احمدی' مفرادات احمدی' رسالہ نبض اور شرح رسالہ اسحاق بن حسنین قابل ذکر ہیں (۱۹۰۴ء میں بمرض سرطان لکھنوء میں وفات پائی...) (۱۸۵۰...۱۹۰۴ء) نے بغیر دوا استعمال کرائے ہوئے صرف بیرونی تدابیر سے مرض کو دور کر دیا... انہوں نے کمرے کو ٹھنڈی اور خوشبودار دواؤں سے معطر کروایا اور پنکھے پر گلاب وکیوڑہ جیسی اور دوسری سرد دوائیں چھڑکوائیں اور پنکھا جھلنے کو کہا... ان تدابیر سے لو کا اثر جاتا رہا (تذکرہ خاندان عزیزی ص ۱۹۴)

کان میں پانی

نواب مشتاق علی خان آف رامپور کی بیگم کو غسل کرنے کے بعد کان میں شدید درد ہو گیا اور درد کی وجہ سے بخار بھی لاحق ہو گیا... مختلف اطباء کو دکھلایا گیا ڈاکٹروں نے آپریشن کی رائے دی... حکیم احمد رضا نے بھی معائنہ کیا اور ڈاکٹروں کی رائے سے اختلاف کر کے گرم گرم چنے چبانے کو کہا... چنوں کے چبانے سے جبڑوں میں حرکت پیدا

ہوئی اور تمام پانی جذب ہوگیا... حکیم صاحب کا یہی خیال تھا کہ کان میں پانی چلا گیا ہے جو چنوں کے چبانے سے خشک ہوگیا (تذکرہ خاندان عزیزی ص ۱۹۴)

بخار میں بے ہوشی

حکیم حافظ عبدالولی لکھنوی (حکیم عبدالولی بن حکیم عبدالعلی لکھنوی ۱۸۷۱ء میں بمقام لکھنو پیدا ہوئے حفظ قرآن کے بعد مولوی سید محمد مقیم رائے بریلویؒ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، اعلیٰ تعلیم مولوی افہام اللہ فرنگی محلیؒ سے حاصل کی اور طب کی تعلیم اپنے والد حکیم عبدالعلیؒ اور چچا عبدالعزیزؒ سے حاصل کی...اس کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا...عام روش سے ہٹ کر حکیم صاحب نے اپنے درس میں عبارت کے بجائے مسائل طبیہ پر روشنی ڈالنے اور ان پر بحث و گفتگو کرنے کو اپنا شعار بنایا تھا...آپ کے شاگردوں میں بہت سے مشہور علماء بھی شامل تھے مثلاً امام اہلسنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ، حکیم سید عبدالحئی حسنیؒ... مولانا عنایت اللہ فرنگی محلیؒ اور حکیم عبدالحسیب دریابادیؒ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں... حکیم صاحب یونانی طب کے ساتھ آیورویدک کے اختلاط کے موافق تھے اسی سلسلہ میں حکیم اجمل خان صاحب کے ساتھ بہت تعاون کیا...آپ انتہائی خلیق ملنسار اور مہمان نواز تھے کل ۴۱ سال کی عمر پائی اور ۱۹۱۴ء میں استسقاء میں مبتلا ہوکر وفات پائی اور لکھنو میں دفن ہوئے...) (۱۸۷۱...۱۹۱۴ء) نے ایک مریض کا معائنہ کیا جسے ہر وقت بے ہوشی رہتی تھی اور ساتھ ہی بخار کمزوری بھی رہتی تھی حکیم صاحب نے تشخیص کی کہ یہ مادی بخار ہے چنانچہ انہوں نے بارد دواؤں سے علاج کیا...ایک مہینے تک ان دواؤں کے استعمال کرنے کے بعد وہ مریض تندرست ہوگیا حالاں کہ اس کے بارے میں ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ اس کے دونوں پھیپھڑے بالکل خراب ہو چکے ہیں اور یہ لاعلاج مرض ہے...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۲۱۷)

ضعف معدہ میں پھلوں کا پانی

ایک عورت کو ضعف معدہ کی شکایت تھی جس کی وجہ سے جسمانی کمزوری دن بہ دن بڑھتی جا رہی تھی...حکیم عبدالولی نے اس کا اچھی طرح معائنہ کیا اور اس کی غذا بالکل بند کروا

دی اور صرف پھلوں کا پانی پینے کیلئے کہا اور ساتھ ہی کوئی معمولی نسخہ بھی استعمال کرایا اور تین دن کے بعد سے آدھا پاؤ عرق گلاب دیتے رہے... چنانچہ مریضہ اس تدبیر سے صحت یاب ہوگئی...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۲۱۷)

منہ سے خون آنے کی شکایت

ایک عورت کو نفث الدم (خون تھوکنا) کی شکایت تھی اور کھانسی کے وقت منہ سے کافی خون آتا تھا...دوسرے اطباء نے نفث الدم کا خاص علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا...حکیم عبدالولی نے معائنہ کرنے کے بعد تشخیص کی کہ پھیپھڑوں میں بلغم جمع ہوگیا ہے جس کی وجہ سے خون کی رگوں پر دباؤ پڑتا ہے اور اسی وجہ سے یہ شکایت ہے چنانچہ انہوں نے گرم تاثیر والی ادویہ استعمال کروائیں جس سے مرض دور ہوگیا (تذکرہ خاندان عزیزی ص ۲۱۸)

موت کی عجیب طریقے سے شناخت

حکیم عبدالولی صاحب کے مطب کے سامنے سے روزانہ ایک غیر مسلم بزرگ گزرتے تھے...وہ اسی راستہ سے گومتی ندی میں اشنان کیلئے جاتے تھے اور واپسی میں حکیم صاحب کو تعظیماً سلام ضرور کرتے تھے...ایک دن وہ اپنے بھائی کے ساتھ اسی طرح سے سلام کرتے ہوئے گزرے تو حکیم صاحب انہیں دیکھ کر چونک پڑے اور ارے...... کہہ کر ایک دم خاموش ہوگئے...گھر پہنچنے کے بعد ان صاحب کا انتقال ہوگیا دو تین دن کے بعد ان صاحب کے بھائی پھر حکیم صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ جب اس دن ہم آپ کے سامنے سے گزرے تھے تو آپ چونک کیوں گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ کہنا چاہتے ہوں...اس کی کیا وجہ تھی اور میرے بھائی کا اسی وقت گھر جا کر انتقال بھی ہوگیا...حکیم صاحب نے فرمایا کہ آپ کے بھائی کے ماتھے پر چندن کا ٹیکہ (چندن کا ٹیکہ کا یہ واقعہ حکیم عبدالحمید پریشان (م ۱۹۰۵ء) سے بھی منسوب ہے...(دیکھئے تاریخ اطباء بہار ص ۴۳)
اور بعض لوگ اس کو حکیم اجمل خان سے بھی منسوب کرتے ہیں) لگا تھا وہ بالکل گیلا تھا...حالاں کہ ندی سے آنے میں اسے خشک ہوجانا چاہیے تھا...میرے دماغ میں فوراً یہ

بات آئی کہ ان صاحب کی حرارت عریزیہ بالکل فنا ہو چکی ہے اور اس کے باوجود وہ زندہ ہیں لیکن یہ بات ظاہر کرنا مناسب نہیں تھا اور حرارت عریزیہ کے اس قدر گر جانے کے بعد اس کا علاج بھی ممکن نہیں...اس لئے میں خاموش رہا (تذکرہ خاندان عزیزی ص ۲۱۸)

کھانسی سے مرض سل کا شبہ

ایک مرتبہ حکیم اجمل خاں (خاندان شریفی کے چشم و چراغ حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب بمقام شریف منزل دہلی ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے...پہلے قرآن مجید حفظ کیا پھر فارسی اور عربی کی طرف مائل ہوئے...آپ کے اساتذہ میں صدیق احمد دہلویؒ مولوی عبدالحق صاحب تفسیر حقانیؒ, مولوی عبدالرشیدؒ اور مرزا عبداللہ بیگؒ کے نام کتابوں میں ملتے ہیں... طب کی ابتدائی کتابیں اپنے والد حکیم محمود خان سے اور برادر معظم سے اونچی کتابیں پڑھیں اور دونوں ہی سے مطب سیکھا' اپنے اخلاق' جذبۂ خدمت خلق' وضعداری اور متحمل مزاجی کی وجہ سے مرجع خلائق تھے پنڈت نہرو انہیں دہلی کا بے تاج بادشاہ کہا کرتے تھے...اور لارڈ ہارڈنگ نے میگنٹ آف انڈیا کا خطاب دیا تھا انگریزوں کی طرف سے حاذق الملک اور قوم کی طرف سے مسیح الملک کے خطاب سے نوازا گیا...حکیم اجمل خان کا مطب اپنے دور کا بہت مشہور مطب تھا...سستی اور مفید دوائیں آپ کے نسخہ کا جزو ہوتی تھیں...اپنی مقبولیت کی وجہ سے حکیم صاحب کا مطب ہمیشہ مریضوں سے بھرا رہتا تھا...نبض اور قارورہ سے تمام امراض کی نہایت کامیابی سے تشخیص کرتے تھے...آپ یونانی طب کی نشأۃ ثانیہ کی تحریک کے روح رواں تھے' آپ نے طب کی فلاح وارتقاء کیلئے بے حد کوششیں کیں اور اسی مقصد سے یورپ کا سفر بھی کیا حکیم صاحب نے مدرسہ طبیہ دہلی کو جس کو ان کے بڑے بھائی نے قائم کیا تھا...مزید ترقی عطاء کی' نصاب تعلیم میں تجدید کی اور اس میں آیورویدک تعلیم بھی شروع کی' سیاسی رہنماؤں اور حکومت وقت کے تعاون سے قرولباغ دہلی میں کالج کیلئے وسیع وعریض عمارت تعمیر کی...حکیم صاحب ویدوں اور حکیموں کے اتحاد کیلئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم قائم کرنا چاہتے تھے یونانی ادویہ کی تیاری کیلئے آپ نے ایک یونانی دواخانہ بھی قائم کیا

تھا، حکیم صاحب نے ہندوستان کی جنگ آزادی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا... اسی سلسلہ میں گاندھی جی، راج گوپال آچاریہ، بی آر... آنند، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور دوسری اہم شخصیتوں سے بھی تعلقات تھے... حکیم صاحب کو شعر و شاعری سے بھی کافی دلچسپی تھی اور شیدؔ تخلص تھا... آپ کا کلام بڑا جاندار اور ادبی معیار سے بہت بلند ہوتا تھا آپ کی تصانیف اردو، عربی اور فارسی میں متعدد تھیں اور ملک کے معیاری رسائل میں آپ کے مضامین شائع ہوتے تھے، دکن ریویو میں بو علی سینا پر آپ کے مقالات شائع ہو چکے ہیں، آپ کے معالجانہ نسخوں پر مشتمل کئی مجموعہ شائع ہو چکے ہیں جن میں افادات مسیح الملک اور حاذق کے نام سے کتاب کافی مقبول ہو چکی ہے ۶۴ سال کی عمر میں دسمبر ۱۹۲۷ء میں آپ کی وفات ہوئی اور درگاہ حضرت رسول نماؒ دہلی میں دفن ہوئے) کے مطب میں ڈولی پر ایک مریضہ آئی... اس کے علاوہ اور بھی ڈولیاں مریضوں کی تھیں... حکیم صاحب مریضوں کی نبض نمبروار دیکھ رہے تھے... ایک مریضہ، جس کی ڈولی ذرا فاصلہ پر تھی اور ابھی اس کا نمبر نہیں آیا تھا، اچانک اس کو کھانسی اٹھی... حکیم صاحب نے اس کی کھانسی کی آواز سن کر فرمایا کہ یہ مریضہ سل میں مبتلا ہے... چنانچہ جب اس مریضہ کا نمبر آیا اور اس نے حالات بیان کیا تو واقعی سل کا مرض ثابت ہوا... (طبی ڈائجسٹ حیدر آباد سنہ ندارد)

پھیپھڑے پر داد

مرض سل ہی کی تشخیص کے سلسلہ میں ایک واقعہ یوں پیش آیا کہ کوہ منصوری پر نواب صاحب لوہارو کی بیگم بیمار ہو گئیں... پہلے وہاں کے سول سرجن کا علاج ہوا پھر وہ حکیم اجمل خاں کی طرف رجوع ہوئیں، تھوڑے ہی عرصہ میں بہت فائدہ ہوا تو نواب صاحب نے سول سرجن کو گذشتہ اور موجودہ حالات کا امتحان کرنے کیلئے بلایا... سول سرجن نے ملاحظہ کرنے پر حیرت اور تعجب کا اظہار کیا کہ تھوڑے دنوں میں اتنا فائدہ کیسے ہوا... پوچھا کہ کیا علاج کیا تھا... حکیم اجمل خاں وہیں تشریف فرما تھے... تعارف کرایا گیا تعجب ہوا کہ معمولی نباتاتی اور معدنی ادویہ سے اس قدر فائدہ کیونکر حاصل ہوا، سول سرجن نے حکیم صاحب کو پارٹی دی... وہاں بنگلہ پر کچھ اور مریضوں کے ایکسرے رکھے ہوئے تھے... حکیم صاحب نے ایک ایکسرے کے فوٹو کو دیکھ کر

فرمایا کہ یہ مریض سِل میں مبتلا تھا...سول سرجن کو حکیم صاحب کی اس ایکسرے ریڈنگ پر نہایت حیرت ہوئی...حکیم صاحب نے بتلایا کہ اس فوٹو میں پھیپھڑے کے اوپر بعض نشانات ابھرے ہوئے اور موٹے کنارے دار نظر آتے ہیں جیسے کہ داد کی صورت ہوتی ہے اس وجہ سے میں نے سِل کا مرض بتایا ہے...(طبی ڈائجسٹ (اجمل نمبر) حیدر آباد سنہ ندارد)...

بلغم میں سِل کے جراثیم

۱۹۱۶ء میں بغرض علاج نواب میر داد خاں رئیس ریاست خیر پور نے حکیم اجمل خاں صاحب کو مدعو کیا...نواب صاحب عرصہ سے بخار اور کھانسی کی شکایت میں مبتلا تھے اور اس سے پہلے کاربنکل (کاربنکل جلد اور اس کے نیچے کی ساخت میں پھیلنے والی ایک سوزش ہے...یہ عموماً گردن پشت یا سرین پر دبل کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے جو نہایت سرخ، دردناک اور متورم ہو جاتی ہے اور پھر سیاہی مائل ہو جاتی ہے اور پھر اس پر ایک آبلہ پڑ جاتا ہے جب وہ پھٹتا ہے تو اس میں کئی سوراخ ہو جاتے ہیں آخر کار وہاں کی جلد چھلنی کی طرح سوراخ دار ہو جاتی ہے اسی لئے اس کو فارسی میں ہزار چشمہ بھی کہتے ہیں...اس کا علاج مشکل ہوتا ہے اور دیر میں صحت ہوتی ہے اور کبھی کبھی مہلک بھی ہو جاتا ہے انگریزی میں اس کو (Carbuncle) کہتے ہیں) بوجہ ذیابیطس نکل چکا تھا متعدد اطباء اور ریاست کے ڈاکٹر صاحب علاج کر چکے تھے لکھنو کے ایک طبیب اعظم بھی تشریف لائے تھے ان کا اتفاق حمی لثقہ (حمیٰ لثقہ وہ بخار ہے جس میں مادہ بلغمی کا تعض عروق میں داخل ہو جاتا ہے جس سے ہر وقت حلقہ بخار چڑھا رہتا ہے) پر تھا...مسیح الملک مرحوم کے ملاحظہ کے بعد نبض کی صلابت کے پیش نظر فرمایا کہ تشخیص غلط کی گئی ہے...نواب صاحب سل رسوئی (سل رسوئی پھیپھڑے کی سل کو کہتے ہیں سِل کی دیگر اقسام کے مقابلہ میں یہ زیادہ واقع ہوتی ہے اس لئے اس کو قرحۂ ریہ کے ساتھ مخصوص کر دیا جاتا ہے انگریزی میں اس کو Pulmonary Pthisis کہتے ہیں...) میں مبتلا ہیں اور دوسرا درجہ بھی مکمل ہو چکا ہے...بعض حضرات کو جو دیسی طب کو دقیانوسی خیال کرتے تھے یقین نہیں آیا...جب امتحان کیلئے بلغم سول سرجن کو بھیجا گیا تو اس نے لکھا کہ اس میں مرض سل کے جراثیم کافی تعداد میں موجود ہیں (طبی ڈائجسٹ (اجمل نمبر) حیدر آباد سنہ ندارد...)

خرابی معدہ سے سِل کا شبہ

ایک ۷...۸ سال کے بچے کو کافی دنوں سے ہلکی حرارت رہی تھی... بھوک ختم ہوگئی اور کمزوری بہت زیادہ تھی آنکھوں کی پلکیں گر گئی تھیں اوران میں درد رہتا تھا... مقامی ڈاکٹروں نے آنکھوں کی سِل تشخیص کی اور کہا کہ اس سے بینائی ختم ہوسکتی ہے... تمام اعزہ بے حد رنجیدہ تھے... حکیم اجمل خان نے اس بچہ کی نبض دیکھی اور ڈاکٹروں کی رائے معلوم کی اور پھر کہا کہ بچہ کا معدہ خراب ہے اوراسی کی وجہ سے ہی یہ تمام شکایات ہیں... چنانچہ انہوں نے سرمہ کحل الجواہر اور اطریفل زمانی جیسی عام دواؤں سے اس بچہ کا علاج کیا اور مہینے ڈیڑھ مہینے کے بعد وہ بچہ بالکل ٹھیک ہوگیا اس کی آنکھوں پر نئی پلکیں نکل آئیں اور دیگر شکایات بھی رفع ہوگئیں (ہمدرد طبی کالج میگزین ۸۳...۱۹۸۴ء)

رسولی سے حمل کا شبہ

دہلی کے قریب ایک رئیس کی بیوی نے حکیم اجمل خاں مرحوم کو اپنی نبض دکھائی اور اپنی کیفیت بیان کی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ مریضہ حاملہ ہے لیکن حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہ حمل نہیں ہے بلکہ رحم میں رسولی پیدا ہوگئی ہے لیڈی ڈاکٹروں کو دکھلایا گیا سب نے حمل قرار دیا... بالآخر گیارہ ماہ تک مدت گزرنے پر آپریشن کرایا گیا تو رسولی برآمد ہوئی ...(طبی ڈائجسٹ (اجمل نمبر) حیدرآباد سنہ ندارد)

مایوس مریضہ کی حیرت انگیز تندرستی

ایک مریضہ نواح بلگرام سے دہلی آئیں ان کے پتہ میں پتھری ہوگئی تھی... حالت یہ تھی کہ تمام بدن پر پھوڑے نکل آئے تھے بدن کا رنگ سیاہی مائل ہوگیا تھا آنکھوں میں تیرگی تھی اور پیشاب بھی سیاہ ہوتا تھا... لکھنو میڈیکل کالج میں اور دوسرے ڈاکٹروں اور طبیبوں کا مدت تک علاج کرایا گیا لیکن ذرا بھی فائدہ نہیں ہوا... ڈاکٹروں نے بالاتفاق آپریشن کی رائے دی اور کہا کہ اس کے علاوہ علاج کی اور کوئی صورت نہیں ہے لیکن مریضہ کمزور ہے اس لئے آپریشن خطرناک ہوگا... کوئی ذمہ داری نہیں لی جاسکتی... مریضہ سب طرف سے مایوس ہوکر دہلی چلی

گئیں اور ۲ ماہ تک مسیح الملک حکیم اجمل خاں مرحوم کے زیر علاج رہیں اور بالکل تندرست ہو کر واپس گئیں... واپسی پر لکھنؤ میں سول سرجن کو دکھایا گیا تو ان کو کسی طرح یقین نہیں آتا تھا کہ ایسا مرض بغیر آپریشن کے کیسے دور ہو گیا... (طبی ڈائجسٹ (اجمل نمبر) حیدرآباد سنہ ندارد)

سول سرجن کو نبض کا درس

۱۹۲۴ء میں ایبٹ آباد کے قیام کے دوران وہاں کے فوجی ہسپتال کے سرجن نے حکیم اجمل خاں سے ملنے کی خواہش ظاہر کی... حکیم صاحب نے خندہ پیشانی سے قبول فرمایا اور جب وہ تشریف لائے تو دو گھنٹے تک مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی... رخصت کے وقت سرجن صاحب نے حکیم صاحب سے اپنے ہسپتال کے معائنہ کی درخواست کی' چنانچہ ایک تاریخ مقرر کی گئی... مقررہ تاریخ پر حکیم صاحب ہسپتال دیکھنے تشریف لے گئے... سرجن صاحب نے ہسپتال کے اندر میں حکیم صاحب کے اعزاز میں بڑی آرائش و زیبائش سے کام لیا تھا اور موٹر تک اپنے اسٹاف کے ساتھ حکیم صاحب کے استقبال کے واسطے تشریف لائے... ہسپتال میں حکیم صاحب نے تمام شعبوں کا معائنہ کیا سرجن صاحب نے تین مریضوں کو حکیم صاحب کے سامنے بغرض تشخیص پیش کیا... حکیم صاحب نے نبض دیکھی اور بغیر حال سنے یکے بعد دیگرے ہر مریض کے متعلق اپنی رائے ظاہر کر دی... ان میں ایک سل کا مریض تھا دوسرا کینسر کا تھا اور تیسرا ٹائیفائیڈ کا... پہلے دو مریضوں کے سلسلے میں کہا کہ یہ لاعلاج ہیں اور تیسرے کی بابت صحت یابی کی امید ظاہر کی... سرجن صاحب نے حیرت و استعجاب سے حکیم صاحب کی آراء کو سنا اور معلوم کیا کہ آپ نے کس طرح یہ حالات دریافت فرمائے... حکیم صاحب نے مختصر طور پر دلائل بیان کیے... سول سرجن نے کہا کہ کل کی نبض کی بحث کو میں تفصیل کے ساتھ معلوم کرنا چاہتا ہوں چنانچہ حکیم صاحب نے دو گھنٹے تک نبض کے تمام اصول اور اپنے تجربات بیان فرمائے... جس پر سرجن صاحب نے مسرت اور تعجب کے ملے جلے جذبات کے ساتھ فرمانے لگے کہ طب یونانی کا یہ حصہ واقعی نہایت دلچسپ اور مفید ہے... ہم ڈاکٹروں کو بھی چاہیے کہ اس فن میں دسترس حاصل کریں (طبی ڈائجسٹ (اجمل نمبر) حیدرآباد سنہ ندارد)

پچھنوں سے خون کا اخراج

حکیم سید مصطفیٰ احسن (یہ حکیم عبدالمجید خاں مرحوم کے شاگرد تھے اور پشاور کے تجربہ کار اطباء میں سے تھے) ایک مرتبہ شدید دردِ سر میں مبتلا ہوئے...اس کے علاج کیلئے انہوں نے بہت سی دوائیں استعمال کیں مگر سب بے سود رہیں... مخدرات کا استعمال بھی بیکار رہا... حکیم اجمل خاں مرحوم جب بغرض سیاحت پشاور تشریف لے گئے تو آپ نے بھی ان کا معائنہ کیا اور کافی دیر تک مرض کے بارے میں غور کرتے رہے... آخر میں یہ رائے قائم کی کہ سر کی رگوں میں خون جمع ہو گیا ہے جس سے دردسر کی شکایت ہے... لہٰذا انہوں نے کانوں کے پیچھے پچھنے لگوا کر خون نکلوایا... درد فوراً غائب ہو گیا اس کے بعد اطریفل اسطوخودوس اور کشتہ مرجان عرصہ تک استعمال کروایا جس سے سر درد کی شکایت ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی (تشخیص وتجویز مسیح الملک ص ۱۵)

حسن تدبیر سے شفایابی

مشہور مجاہد آزادی لالہ جپت رائے (لالہ جی جنگ آزادی کے مشہور قائد تھے تحریر دونوں میں خاص ملکہ حاصل تھا کانگریس کے رہنماؤں میں بھی آپ کی ایک خاص حیثیت تھی شیر پنجاب کے لقب سے بھی جانے جاتے تھے ۱۹۲۸ء میں سائمن کمیشن کی مخالفت کرتے ہوئے پولیس کی لاٹھیوں سے شدید زخمی ہوئے اور اسکے بعد جاں بحق ہو گئے) (۱۸۶۵...۱۹۲۸ء) کو ایک مرتبہ نیند نہ آنے کی شکایت ہوئی گھنٹوں لیٹے رہتے مگر کسی طرح بھی نیند نہیں آتی تھی ملکی وغیر ملکی ڈاکٹروں سے بہت علاج کرایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا لالہ جی نے حکیم اجمل خاں سے بھی اپنی پریشانی کا ذکر کیا حکیم صاحب نے نبض دیکھی اور مرض کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ لالہ جی کو تبخیر معدہ کی وجہ سے نیند نہ آنے کا یہ مرض ہو گیا ہے حکیم صاحب نے علاج کے طور پر کھانے پینے کے اوقات میں معمولی تبدیلی کروائی صبح کا ناشتہ بند کروایا اور اس کی جگہ صبح ۹ ربجے اور رات میں اٹھ بجے اور زود ہضم غذا تجویز فرمائی نیز صبح وشام پابندی سے چہل قدمی کی تاکید فرمائی صرف ان معمولی تدابیر سے ہی لالہ جی کی یہ تکلیف دور ہو گئی اور معمول کے مطابق سونے لگے...(اطباء اوران کی مسیحائی ۱۰۳...۱۰۴ص)

جوہر منقی کا امراض معدہ میں استعمال

حکیم اجمل خاں کا بیان ہے کہ مطب میں ایک مریض آیا جسکو ہچکی، ڈکار اور بدہضمی وغیرہ کی شکایات تھیں تشخیص یہ کی گئی کہ معدہ میں غلیظ ریاح کی موجودگی کی وجہ سے یہ سب تکالیف ہیں اس مریض کو تمام طرح کی دوائیں دی گئیں مگر کسی دوا سے بھی فائدہ نہیں ہوا بڑے بھائی حکیم واصل خان (حکیم واصل خان ۱۸۶۲ء میں دہلی میں پیدا ہوئے فن طب کی تعلیم والد بزرگوار حکیم محمود خاں سے حاصل کی والد صاحب کے انتقال کے بعد ان کے مطب کو جاری رکھا مدرسہ طبیہ میں درس بھی دیتے تھے برادر خورد حکیم اجمل خاں کے مشورہ سے انڈین میڈیسن کمپنی قائم کی جو ہندوستان دواخانہ دہلی کے نام سے مشہور ہے آپ علوم دینیہ پر بھی کافی عبور رکھتے تھے مشہور عالم دین علامہ انور شاہ کشمیری نے آپ سے طبی تعلیم حاصل کی تھی) (م ۱۹۰۴ء) نے اس مریض کو جوہر منقیٰ استعمال کروایا حالانکہ جوہر منقیٰ کو مرض آتشک د syphilis میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن مریض کو اس سے فائدہ ہو گیا جب اصول علاج پر غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسکو ہر اس مرض میں دیا جا سکتا ہے جس میں خون کی غلظت اور سوداویت کے غلبہ کی حالت میں خون میں لطافت پیدا کرنا مقصود ہو... (اخبار الطب کراچی اپریل ۱۹۸۵ء)

گنے سے شفایابی

دہلی کے قریبی گاؤں سے ایک مریض کو حکیم اجمل خاں کے مطب میں لایا گیا حکیم صاحب نے معائنہ کیا اور فرمایا کہ اب بہت دیر ہو چکی ہے اس لئے اسکا کوئی علاج نہیں ہے اور یہ چند گھنٹوں کا مہمان ہے لہٰذا جو چیز بھی کھانے کیلئے مانگے اسے کھلائیں لیکن اگر گنا کھائے تو اس کی اطلاع مجھے ضرور دیں یہ کہہ کر حکیم صاحب نے ایک پرچے میں کچھ لکھ کر اپنی صندوقچی میں ڈال دیا تمام اعزہ حکیم صاحب کی اس بات پر بہت مایوس ہوئے اور مریض کو وہاں سے لے کر چل دئے راستے میں گنے کے کھیت آئے مریض نے گنا کھانے کی خواہش ظاہر کی اسکے ماں باپ نے مریض کا آخری وقت سمجھ کر اس کی خواہش پوری کر دی گنے کھا کر مریض جب گھر آیا تو اسے بہت بھوک لگی اور وہ کھیل کود میں لگ گیا پھر اس نے

پیٹ بھر کر کھانا کھایا اس واقعہ کے تقریباً ایک ہفتہ کے بعد وہ لڑکا تندرست ہو گیا مریض کے والد کو حکیم صاحب کی بات یاد آئی وہ حکیم صاحب کے پاس گئے اور ان کو سارا واقعہ سنایا حکیم صاحب فوراً چونکے اور اس گنے کے کھیت میں گئے مالک سے کھیت کا سودا کیا اور اس کو کھدوایا کافی دیر تک تلاش کرنے کے بعد ان کو ایک جگہ ناگ کا جوڑا نظر آیا یہ دیکھ کر وہاں سے حکیم صاحب واپس آ گئے انہوں نے جو پرچہ لکھ کر صندوقچے میں ڈالا تھا اس پر لکھا تھا کہ اس مریض کا علاج وہ گنا ہے جس کے کھیت میں سانپ رہتا ہو...(ضمیمہ قومی آواز مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۹۰ء)

مسیحا کی مسیحائی

علامہ اقبال نے ایک مرتبہ حکیم اجمل خاں کے پاس بطور مہمان قیام فرمایا آدھی رات گزرنے کے بعد اچانک علامہ مرحوم کی داڑھ میں شدید درد ہوا انہوں نے ملازم کو جگایا اور حکیم صاحب کے پاس بھیجا حکیم صاحب مکان کے اندر اپنے کمرے میں آرام فرما رہے تھے انہوں نے ملازم کے ہاتھ ایک دوا بھیجی اور فرمایا کہ جس داڑھ میں درد ہو یہ دوا اس پر رکھ کر اوپر والی داڑھ سے اس کو دبالیں چنانچہ علامہ نے ایسا ہی کیا جس سے ان کا درد ایک دم ختم ہو گیا علامہ مرحوم نے حکیم صاحب سے اس دوا کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون سی دوا ہے تو حکیم صاحب نے مذاقاً اس سے فرمایا کہ اس راز کو میں اتنی آسانی سے کیسے ظاہر کر سکتا ہوں پھر مسکراتے ہوئے فرمایا یہ ادرک تھی اور اس پر پسا ہوا نمک لگا تھا...(اطباء اور ان کی مسیحائی ۱۰۲ص)

قئے سے دمہ کا ازالہ

حکیم اجمل خاں کے مطب میں ایک مریض آیا اس کو بہت سخت دمہ کی شکایت تھی اس نے سنکھیا کی پڑیا حکیم صاحب کے سامنے کھول کر دکھائی اور کہا کہ اگر آج میرا علاج نہیں ہو پاتا ہے تو میں آپ کے سامنے ہی یہ زہر کھا کر اپنی جان دے دوں گا کیوں کہ میں اپنے مرض سے بہت عاجز آ چکا ہوں یہ تکلیف اب مزید مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی حکیم صاحب نے پہلے تو مریض کو اُس کی اِس بزدلی پر ڈانٹا پھر نہایت سنجیدگی سے علاج کے بارے میں غور کرنے لگے آپ نے اپنے ایک شاگرد کو دواء مقئی (قئے آور دواء) کی تین خوراکیں دیں اور کہا کہ مریض کو

دن میں تین بار کھلاؤ اوراس کے ٹھہرنے کا انتظام بھی اپنے پاس کردو تا کہ اس پر نظر رکھی جا سکے چنانچہ ہدایت کے مطابق دوا کی پہلی خوراک دی گئی جس سے مریض کو قئے آنی شروع ہوگئی اور مسلسل کئی گھنٹوں تک آتی رہی تین گھنٹے بعد اسکو دوسری خوراک دی اس کے کھاتے ہی قئے میں مزید شدت آ گئی قئے کے ساتھ دماغ اور سینہ سے بہت بلغم بھی خارج ہوا کرب و بے چینی کی وجہ سے مریض بے ہوش ہوگیا ہوش میں لانے کیلئے اس کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر پیاز سنگھائی گئی اور پانی کے چھینٹے دیئے گئے جس سے ہوش آ گیا اسکے بعد مریض کو تیسری پڑیا بھی دے دی گئی اسکے کھاتے ہی پہلے سے بھی زیادہ قئے آئی اور ہر قئے کے ساتھ وہ بے ہوش ہو جاتا تھا اور اسے پھر ہوش میں لایا جاتا تھا اس مرتبہ کمزوری کے باعث اس کی نبض ڈوبنے لگی ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے اور بے چینی میں بہت اضافہ ہوگیا رات کے وقت اسے ایک مرتبہ بہت زوردار قئے ہوئی جس میں بلغم کا ایک سخت، موٹا اور لمبا ٹکڑا خون کے ساتھ ملا ہوا خارج ہوا اس پر پھر سے بے ہوشی طاری ہوگئی لیکن اس کے بعد اسے پھر قئے نہیں ہوئی پھر اسے مقوی غذائیں استعمال کرائی گئیں جس سے اس کے اندر طاقت آ گئی اس کے بعد سے اسے دمہ کا دورہ کافی عرصہ نہیں پڑا... (تشخیص و تجویز مسیح الملک ۲۸...۳۰ص)

ترکِ معمول دردسر

ایک انگریز افسر کو دردِسر کی شکایت تھی اور اس سے وہ کافی پریشان تھا پہلے تو اس نے اِدھر اُدھر کا علاج کیا مگر آخر میں حکیم اجمل خاں کے پاس آیا حکیم صاحب نے تشخیص کیلئے اس سے مختلف سوالات کئے اور فرمایا کہ چونکہ یہ افسر اپنے ملک میں گھوڑوں کے کام سے متعلق تھا لہذا معمول کی اس تبدیلی سے اسکو یہ شکایت ہے چنانچہ انہوں نے چند روز اسے گھوڑوں کے پاس سلوایا جس سے اسکا مرض ختم ہوگیا... (ضمیمہ قومی آواز مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۹۰ء)

خرگوش کے گوشت سے زندگی

ایک عورت کے بچے پیدائش کے بعد نمونیا میں مبتلا ہو کر فوت ہو جاتے تھے اور اس طرح اسکے سات بچے مر چکے تھے وہ اپنے شوہر کے ساتھ حکیم اجمل خاں کے مطب میں آئی

حکیم صاحب نے حالات سننے کے بعد انکو ہدایت کی کہ دوران حمل ہفتے میں ایک مرتبہ خرگوش کا گوشت کھایا کریں اور بچہ کی پیدائش کے بعد بھی اس عمل کو جاری رکھیں اور ہفتے میں ایک دو مرتبہ خرگوش کے خون کو ماں کے دودھ میں حل کر کے بچہ کو پلانے کا بھی حکم دیا ان تدابیر کے بعد جو بچہ پیدا ہوا وہ صحت مند رہا اور پھر کبھی بھی اس کو یہ مرض نہیں ہوا...(بچوں کا علاج ۱۴۱ اص)

نبض سے بال کی کھال

حکیم اجمل خاں لکھتے ہیں: ''ایک قسم کی نبض کے بارے میں ہمارے خاندان میں متواتر تجربات ہو چکے ہیں وہ یہ کہ اگر کسی شخص کی نبض، سریع، ضعیف، ممتلی و مشرف (مشرف کے معنی بلند یا اونچے کے ہیں یعنی ایسی نبض جس کے اجزا بلندی میں معتدل سے زیادہ بلند محسوس ہوں) ہو تو اس سے فوراً آپ یہ دریافت کریں کہ کیا تمہارا مادہ منویہ رقیق ہے؟ اگر وہ اس بات کا اقرار کرے تو فوراً ضعف قوت عاقدہ کا خیال ذہن نشیں کر لینا چاہئے اور دوبارہ اس سے دریافت کرنا چاہئے کہ کیا تمہارے ہاں اولاد ہوتی ہے اگر اولاد ہونے کا اقرار کرے تو فوراً لڑکے یا لڑکی کے بارے میں دریافت کرنا چاہئے لڑکے ہونے سے وہ انکار کرے گا اور اگر اقرار بھی کرے تو اس کی موت کی خبر دے گا لڑکی کی حیات کے بارے میں ضرور وہ اقرار کرے گا برادرِ بزرگوار حکیم عبدالمجید خاں صاحب (م ۱۹۰۱ء) بانی مدرسہ طبیہ دہلی جب کبھی اس قسم کی نبض دیکھا کرتے تو فوراً مریض سے اولاد کی بابت پوچھتے اگر وہ اولاد کے بارے میں اقرار کرتا تو وہ لڑکی کیلئے فرماتے تھے کہ تمہارے یہاں لڑکیاں ہوتی ہیں وہ اس بات کا اقرار کرتا اور لڑکے کی ولادت کی بابت منکر ہوتا اور اگر مقر بھی ہوتا تو اس کی موت کی خبر دیتا تھا اس لئے اس نبض کو تمام نبضوں سے زیادہ اہمیت ہے اور اس کی شناخت طبیب کی خداقت پر دلالت کرتی ہے''...(حکیم اجمل خاں ص ۲۷)

کھانسی میں سنترے کا استعمال

حکیم اجمل خاں ایسے مریضوں کو جن کو خشک کھانسی ہو پیاس شدید ہو اخراج بلغم میں دشواری ہو رہی ہو اور چہرہ پر زردی ہو تو انکو سنترہ استعمال کراتے تھے جس سے بہت جلد

فائدہ ہو جاتا تھا ایسی شکایات میں انکا کہنا تھا کہ گنے کی گنڈیریاں بھی مفید ہیں جن کو رات بھر پانی میں بھگو کر رکھا گیا ہو... (اخبار الطب کراچی اپریل ۱۹۸۵ء)

دوا کے صحیح اوزان سے فائدہ

حکیم اجمل خاں کے پرائیویٹ سکریٹری مولانا ابرار حسین فاروقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حکیم صاحب نے اپنے ایک مریض دوست کو دیکھنے گئے جو خود بھی حکیم تھے حکیم صاحب نے اچھی طرح معائنہ کر کے نسخہ لکھا نسخہ دیکھکر مریض دوست نے کہا کہ میں یہ دوائیں استعمال کر چکا ہوں اور ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوا حکیم صاحب یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ اجمل خاں کی تجویز کردہ دوائیں ہیں ضرور فائدہ کریں گی دوائیں صحیح اوزان سے ہی فائدہ کرتی ہیں اور میں نے اس نسخہ میں دواؤں کے صحیح وزن لکھ دئے ہیں چنانچہ جب وہ دوائیں استعمال کی گئیں تو ان سے فائدہ ہو گیا... (حکیم اجمل خاں ۲۷ص)

طب یونانی کا امتحان

یہ واقعہ اس وقت کا جب حکیم اجمل خاں بغرض سیاحت لندن تشریف لے گئے تھے حکیم صاحب وہاں کے چیرنگ کراس اسپتال بھی گئے جہاں ڈاکٹر مختار احمد انصاری (ڈاکٹر انصاری مرحوم کا اصل وطن یوسف پور ضلع غازی پور تھا ابتدائی تعلیم بنارس میں ختم کرنے کے بعد ۱۹۰۰ء میں نظام کالج حیدرآباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اسکے بعد آپ انگلستان تشریف لے گئے اور وہاں ایڈنبرا کالج میں داخل ہو کر طب جدید میں امتیاز حاصل کیا زندگی کے آخری دس سال جامعہ ملیہ دہلی کی سرپرستی میں گذارے اور ہندوستان کی آزادی کے سلسلہ میں حکیم اجمل خاں کے دوش بدوش بڑی سرگرمی سے حصہ لیا ۹ اور ۱۰ مئی ۱۹۳۶ء کی درمیانی شب کو ریاست رامپور سے دہلی واپس آتے ہوئے سینہ میں درد اٹھا اور دفعۃً حرکت قلب بند ہو گئی جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے قبرستان مین تدفین عمل میں آئی شیخ الہند مولانا محمود حسن (م ۱۹۲۰ء) کے آپ قریبی ساتھیوں میں سے تھے) (۱۸۸۰...۱۹۳۶ء) مشہور سرجن ڈاکٹر اسٹینلے بائیڈ کے یہاں ہاؤس سرجن تھے حکیم صاحب نے کلینکل سرجری کی کلاس میں بھی شرکت کی دوران لکچر

ڈاکٹر بائیڈ نے حکیم صاحب کو ایک مریض دکھایا اور کہا کہ اس کے مرض کے بارے میں آپ اپنی رائے ظاہر فرمائیں حکیم صاحب نے مریض کا اچھی طرح معائنہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ مریض کی آنت کے ابتدائی حصہ میں پرانا زخم ہے جس کی وجہ سے یرقان، بخار اور درد وغیرہ کی شکایات ہیں لیکن ڈاکٹر بائیڈ کی تشخیص تھی کہ مریض کے پتہ میں ورم ہے ڈاکٹر بائیڈ نے دوسرے دن آپریشن تھیٹر میں حکیم صاحب کو بلوایا اور کہا کہ آج طب یونانی اور جدید طب کا امتحان ہے دیکھیں کس کی بات صحیح نکلتی ہے ڈاکٹر انصاری مرحوم کا کہنا ہے کہ مجھے اس بات سے کافی پریشانی تھی کہ کہیں ہماری طب کی شکست نہ ہو جائے لیکن جب مریض کا شکم چاک کیا گیا تو واقعی اس کی آنت میں زخم ملا اور پتہ کی تھیلی میں ورم کا نام ونشان بھی نہیں ڈاکٹر بائیڈ نے بہت خوشی سے اپنی شکست قبول کر لی اور حکیم صاحب کے اعزاز میں ایک شاندار ڈنر کا اہتمام کیا اس طرح طب جدید کا مقابلہ میں طب یونانی کو فتح حاصل ہوئی... (حیات اجمل ص ۸۹...۱۰۰)

لندن کے ہی سفر میں حکیم صاحب نے شہنشاہ جارج پنجم کی نبض دیکھی تھی جو کچھ دنوں سے بیمار تھے حکیم صاحب نے نبض دیکھ کر مرض بتا دیا شاہی ڈاکٹر نے کہا کہ آپ نے مرض صحیح تشخیص کیا ہے وہ حیران تھا کہ نبض پر ہاتھ رکھنے سے مرض کیسے معلوم ہو گیا... (میرے زمانے کے دلی ۱۵۹ص)

بھتیجے کی چچا پر سبقت

حکیم اجمل خاں مرحوم نے اپنے چچا کی فرمائش پر ایک رئیس کا علاج کیا چچا کی تشخیص تھی کہ مریض کو نمونیا ہو گیا ہے اور وہ علاج بھی اسی کے مطابق کر رہے تھے لیکن مرض بجائے کم ہونے کے بڑھتا جا رہا تھا حکیم اجمل خاں نے جب تشخیص کی تو کہا کہ گرم چیزوں کے استعمال سے سینہ میں زخم ہو گئے ہیں اور ان میں جلن و تکلیف ہو رہی ہے چنانچہ حکیم صاحب نے اسکے گرم کپڑے اتروائے اور کمرہ کی کھڑکیاں وغیرہ کھلوا دیں پہلے تو چچا کو اپنے بھتیجے کے اس علاج پر حیرت ہوئی لیکن وہ خاموش رہے پھر حکیم صاحب نے تبرید کا نسخہ استعمال کرایا دھیرے دھیرے اس مریض کو فائدہ ہونا شروع ہو گیا اور ایک ہفتہ کے اندر وہ بالکل صحت یاب ہو گیا... (ضمیمہ قومی آواز مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۹۰ء)

دستوں کی مخصوص نبض

ایک مریض کو چھ سات مہینوں سے دستوں کی شکایت تھی حکیم اجمل خاں نے اسکی نبض دیکھی جو کہ صلب (سخت) اور بطی (سست تھی اور چھونے سے خشن (کھردری) معلوم ہورہی تھی ایسی نبض حکیم صاحب نے پہلی مرتبہ دیکھی تھی اور آج تک کسی کتاب میں بھی اس نبض کے متعلق نہیں پڑھا تھا اتفاق سے چار پانچ روز کے بعد ایک اور مریض آیا اور اس کی نبض بھی مذکورہ مریض کی نبض جیسی تھی پندرہ روز بعد اتفاق سے ایک اور مریض آیا جسکی نبض بھی مذکورہ نبضوں جیسی تھی حکیم صاحب نے نبض دیکھتے ہی ان مریضوں سے کہہ دیا کہ تمہیں دست آرہے ہیں سب مریضوں سے اس بات کی تصدیق کی... (افادات مسیح الملک ص ۳۳۹)

چھینکیں اور نیند کی کشمکش

ایک صاحب کو کثرت سے چھینکیں آنے کا مرض لاحق تھا دن میں اتنی چھینکیں آتی تھیں کہ اسکی وجہ سے سخت کمزوری کا غلبہ ہوگیا تھا جس روز چھینک نہیں آتی تھی اس رات میں نیند اچاٹ ہوجاتی اور ساری رات کروٹیں لیتے ہوئے گزرتی جس ڈاکٹر کو بھی دکھایا ہر ایک نے معائنہ کی اچھی خاصی فیس لے لی ایک نرسنگ ہوم میں داخل رہ کر ناک کی غشاء مخاطی کو بجلی سے دغوایا اس سے اتنا تو فائدہ ہوا کہ چھینکیں بند ہوگئیں مگر بے خوابی کی شکایت ہوگئی بے خوابی کے معالج خصوصی سے اٹلی میں جاکر ملے اس نے بھی نرسنگ ہوم میں داخل کر کے کافی رقم لے لی جس سے نیند آنے لگی پھر چھینکیں شروع ہوگئیں...

مریض کے گھر والے اور وہ صاحب خود عجیب کشمکش میں تھے کہ چھینکوں کا علاج کیا جاتا ہے تو نیند غائب ہوجاتی ہے نیند آتی تو چھینکیں شروع ہوجاتیں ان کے والد مولانا عبدالقادر قصوری نے حکیم اجمل خاں سے مشورہ لیا حکیم صاحب نے صاحبزادے کا اچھی طرح معائنہ کیا اور کہا کہ ان کو تبخیر معدہ کی شکایت ہے اور اسی وجہ سے جب ابخرات ناک کی جھلیوں کی طرف رخ کرتے ہیں تو چھینکیں شروع ہوجاتی ہیں اور اگر دماغ کی طرف جاتے ہیں تو نیند غائب ہوجاتی ہے حکیم صاحب نے پھر مندرجہ ذیل نسخہ لکھا...

جوارش، جالینوس ۶ ماشہ صبح کے وقت، اطریفل کشنیزی ایک تولہ شام کو ۵ بجے بادیان، کشنیز خشک، دانہ الائچی خورد، مصری ہم وزن کے ساتھ سفوف بنا کر تین ماشہ روزانہ کھانے کے بعد لیں مرغن غذاؤں سے پرہیز کریں اور غذائیں ہلکی لیں مریض کو اتنی معمولی اور سستی دوائیں دیکھ کر تعجب ہوا اور کہا کہ شاید حکیم صاحب نے مجھے توجہ سے نہیں دیکھا ہے کسی اور معالج سے مشورہ کرلیں تو بہتر ہے لیکن انکے والد صاحب نے صاحبزادہ کو سمجھایا اور وہی دوائیں استعمال کرنے کو کہا خدا کی قدرت سے ایک ہفتہ تک وہی دوا استعمال کرنے سے انکی شکایت دور ہوگئی اور جس مریض کے علاج میں انہوں نے سینکڑوں روپے خرچ کر دیے تھے چند پیسوں اور معمولی دواؤں سے صحتیاب ہوگئے...(اطبا اور ان کی مسیحائی ص ۱۰۷...۱۰۹)

نبض سے رسولی کی تشخیص

مولانا ابرار حسین فاروقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنی بہت ضعیف مریضہ کو ڈولی پر حکیم اجمل خاں کی خدمت میں لے گیا حکیم صاحب نے نبض دیکھتے ہی فرمایا کہ انکو وکٹوریہ زنانہ اسپتال لے جایئے اور وہاں لیڈی ڈاکٹر جو انگریز ہے اس سے علاج کرایئے اور ان سے امتحان کرا کر رپورٹ میرے پاس بھیج دیجئے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ان کے رحم میں رسولی ہوگئی جو کہ اب پک رہی ہے لیڈی ڈاکٹر کے امتحان کے بعد ہی اسکی تصدیق ہوسکتی ہے لیڈی ڈاکٹر نے معائنہ کیا اور جب رپورٹ دیکھی گئی تو حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی کیوں کہ رپورٹ میں بھی رسولی کی تشخیص کی گئی تھی اور اس میں یہ مزید لکھا گیا تھا کہ آپریشن سے یہ ٹھیک ہوسکتی ہے لیکن آپریشن کی اب عمر نہیں ہے اس لئے دوائیں دی جائیں...(حکیم اجمل خاں ۷۱...۷۲)

دستوں کا معمولی نسخہ

ایک مریض کو تین چار مہینوں سے دستوں کی شکایت تھی زیادہ دست آنے سے کمزوری بہت بڑھ گئی تھی اور بھوک بھی بالکل بند ہوگئی تھی اسکے علاوہ زبان خشک، پیاس بہت زیادہ اور آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں حکیم اجمل خاں نے اس مریض کو دیکھا اور تشخیص فرمایا کہ اسے صفراوی دست آرہے ہیں اور یہ جگر کی گرمی کیوجہ سے پیدا ہوئے ہیں آپ نے اس

مریض کیلئے مندرجہ ذیل نسخہ تجویز فرمایا...

زرشک ۳/ماشہ اور خرفہ سیاہ ۳/ماشہ کو پانی میں پیس کر شکنجبین لیمونی ۲/تولہ ملا کر صبح و شام پیا جائے اور غذا کے بعد سفوف ہاضم ۳/ماشہ کا استعمال کرایا جائے پندرہ دن کے استعمال کے بعد اس معمولی نسخہ سے مریض ٹھیک ہو گیا...(اطباء اور انکی مسیحائی ۹۷ص)

لاعلاج نزلہ

مولانا ابرار حسینؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مہاراجہ بلرامپور کو نزلہ ہو گیا حکیم اجمل خاں کو دہلی سے طلب کیا گیا مگر جو صاحب حکیم صاحب کو لینے آئے تھے ان سے حکیم صاحب نے پہلے مرض کی تفصیل پوچھی ان صاحب نے بتایا کہ مہاراجہ نے وید کو دکھلایا تھا جس کیوجہ سے نزلہ بگڑ گیا ہے اور اب طبیعت بہت زیادہ خراب ہے حکیم صاحب نے یہ سنکر بلرامپور جانے سے انکار کر دیا کیونکہ انہوں نے اندازہ کر لیا تھا کہ اب یہ مریض ٹھیک نہیں ہو سکتا چنانچہ کچھ دنوں کے بعد سننے میں آیا کہ مہاراجہ کا انتقال ہو گیا حکیم صاحب کبھی کسی کے علاج سے منع نہیں کرتے تھے...(حکیم اجمل خاں ص ۱۷)

ملتانی مٹی اور خونی پیشاب

ایک مریض کو کافی دنوں سے خونی پیشاب آ رہا تھا اس وجہ سے وہ کافی پریشان رہتا تھا حکیم اجمل نے اسکو اپنے پاس سے کچھ پیسے دیئے اور کہا کہ بازار سے ملتانی مٹی لے آؤ اور ایک تولہ روزانہ صبح و شام بھگو کر اور چھان کر پی لیا کرو صرف اسی معمولی دوا سے ہی مریض چند دنوں میں ٹھیک ہو گیا...(اطباء اور انکی مسیحائی ص ۹۸)

قولنج میں پارہ کا استعمال

ایک مریض کو قولنج ہو گیا اور اسکی وجہ سے درد شدید تھا حکیم اجمل خاں صاحب نے تشخیص کی کہ آنتوں میں گرہ پڑھ جانیکی وجہ سے یہ مرض لاحق ہو گیا ہے حکیم صاحب نے اس مریض کو پارہ کھلانے کیلئے کہا شاگردوں کو پہلے تعجب ہوا مگر حکم کی تعمیل کی گئی اور مریض کو پارہ کھلا دیا گیا تھوڑی دیر بعد اس کو رفع حاجت کا احساس ہوا اور درد میں کمی محسوس ہوئی اجابت

میں تمام پارہ خارج ہو گیا اور مریض کو مکمل آرام مل گیا حکیم صاحب نے فرمایا کہ پارہ کی خصوصیت ہے کہ وہ جسم میں ٹھہر نہیں سکتا باہر خارج ہو جاتا ہے اور اپنے اس اخراج کی کوشش سے اس نے آنتوں میں پڑی ہوئی گرہ کو کھول دیا جس سے مرض ختم ہو گیا لیکن فرمایا کہ یہ علاج خطرناک بھی ہو سکتا ہے...(قومی آواز (ضمیمہ) نئی دہلی ۱۵ جنوری ۱۹۹۰ء)

علاج کیساتھ سفر خرچ بھی

حکیم اجمل خاں کے ایک خاص شاگرد حکیم رشید خاں کا بیان ہے کہ بخارا سے دو بھائی حکیم اجمل خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے بڑے بھائی کو جذام کا مرض تھا جب اس مرض سے کسی بھی طرح شفا نہیں ہو پائی تو حکیم صاحب کی خدمت میں آئے ان دونوں بھائیوں کا شمار امراء میں ہوتا تھا اور ان کا بہت بڑا کاروبار تھا لیکن ان حوادث کیوجہ سے سارا کام ٹھپ پڑ گیا حکیم صاحب نے انکے ٹھہرنے کا انتظام کروایا اور تین چار ماہ تک مسلسل جذام کا علاج کیا جن سے بالآخر ان صاحب کو شفاء ہو گئی اسکے بعد حکیم صاحب نے انکے کپڑوں کا انتظام کروایا اور پشاور تک جانے کیلئے سفر خرچ بھی دیا اور وہاں پر اپنے متبعین کو بھی انکی مدد کیلئے سفارشی پرچے لکھے تاکہ مزید کوئی پریشانی نہ ہو...(حکیم اجمل خاں ص ۲۷)

دوا سے دودھ کا اخراج

ایک عورت کا دودھ پیتا بچہ دو دن پہلے مر گیا تھا جس سے مریضہ کی چھاتی میں دودھ بھر گیا اور بہت سخت تکلیف ہو گئی حکیم اجمل خاں نے کہا کہ چھاتی میں اس وقت جو دودھ موجود ہے اسکو دبا کر نکال دیا جائے اور تخم، خطمی باقلا اور میتھی ہم وزن پیس کر اس پر نیم گرم لیپ کریں بخار کیلئے قرص بخار ۲ عدد لینے کو بتایا دودھ پیدا کرنیوالی غذاؤں کا استعمال منع فرمایا معمولی تدبیر سے مریضہ ٹھیک ہو گئی...(اطباء اور انکی مسیحائی ص ۹۸)

شہسواری سے آنتوں میں گرہ

حکیم اجمل خاں کو پیرس میں ایک مریضہ دیکھنے کا اتفاق ہوا جسکی دونوں ٹانگیں سکڑ گئی

تھیں اور پیٹ میں شدید درد رہتا تھا حکیم صاحب نے اسکے مرض کے بارے میں بہت غور کیا اور اس سے مختلف قسم کے سوالات کیئے مریضہ نے دوران استفسار بتایا کہ وہ اپنے گزشتہ ایام میں ٹینس بہت کھیلتی تھی اور گھوڑے کی سواری کرتی تھی حکیم صاحب نے اسکی یہ بات سنکر اندازہ لگایا کہ چونکہ مریضہ ٹینس کھیلتی تھی اور شہسواری ہی کرتی تھی اسلیئے ممکن ہے کہ اسکے کھیل سے اسکی آنت میں کوئی گرہ پڑ گئی ہو یہ سوچ کر انہوں نے مریضہ کو اپنے پاس سے ایک دوا دی جسکی مقدار خوراک صرف ایک رتی تھی اسے مکھن کیساتھ استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی اتنی معمولی مقدار میں دوا کو دیکھ کر پہلے تو مریضہ کو تعجب ہوا مگر حکیم صاحب نے ایک ہفتہ استعمال کرنے کے بعد اپنے پاس آنے کی تاکید کی...

ایک ہفتہ کے بعد وہ مریضہ حکیم صاحب کے پاس آئی تو اسے پھر وہی دواء استعمال کرائی گئی دوسرے ہفتے اس دواء سے اس کو اتنا فائدہ معلوم ہوا کہ وہ اپنے پیروں چلکر آئی حالاں کہ کئی مہینوں سے وہ اس قابل بھی نہیں رہی تھی کہ اپنے پیروں چلے...

چند ہفتوں تک اس دواء کے استعمال سے آنتوں کے بل کھل گئے جس سے متعلقہ اعضاء اپنا کام بخوبی انجام دینے لگے وہ مریضہ اور وہاں موجود سبھی لوگ حکیم صاحب کے اس علاج سے بہت متاثر ہوئے...(حکیم اجمل خاں ص ٦٩)

بڑھی ہوئی تلّی اپنے طبعی مقام پر

ایک بوڑھی عورت کے اکلوتے بچے کی تلی بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور وہ بہت کمزور ہو گیا تھا اس کا تمام جسم سرد اور ہاضمہ بہت خراب تھا حکیم اجمل خاں نے اس مریض بچے کا بغور معائنہ کیا بڑھیا کو تسلّی دی اور مندرجہ ذیل نسخہ تجویز فرمایا:...

رائی ۸/تولہ، سہاگہ بریاں ۴/تولہ، نوشادر ۲/تولہ، سونٹھ ۲/تولہ، سب کا سفوف بنا کر ایک ایک ماشہ صبح وشام پانی سے کھلائیں اور کچا پپیتہ چھیل کر نمک مرچ کے ساتھ دیں دن میں کئی بار کھلانے کی ہدایت فرمائی ایک ماہ تک یہی نسخہ استعمال کرایا گیا جس سے بچے کی بڑھی ہوئی تلی اپنے طبعی مقام پر واپس آ گئی اور اس کی صحت ٹھیک ہو گئی...(اطباء اور انکی مسیحائی ص ۹۸)

پیٹ میں گندگی

ایک شخص کے پیٹ میں شدید تکلیف تھی جس سے اس کو بہت کمزوری لاحق ہوگئی تھی حکیم اجمل خاں نے پورا حال سنکر مریض کو بغیر بتائے ہوئے کتّے کا گوشت کھلا دیا جب مریض نے گوشت کھالیا تب حکیم صاحب نے بتایا کہ تم نے کتّے کا گوشت کھایا ہے یہ سنتے ہی مریض کو فوراً قئے ہوئی حکیم صاحب نے قئے میں سے چار پانچ چیچڑیاں نکال کر مریض کو دکھائیں اور کہا کہ تمہارے مرض کا باعث یہی ہیں تم اپنی غذا کا استعمال صفائی ستھرائی سے نہیں کرتے ہو اور گندی چیزیں کھاتے ہو اس لئے کتوں کے جسم پر رہنے والے یہ اجسام تمہارے پیٹ میں چلے گئے تھے اور چوں کہ یہ کتے کے گوشت سے بہت زیادہ مناسبت رکھتے ہیں اسلئے وہ قئے میں کتے کے گوشت کے ساتھ خارج ہو گئے...(ہمدرد طبی کالج میگزین ۸۴...۱۹۸۳ء)

انفلوئنزا کی خوفناک وباء

ایک مرتبہ دہلی اور ملک کے دوسرے علاقوں میں انفلوئنزا وباء کے طور پر پھیل گیا جس سے ہزاروں انسانی جانیں ضائع ہوگئیں سبھی لوگ اس مرض کی ہلاکت خیزیوں کی وجہ سے بہت خوفزدہ تھے ایسی حالت میں ایک وفد حکیم اجمل خاں کے پاس آیا اور ان کو اس مرض کی تباہ کاریوں کی داستانیں سنائیں اور درخواست کی کہ اس مہلک مرض سے بچنے کیلئے آپ اپنا کوئی مجرب نسخہ ہمیں عنایت فرمادیں تاکہ ہم اسے تیار کروا کر مفت تقسیم کروائیں آپ نے ان لوگوں کی اس تجویز کو پسند فرمایا اور مندرجہ ذیل نسخہ لکھ کر حوالے کیا:

''بہدانہ تین ماشہ، عناب ۵ دانہ اور سپستاں ۲/عدد پانی میں جوش دے کر چھان لیں اور شربت بنفشہ ۲/تولہ ملا کر اوپر سے خاکسی ۳/ماشہ چھڑک کر صبح وشام پلائیں''...

حکیم صاحب کا یہ نسخہ اسّی فیصد مریضوں میں کامیاب رہا اور اس سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا...(اطباء اور انکی مسیحائی ص ۹۷)

ناطقہ سر بہ گریباں اسے کیا کہئے

حکیم محمد احمد خاں (حکیم محمد احمد خاں ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے (آپ حکیم

عبدالمجید خاں دہلوی کے صاحبزادے اور حکیم اجمل خاں کے بھتیجے تھے اپنے والد اور چچا سے طب کی تعلیم حاصل کی حکیم واصل خاں کے مطب سے بھی عملی تربیت حاصل کی آپ مدرسہ طبیہ کے مدرس بھی تھے دہلی طبیہ کالج و ہندوستانی دواخانہ کے سکریٹری بھی رہے ۱۹۰۷ء میں حج کیا اور ۱۹۲۳ء میں عرب ممالک کا سفر کیا قوم نے آپکو مسیح الملک ثانی کا خطاب دیا...۱۷ نومبر ۱۹۳۸ء کو انتقال فرمایا) دہلوی کے مطب میں ایک مریض آیا جسکو سخت سردی کے موسم میں نزلہ وزکام کی شکایت تھی جسکی وجہ سے سینے اور گلے میں سخت درد تھا حکیم صاحب نے برف سے ٹھنڈا کیا ہوا شربت مریض کو پلوایا پہلے تو مریض اپنے گلے کی تکلیف کیوجہ سے پینے میں ہچکچایا لیکن حکیم صاحب کی ہدایت پر پی گیا تھوڑی دیر کے بعد اسکی ناک سے پانی گرنے لگا جس سے سینے پر دباؤ کم ہوگیا اور گلے کی تکلیف بھی دور ہونا شروع ہوئی حکیم صاحب نے اسکو یہ ہدایت کی کہ وہ بھی دو تین روز تک گاجر کا شربت برف سے ٹھنڈا کر کے پیئے اس معمولی تدبیر سے مریض کے نزلہ کی شکایات رفع ہوگئیں حکیم صاحب نے بتایا کہ نزلہ کا اثر بجائے سردی کے گرمی سے ہوا تھا چنانچہ علاج بالضد کے طور پر برف کا استعمال کرانا ہی صحیح اصول علاج تھا...(ہمدرد طبی کالج میگزین ۸۴...۱۹۸۳ء)

والی ریاست خیرپور ہز ہائینس میر علی نواز خاں کو حکیم محمد احمد خاں سے بہت عقیدت تھی اور وہ جب بیمار پڑتے تو حکیم صاحب ہی سے علاج کراتے تھے ۱۹۱۶ء میں حکیم میر صاحب کے علاج کیلئے بمبئی تشریف لے گئے میر صاحب کی ٹانگ میں گھٹنے سے ٹخنہ تک شدید ورم اور سرخی تھی بخار بھی بہت تیز تھا اور پیر ذرا بھی ہل نہیں سکتا تھا نیند نہیں آتی تھی ڈاکٹروں کو دکھایا گیا انہوں نے مرض کو لاعلاج سمجھ کر ٹانگ کٹوانے کی بات کہدی حکیم محمد احمد خاں نے میر صاحب کا بہت غور سے معائنہ کیا اور نبض دیکھ کر کہا کہ ہاضمہ خراب ہے اور خون میں حدت ہے جسم میں خون کا زہر سرایت کر گیا ہے اور طبیعت نے مادے کا رخ ٹانگ کی طرف پھیر دیا ہے پھر حکیم صاحب نے مصفی خون اور مسکن دوائیں مختلف اوزان اور تدابیر کے ساتھ استعمال کرائیں اور ایک لیپ کا نسخہ بھی استعمال کرنے کو کہا اور پھر مسہل دوائیں دے کر مادے کو خارج کر دیا ورم پھٹ کر تمام پیپ بہہ گئی نواب صاحب کی شکایات رفتہ رفتہ

کم ہونے لگیں پھر میر صاحب مکمل طور پر صحت یاب ہو گئے... (بچوں کا علاج ۲۷۴...۲۷۶)

۱۹۲۲ء میں میر علی نواز خاں ایک مرتبہ پھر شدید بیمار ہوئے حکیم محمد احمد خاں کے پاس دہلی خبر بھیجی گئی لیکن حکیم صاحب دہلی میں نہیں تھے اور مہاراجہ کشمیر کے علاج کیلئے کشمیر گئے ہوئے تھے مجبوراً پونا میں ہی وہاں کے ایک سول سرجن کا علاج شروع ہوا جب سول سرجن کا علاج نا کام رہا تو بمبئی کے گورنر نے بمبئی سے دو خصوصی ڈاکٹروں کو میر صاحب کی خدمت میں بھیجا ان ڈاکٹروں نے بھی جی توڑ کوشش کی لیکن انکے علاج سے بھی فائدہ کی کوئی صورت نظر نہیں آئی بلکہ اب تو حالت پہلے سے بھی زیادہ بگڑ گئی میر صاحب ہوش وحواس کھو بیٹھے اور غشی کے دورے پڑنے لگے جب بھی انکو ہوش آتا وہ حکیم محمد احمد خاں کو ہی یاد کرتے چنانچہ پھر حکیم صاحب کے پاس بذریعہ تار دہلی خبر بھیجی گئی حکیم صاحب اس وقت کشمیر سے تشریف لا چکے تھے فوراً پونا کیلئے روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر میر صاحب کے تیمارداروں نے بتایا کہ سینے و پیٹ میں بہت سوزش ہے بار بار کھانسی آتی ہے سینے میں درد ہے بخار تیز ہے اور بے چینی بہت زیادہ ہے میر صاحب کے ہوش بھی درست نہیں تھے حکیم صاحب نے نبض دیکھی، پیٹ کا اچھی طرح معائنہ کیا اور حالات کو بہت غور سے سنا حکیم صاحب کو بتایا گیا کہ علاج پر مامور ڈاکٹر صاحبان نے نمونیا تشخیص کیا ہے اور اب تک علاج بھی اسی کے مطابق ہو رہا ہے نمونیا کا نام سنکر حکیم صاحب نے منہ بنالیا اور ناگواری کا اظہار کیا اور حکم دیا کہ جلدی سے دہی کا پانی منگوائیں دہی کا پانی آتے ہی مریض کو پلایا گیا ڈاکٹر صاحبان حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے کہ نمونیا کے مریض کو دہی کا پانی پلایا جا رہا ہے انہوں نے گورنر کے پاس جا کر شکایت بھیجی گورنر نے بھی آرڈر دے دیا کہ اس اناڑی اور جاہل طبیب کو فوراً واپس کیا جائے اور ڈاکٹری علاج از سر نو شروع کیا جائے جب میر صاحب کو ہوش آیا تو انکو یہ سب بتایا گیا وہ ناراض ہو کر کہنے لگے کہ میرا علاج حکیم صاحب ہی کریں گے اور کوئی دوسرا شخص مجھے ہاتھ نہ لگائے چنانچہ حکیم صاحب نے اپنا علاج دوبارہ شروع کیا اور پھر دہی کا پانی پلایا گیا اور بازار سے بہت سستی دوائیں مثلاً بہدانہ ۲/ماشہ، عناب ۵/دانے اور سپستاں ۹/عدد منگا کر اسے پانی میں بھگو کر اور چھان کر مریض کو پلایا گیا ان معمولی دواؤں نے تریاق کا کام کیا دھیرے دھیرے ہوش درست ہونے لگے اور دیگر عوارض میں بھی کمی ہوتی گئی کہاں تو لوگ میر صاحب کے انتقال کی خبر کے منتظر تھے اب ان

کو بھلا چنگا دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے علاج دو چار دن جاری رہا جب میر صاحب ٹھیک ہو گئے تو جوارش انارین ۷/ ماشہ صبح وشام استعمال کرائی گئی جس سے مکمل طور پر صحت یاب ہو گئی...

حکیم صاحب نے دہی کا پانی پلائے جانے کی یہ وجہ بتائی کہ میر صاحب کی حلق سے آنتوں تک صفراوی زخم پیدا ہو گئے تھے اس لئے دہی اور ان دواؤں نے ٹھنڈک اور سکون پہنچانے کا کام کیا انہی زخموں کو ڈاکٹروں نے نمونیا بتا دیا تھا اس طرح ہز بائینس میر علی نواز خاں کو حکیم صاحب کے اس شاہکار علاج سے نئی زندگی حاصل ہو گئی اور انکی خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ رہی... (اطباء اور انکی مسیحائی ص ۱۱۴...۱۱۶)

گھی کوار سے عمل جراحی

سردار محمد اعظم خاں ریٹائرڈ ٹھیکیدار نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک صاحب کے پیر میں انتہائی متعفن زخم ہو گیا جو بڑھ کر گھٹنے کے قریب تک پہنچ گیا ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ سوائے ٹانگ کاٹنے کے اس کا کوئی علاج نہیں ہے ایک جراح نے گھی کوار کا پتہ لے کر اسکے دو ٹکڑے کئے اور اس پر ایک دوا چھڑک کر اسے مریض کے پیر پر باندھ دیا صبح کو زخم کافی حد تک صاف ہو گیا تھا اور عفونت بھی زائل ہو گئی اس طرح چند روز میں مریض بالکل تندرست ہو گیا... (ماہنامہ انیس صحت، اگست ۱۹۶۳ء)

پیٹ میں سانپ کا وہم

ایک دفعہ ایک مریض کو وہم ہو گیا کہ اس کے پیٹ میں سانپ ہے لیکن اس مرض میں اسکو عمل جراحی کے بغیر صحت ہو گئی ایک طبیب نے اسکو کلوروفارم سنگھا کر چاقو سے ایک دو معمولی زخم لگا دیئے اور مریض کو جب ہوش آیا تو اسکو ایک مردہ سانپ دکھایا کہ یہ تیرے پیٹ سے نکلا ہے اس طرح مریض کا وہم دور ہو گیا اور اسے صحت ہو گئی... (الحکیم لاہور، مارچ ۱۹۶۳ء)

گوبر سے زخموں کا علاج

ایک ہندو راجہ کا لڑکا تھا اسکا پیر متعفن زخموں سے ناقابل علاج ہو گیا تھا ایک ہندو فقیر خود علاج معالجہ کرتا تھا اس نے کہا کہ ایک ہفتہ علاج کیلئے مجھے بھی مہلت دی جائے چنانچہ

اسنے گائے کا گوبر لے کر اسکو پکایا اور اسکی پلٹس poultice باندھ دی چند روز تک یہی عمل کرتا رہا جس سے مریض بالکل تندرست ہو گیا...(ماہنامہ انیس صحت، اگست ۱۹۶۳ء)

تفریح کا حیرت انگیز اثر

ایک شخص کو شیو کرتے ہوئے بلیڈ سے چہرہ کی کھال ذرا سی کٹ گئی جس سے پورے چہرے پر دانے پیدا ہو گئے پھر وہ زخم بن گئے اور ان زخموں سے مواد بہنے لگا اسکے بعد پورے بدن میں شدید خارش ہو گئی اور ساتھ ہی قلب کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا اس مریض کو ایک حکیم صاحب نے دیکھا اور اس سے حالات معلوم کر کے نسخہ لکھنا چاہا مگر مریض نے کہا کہ میں دوا پیتے پیتے تنگ آ چکا ہوں اور اب میں کسی حالت میں بھی دوا نہیں پی سکتا دوا پینے سے اچھا ہے کہ مجھے موت آ جائے یا آپ کوئی ایسی ترکیب بتائیں جس سے کہ میں بغیر دوا کے اچھا ہو جاؤں...

حکیم یہ سن کر سوچ میں پڑ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد بولے کہ ٹھیک ہے کہ میں ایک ایسی ترکیب بتاتا ہوں کہ تم بغیر دواء استعمال کئے ہوئے اچھے ہو جاؤ گے وہ ترکیب یہ ہے کہ تم روزانہ شہر سے باہر کئی میل تک تفریح کیلئے جایا کرو اور تیز تیز چلتے ہوئے منہ کھولکر جلدی جلدی سانس لیا کرو سانس لیتے وقت منہ کو بند رکھو اسی طرح شام کو بھی کیا کرو مریض اگلے روز سے ان ہدایات پر عمل کرنے لگا اور اسنے دس روز بعد بتایا کہ اب زخموں سے پانی نہیں رستا اور وہ کچھ سوکھنے بھی لگے ہیں حکیم صاحب نے سنکر کہا کہ تم کل صبح سے سورج کی شعاعیں بھی اپنے جسم کو پہنچایا کرو اور ننگے ہو کر سورج کے سامنے کھڑے ہو جایا کرو دھوپ لینے کے بعد روغن صندل کی مالش کر کے نیم کے پانی سے غسل کر لیا کرو...

اتنا سب کرنے کے بعد مریض کی صحت تیزی سے بحال ہونے لگی غذا میں صرف ترکاریوں اور پھلوں کی اجازت تھی پھر مریض سے کہا گیا کہ وہ آہستہ آہستہ دودھ اور شربت کی مقدار میں اضافہ کرتا رہے جب دودھ کی مقدار آدھ سیر تک پہنچ گئی تو اسکو بتدریج کم کروا دیا گیا چالیس روز بعد مریض کے زخم بالکل سوکھ گئے خارش بھی دور ہونے لگی اور دل کا مرض بھی نہیں ہوا بالآخر ایک دن وہ بالکل صحت یاب ہو گیا...(ہمدرد صحت دہلی، فروری ۱۹۵۶ء)

تلوے سے پانی کا ترشح

شاہد حسین صاحب ساکن لکھنؤ نے اپنے پردادا کے بارے میں ایک واقعہ لکھا ہے جو حکیم تھے اور اپنے گاؤں کے بہت بااثر زمیندار تھے انکا بایاں پاؤں فالج کے اثر سے بالکل بیکار ہو گیا تھا اس وجہ سے وہ کہیں آ جا نہیں سکتے تھے اور ہمیشہ بیساکھی کے سہارے چلتے پھرتے تھے ایک مرتبہ وہ اپنے گاؤں سے باہر کہیں جا رہے تھے راستے میں کچھ بنجاروں نے ان سے ملاقات کی ان میں سے ایک بوڑھا بنجارہ جو تقریباً ۱۰۰ سال کا تھا انکے پاؤں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ کے اس پاؤں کو کیا ہو گیا ہے؟ زمین دار صاحب نے اسکا پورا واقعہ بتایا بوڑھے بنجارے نے کہا کہ میں اسکا علاج کروں گا پھر اسنے ایک پیسہ مانگا اسکو فوراً دے دیا گیا بوڑھے نے اس پیسہ کو اپنے کان میں رکھ لیا اور پاؤں پر کچھ پڑھ کر تین مرتبہ پھونکا جس سے پاؤں اچانک ہلنے لگا اور ان کے تلوے سے بوند بوند پانی ٹپکنے لگا بوڑھے نے چلا کر کہا کہ میں نے مرض کو پکڑ لیا ہے پھر اس نے ایک بوٹی نکالی اور اسے اسی پانی میں گھسکر پاؤں کے تلوے میں لگا دیا جس سے پاؤں کا ہلنا فوراً بند ہو گیا بوڑھے نے کہا کہ آپ کا مرض سخت ہے اسکو ٹھیک ہونے میں چار دن لگ جائیں گے اور پانچویں دن آپ کا پاؤں بالکل ٹھیک ہو جائے گا لیکن آپ ان چار دنوں میں اپنا پاؤں زمین پر بالکل نہ رکھیں ورنہ زمین پر پڑتے ہی یہ پاؤں پانی پانی ہو جائے گا...

بوڑھا یہ کہہ کر چلا گیا مگر روز آ کر اپنا کام کر جاتا جب بوڑھا عمل پڑھتا تو پاؤں ہلنے لگتا اور دوا لگاتے ہی اسکا ہلنا بند ہو جاتا علاج کے چوتھے دن بوڑھا بہت خوش تھا اسنے بوٹی کو پاؤں پر رگڑا اور پھر کہنے لگا کہ آپ کل ٹھیک ہو جائیں گے انہوں نے بوڑھے کو کچھ روپیہ دینا چاہا لیکن اسنے لینے سے انکار کر دیا بوڑھے کے جانے کے تین گھنٹے کے بعد پاؤں کے نیچے سے پانی بہنا شروع ہوا اور کئی گھنٹے تک بہتا رہا اور پھر رک گیا پھر رات کو کئی گھنٹے تک بہا لیکن پانچویں دن پانی کا بہنا پھر بند ہو گیا اسکے بعد جب انہوں نے اپنے پاؤں کو سمیٹنا چاہا تو وہ سمٹ گیا اور پھیلنے سے پھیل گیا وہ اپنے بستر سے فوراً اٹھے اور اچھی طرح بغیر کسی تکلیف

کے چلنے پھرنے لگے اور بوڑھے کے ڈیرے پر جاکر اسے پھر کچھ پیسہ دینا چاہا مگر بوڑھے کا دور دور تک کچھ پتہ نہ تھا... ہمدرد صحت دہلی، جنوری ۱۹۵۶ء

ریاضت سے نئی زندگی

ایک نواب کی بیگم مدت سے ریاضت نہ کرنے کیوجہ سے مختلف قسم کی امراض میں مبتلا تھیں جیسے ہضم کی خرابی، کبھی اسہال اور کبھی قبض، خون کی کمی، چہرہ بھربھرایا ہوا اور بے رونق اور جسم ڈھیلا ڈھالا وغیرہ بیگم کی زندگی خطرے میں پڑی ہوئی تھی لائق اور بہترین شاہی طبیب مقویات، مفرحات اور بیش قیمت یاقوتیوں کا استعمال کراچکے تھے کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوتا تھا اتفاق سے ایک نئے حاذق طبیب وارد ہوئے دوسرے علاجات سے تو مایوسی ہو ہی چکی تھی اب انکی خدمت میں التجا کی گئی حکیم صاحب واقعات سنکر اصل مطلب پر پہنچ گئے اور دوا تجویز کرنے کے علاوہ ایک وظیفہ بھی بتایا لیکن اس میں شرط یہ تھی کہ وظیفہ پڑھتے وقت محل کے صحن میں بیس چکر لگانا پڑے گا جس سے تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے ہو جاتا تھا مرتا کیا نہ کرتا شرط منظور کر لی گئی اور اس پر عمل کیا گیا خدا کے فضل سے تندرستی میں ترقی ہونے لگی اور چند روز کے عمل سے اور ریاضت کی برکت سے لب گور تک پہنچی ہوئی مریضہ نے ازسرِ نو زندگی حاصل کی... (ماہنامہ الحکیم لاہور، ستمبر ۱۹۳۹ء)

فقیری نسخہ

ایک شخص کو فالج کا مرض تھا اس نے ایک مرتبہ اپنے دروازے پر آئے ہوئے ایک فقیر کو کھانا کھلا دیا فقیر نے اسکی یہ حالت جو دیکھی تو جنگل گیا اور وہاں سے ایک بوٹی لاکر دی جسے جنگلی گوبھی کہتے ہیں اور کہا کہ روزانہ اسکا بھپارہ لیا کرو اور اس بوٹی کو دس گرام کی مقدار میں پانچ کالی مرچوں کے ساتھ پانی میں پیس کر روزانہ استعمال کیا کرو ایسا کرنے سے مریض کو اتنا پسینہ آتا تھا کہ پوری چادر بھیگ جاتی تھی چند دنوں تک یہ عمل کرتے رہنے سے وہ مریض بالکل ٹھیک ہو گیا... (بچوں کا علاج ص ۷۶...۷۷)

بھینس کے گلے میں ڈوری

راجہ جے سنگھ والئی جے پور کے دور حکومت میں میر نباض کی بہت شہرت تھی ایک روز دوستوں نے مل کرانہیں آزمانا چاہا کہ ایک پردہ نشین خاتون آپ کونبض دکھانا چاہتی ہیں لیکن وہ شرماتی ہیں اسلئے یہاں آنہیں سکتیں بہت بیمار ہیں آپ مکان پرتشریف لے چلئے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ بیگم پردہ کی بہت پابند ہیں غیر مرد کے ہاتھ میں ہاتھ دینا بھی پسند نہیں کرتیں ساتھ والے حیران ہیں کہ انکا علاج کیسے ہو میر صاحب نے انکوتسلی دی اور کہا فکر کی کوئی بات نہیں ہے آپ ایسا کیجئے کہ ایک تاگہ اندر سے لے جایئے اور بیگم کی کلائی میں باندھ دیجئے اور دوسرا سرا ہمیں لاکر پکڑا دیجئے چنانچہ یوں ہی کیا گیا حکیم صاحب نے نبض دیکھ کر یہ نسخہ لکھ دیا...

کھلی ایک سیر، بنولہ ۲ سیر اور چنے ڈھائی سوگرام کا مرکب استعمال کرائیں پوچھا گیا کہ یہ کیوں؟ فرمانے لگے کہ ایسوں کے علاج ایسے ہی ہوتے ہیں معلوم ہوا کہ اندر یہ ڈوری بھینس کے گلے میں بندھی ہوئی تھی...(ماہنامہ شمس الاطباء، لاہور، نومبر ۱۹۵۹ء)

غصہ سے ہچکیاں بند

جون ۱۹۵۵ء کی بات ہے ایک مریض حکیم سید خالد اکبر ہاشمی کے پاس انکے مطب میں آیا اسے مسلسل پانچ روز سے ہچکیوں کی شکایت تھی مریض کا چہرہ زرد تھا؛ وہ کسی سے بات نہیں کرسکتا تھا اس نے اپنا حال لکھ کر حکیم صاحب کو پیش کیا اور کچھ دواؤں کے نسخے بھی نکالکر دکھائے حکیم صاحب نے نسخوں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگالیا کہ یہ مریض دواؤں سے ٹھیک نہیں ہوسکتا انہوں نے اسکا ایک عجیب علاج سوچا اور اپنے کمپاؤنڈر کو کچھ ہدایات دیں اور پھر مریض کی نبض دیکھنے لگے اتنے میں کمپاونڈر نے طنزیہ لہجے میں مریض سے کہا کہ تم چور ہو تم نے میرا پانچ روپئے کا نوٹ چرالیا ہے مریض یہ سنتے ہی حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کمپاونڈر کی طرف دیکھنے لگا وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتا تھا حکیم صاحب نے بھی مریض کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ تم عجیب آدمی ہو تمہیں چوری کرتے ہوئے شرم نہیں آتی مریض ہکا بکا ہو کر حکیم صاحب کا منہ دیکھ رہا تھا مگر اپنی ہچکیوں کی وجہ سے کچھ بول نہیں پارہا تھا تھوڑی دیر

بعد اسکی ہچکیوں میں کمی ہونے لگی حکیم صاحب نے غصہ کے انداز میں چیخ کر کہا کہ یہ چور ہے اسکو پولیس کے حوالے کردو اس کی جیب میں پانچ روپئے رکھے ہیں...

پولیس کا نام سنتے ہی مریض کے چہرہ پر سرخی دوڑنے لگی تیور بدل گئے اور اب تک وہ خوشامدانہ انداز سے اپنی صفائی دینے کی کوشش کر رہا تھا مگر اب وہ بھی زور زور سے بولنے لگا حکیم صاحب نے سوچا کہ کہیں یہ غصہ میں ان پر حملہ نہ کردے اپنے دو تین آدمیوں سے کہا کہ اسکو پندرہ منٹ کیلئے کسی کمرہ میں زبردستی لیجا کر پہنچادو اس درمیان حکیم صاحب زور دیکر پوچھتے رہے کہ پولیس آئی یا نہیں...

پندرہ منٹ گزر جانے کے بعد حکیم صاحب مریض کے کمرہ میں گئے اور اس سے کہا کہ تمہارا علاج ہو چکا ہے تمہارا یہی علاج تھا کہ تمہیں غصہ دلا کر جوش پیدا کیا جائے اس سے تمہاری ہچکیاں بند ہو جائیں گی... امید ہے کہ تم میری باتوں کا برا نہیں مانو گے یہ سنکر مریض کے چہرہ پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور وہ حکیم صاحب کے پیر پر گر گیا اور پھر انکا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا... (ہمدرد صحت، دہلی، اپریل ۱۹۵۶)

معجون عشبہ کی کرامت

حکیم شبیر احمد انصاری ساکن راجوپور ضلع مظفر نگر کے پاس ایک نوجوان لڑکا آیا جسکی پنڈلی میں ایک گہرا زخم تھا جو تقریباً ۱۰ سال پرانا تھا زخم سے مواد بہتا تھا اور وہ اپنے پاؤں کو سیدھا نہیں کر سکتا تھا زخم کی گہرائی بہت زیادہ تھی گوشت کے گل جانے سے ہڈی نظر آتی تھی جو ریزہ ریزہ ہو کر جھڑتی تھی ڈاکٹروں نے پیر کٹوانے کو کہا مگر مریض اور اسکے اعزہ اسکے لئے تیار نہیں ہوئے حکیم شبیر احمد نے زخم کو اچھی طرح دیکھا اور معجون عشبہ ۱۰ ماشہ روزانہ بوقت غذا استعمال کرنے کو کہا اور زخم کو پوٹاشیم پرمیگنیٹ سے صاف کرنے کی ہدایت کی اور کہا کہ زخم کو اس قدر دھویا جائے کہ خون نکلنے لگے...

مریض نے معجون عشبہ دس پندرہ روز تک استعمال کرنے کے بعد بند کردیا لیکن پوٹاشیم پرمیگنیٹ سے زخم کو اتنا دھوتا تھا کو خون نکل آتا تھا دھیرے دھیرے زخم کی بو ختم ہوتی گئی اور اس

میں سے پیپ بھی کم آنے لگی ڈیڑھ ماہ بعد زخم بھرنا شروع ہوا مریض کو ہدایت تھی کہ زخم کو مستقل پوٹاشیم پرمیگنیٹ سے دھوتا رہے ساتھ آٹھ مہینے تک یہ عمل کرتے رہنے سے زخم بالکل ٹھیک ہوگیا اور مریض اپنے دونوں پاؤں سے بلا تکلیف چلنے پھرنے لگا...(رموز طب ۴۲...۴۳)

انوکھے طریقے سے صحت

حکیم غبار بھٹی کے مطلب میں ایک نحیف و ناتواں شخص آیا اور سامنے کھڑا ہو گیا چونکہ مریض زیادہ تھے اس لئے حکیم صاحب کو فوری توجہ اس پر نہیں ہوسکی وہ مریض حسرت و یاس کیساتھ ٹکٹکی باندھے حکیم صاحب کو تک رہا تھا مریضوں سے فارغ ہونے کے بعد حکیم صاحب اسکی طرف متوجہ ہوئے نبض دیکھی اور یہ پایا کہ یہ جریان و احتلام اور بے خوابی کا مریض ہے پھر اس مریض سے انہوں نے پورے حالات معلوم کئے مریض نے بتایا کہ وہ اپنی روح زندگی کو برباد کر چکا ہے اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ اب وہ اپنی زندگی سے بیزار ہے اور اسکو ختم کرنا چاہتا ہے حکیم صاحب نے اسے اطمینان دلایا کہ وہ صرف غذاؤں اور پرہیزگاری سے ہی ٹھیک ہوسکتا ہے پھر اسے مختلف ہدایات دیں اور رخصت کر دیا...

تین چار روز کے بعد ایک شخص حکیم صاحب کے پاس آیا اسنے بتایا کہ ایک آدمی نے خودکشی کرنے کے ارادے سے سنکھیا کھالی ہے حکیم صاحب فوراً اس مریض کے پاس گئے تو دیکھا کہ یہ وہی مریض ہے جو انکے پاس کچھ دن پہلے آیا تھا انہوں نے فوراً اس مریض کے حلق میں گھی ڈال دیا مریض کافی گھی پی گیا جس سے اسکو دست و قئے آنے لگے تمام رات دست آنے سے مریض نڈھال ہوگیا آنکھیں پتھرا گئیں اور سب لوگ اسکی زندگی سے مایوس ہوگئے مگر تھوڑی دیر بعد ہی مریض نے کروٹ لی اور کھانے کیلئے کچھ مانگا چنانچہ اسکو غذا دی گئی جس سے چند روز میں اسکی کمزوری دور ہوگئی دھیرے دھیرے وہ بالکل ٹھیک ہوتا گیا اور اس مریض کی جنسی کمزوری بھی دور ہوگئی اسکے بعد سے وہ خوش و خرم رہنے لگا اور اپنی زندگی کو بہت عزیز سمجھنے لگا...(ہمدرد صحت دہلی، اگست ۱۹۵۲ء)

بواسیر سے وہم

ایک مرتبہ ضلع میرٹھ کے ایک صاحب حکیم مولوی علاء الدین (حکیم مولوی علاء الدین ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء) میں قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے آپ نے طب کی تعلیم حکیم مولوی برکات احمد سے حاصل کی قصبہ پھلت میں نصف صدی سے زیادہ مدت تک قرآن وحدیث کا درس دیا مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت تھے...۱۳ر کتابوں کے مصنف بھی تھے آپ کی سوانح حیات صدیق امت کے نام سے شائع ہو چکی ہے ۱۳۹۰ھ میں بمقام لاہور (صدیق نگر) میں وفات ہوئی) کے مطب میں آئے اور اپنے لڑکے کو دکھا کر کہنے لگے کہ یہ وہم کا مریض ہے اور اس کی وجہ سے یہ سبکو اپنا دشمن سمجھتا ہے اسکے ہر وقت کان بجتے ہیں اور ہر شخص کے بارے میں یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ اسکا مخالف ہے ان صاحب نے بتایا کہ وہ بہت سے اطباء کا علاج کرا چکے ہیں مگر فائدہ نہیں ہوتا حکیم صاحب نے تفصیل سنکر ان صاحب سے پوچھا کہ آپ کو یا آپ کی اہلیہ کو کبھی بواسیر لاحق ہوئی ہے یا نہیں؟ ان صاحب نے کہا کہ میری والدہ کو خونی بواسیر کی شکایت تھی لیکن اب انکا انتقال ہو چکا ہے انہوں نے کہا کہ اس مریض کو بھی ایک مرتبہ اس مرض کے شروع ہونے سے پہلے بواسیری خون آیا تھا اسکے بعد سے نہیں آیا...

حکیم صاحب نے مریض کے والد کو یقین دلایا کہ آپ کے لڑکے کا یہ وہم کا مرض اب ختم ہو جائے گا چنانچہ انہوں نے خمیرہ صندل ار تولہ اور شربت گڑھل ار تولہ ۲ر ماہ تک مریض کو استعمال کرایا اسکے بعد سے اس نوجوان کو یہ شکایت پھر کبھی نہیں ہوئی...(تذکرۃ الاطباء ص ۱۱۱...۱۱۲)

عجیب جنسی مرض

حکیم سلیم واحد سلیم (حکیم سلیم واحد سلیم بن خلیفہ عبدالواحد ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے ۱۹۳۸ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا علیگڑھ یونیورسٹی سے طب کا ڈپلومہ اعزاز کے ساتھ حاصل کیا کئی کتابیں آپ نے تصنیف کی ہیں) کے مطب میں ایک صاحب آئے انہوں نے ایک عجیب جنسی مرض حکیم صاحب کو بتایا کہ وہ جب بھی مباشرت کرتے ہیں انکی بیوی عین

انزال کے وقت ان کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کر دیتی ہے اور خود نیم بے ہوش ہو جاتی ہیں ہوش میں آنے کے بعد جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ ایسا کیوں کیا تو وہ کہتی ہیں کہ کوئی بات نہیں...

حکیم صاحب نے تمام حالات سنکر ان صاحب سے کہا کہ آپ آئندہ اپنی اہلیہ کو بھی اپنے ساتھ میرے پاس لائیں دوسرے دن وہ صاحب اپنی اہلیہ کو لے کر حکیم صاحب کے پاس پہنچے وہ صاحبہ صورت شکل اور بات چیت سے پڑھی لکھی معلوم ہوتی تھیں حکیم صاحب نے ان سے ازدواجی زندگی کے متعلق مختلف سوالات کئے اور کہا کہ آپ کے شوہر میں جو کمی ہو وہ بتائیں ان صاحبہ نے کہا کہ ان میں کوئی مرض نہیں ہے البتہ ایک بات ضرور ہے کہ وہ دوران مباشرت میرے ایک ہی پستان کو ہاتھ لگاتے ہیں دوسرے کو نہیں انکی اس حرکت سے مجھے غصہ آجاتا ہے اور پھر میں بیہوش ہو جاتی ہوں حکیم صاحب نے پھر ان کے شوہر سے کہا کہ آپ آئندہ اپنی والدہ کو بھی میرے پاس لائیں دوسرے دن جب مریض کی والدہ آئیں تو حکیم صاحب نے ان سے پوچھا کہ کیا آپکے صاحبزادہ کے بچپن کا کوئی واقعہ ایسا ہے جو قابل ذکر ہو والدہ نے کہا جب میرا لڑکا چھوٹا تھا تو ایام رضاعت ایک روز اس نے میرے ایک طرف پستان کو اتنی زور سے کاٹا کہ مجھے غصہ آگیا اور میں نے اس کے ایک طرف گال پر زور سے تھپڑ مار دیا اسکے بعد سے اس نے خوف کیوجہ سے کبھی بھی میرے دوسرے پستان سے دودھ نہیں پیا...اس گفتگو کو سنکر حکیم صاحب مرض کے بارے میں سب کچھ سمجھ گئے اور ان میاں بیوی کو یقین دلایا کہ آپ گھبرائیں نہیں اب آپ کی ازدواجی زندگی پرلطف ہو جائیگی پھر حکیم صاحب نے بتایا کہ بچپن کے خوف کی وجہ سے مباشرت کے وقت بھی ان سے یہی حرکت سرزد ہو جاتی ہے یعنی ایک ہی پستان کو ہاتھ لگاتے ہیں اور بیوی چونکہ ذکی الحس ہیں اسلئے انکو ہسٹیریا کا اثر ہو جاتا ہے اور وہ بے ہوش ہو جاتی ہیں مریض کو حکیم صاحب نے ہدایت کی کہ وہ آئندہ اس فرض کی ادائیگی میں دونوں پستان کو ہاتھ لگائیں اور بیوی سے بھی کہا کہ اگر اس عمل میں ان سے بھول ہو جائے تو آپ بجائے طمانچہ مارنے کے انکو یاد دلا دیں اسطرح کچھ روز کے بعد یہ بالکل ٹھیک ہو جائینگے چنانچہ ۲/۳/ ماہ بعد وہ صاحب پھر مطب میں آئے اور خوش ہو کر بتایا کہ اب پہلے جیسی بات نہیں ہے اور میری ازدواجی زندگی بھی کامیاب ہے...(تذکرۃ الاطباء ص ۹۷۔۸۱)

بھتیجے کی نبض سے چچا کا علاج

حکیم عبدالوہاب انصاری عرف حکیم نابینا (حکیم نابینا مرحوم مشرقی یوپی کے ضلع غازی پور کے قصبہ یوسف پور میں ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوایوب انصاری سے ملتا ہے آپ کے والد حکیم عبدالرحمٰن انصاری بھی بہت مشہور اور صاحب کمال عالم تھے حکیم نابینا صاحب بچپن سے ہی چیچک نکل آنیکی وجہ سے بینائی سے محروم ہو گئے تھے دس سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا ابتدائی صرف ونحو کی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی ۱۸۸۲ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت پائی عربی ادب مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ اور مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ سے پڑھا اور طب کی تعلیم حکیم عبدالمجید خاں دہلوی (م ۱۹۰۱ء) سے حاصل کی حکیم عبدالرزاق اور ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنما ڈاکٹر مختار احمد انصاری بھی آپ کے بھائی تھے تعلیم سے فراغت پا کر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۸۲۸ھ ۱۹۰۵ء) کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی آپ تینوں بھائیوں کو شیخ الہندؒ مولانا محمود حسن (م ۱۹۲۰ء) سے بھی بہت تعلق تھا آپ سابق نظام حیدر آباد کے معالج خصوصی رہے حیدر آباد و دہلی کے امراء ورؤسا کے آپ خاص معالج تھے خواجہ حسن نظامی نے لقمان الملک کا خطاب دیا تھا ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۹۴۱ء میں دہلی میں وفات ہوئی وصیت کے مطابق جنازہ دہلی سے گنگوہ لے جایا گیا اور حضرت گنگوہیؒ کے مزار کے قریب دفن کیا گیا بقول بعض آپ دہلی میں دفن ہیں... ''اسرار شریانہ'' آپکی مشہور کتاب ہے ہندوستان بھر میں آپ کے مطب کی شہرت تھی بمبئی اور شولا پور میں بھی کچھ دنوں تک مطب کیا آخر میں دہلی میں آگئے تھے اور جامع مسجد کے قریب مطب شروع کیا اور پھر وہاں سے بھی منتقل ہو کر کناٹ پیلس آگئے تھے) باوجود نابینا ہونے کے نباضی میں بہت ماہر تھے ایک صاحب کے چچا مرض استسقاء میں مبتلا تھے اور مراد آباد رہتے تھے حکیم صاحب نے بذریعہ خط مریض کے حالات اور وہاں کے اطباء کی تشخیص معلوم کی اور انکے بھتیجے جو دہلی میں رہتے تھے کی نبض دیکھ کر انکے چچا کی مزاجی کیفیت معلوم کر لی اور اسی کے مطابق نسخہ بھی تجویز کر دیا کچھ دنوں کے بعد یہ دوائیں استعمال کر کے ان کے چچا صاحب اس مرض سے چھٹکارہ پا گئے... (ہمدرد طبی کالج میگزین ۸۴...۱۹۸۳ء)

نابینا کی بینائی

ایک بار حکیم نابینا صاحب اپنے مطب میں مریضوں کو دیکھ رہے تھے خواجہ حسن نظامی (۱۸۷۶...۱۹۵۵ء) بھی وہاں موجود تھے جن سے وہ باتیں بھی کرتے جاتے تھے اسی درمیان مشہور و معروف ادیب مولانا ظہور احمد وحشی بھی نبض دکھانے آئے خواجہ صاحب نے انکا تعارف کرایا لیکن حکیم صاحب پھر بھی محو گفتگو رہے ہاتھ تو نبض پر تھا لیکن ذہن دوسری طرف حکیم صاحب نے دوسرے ہاتھ کی نبض پر ہاتھ رکھا اور وحشی صاحب کے احوال بتانا شروع کیے اور یہ بھی بتادیا کہ مرض کی وجہ سے انکا رنگ سیاہ ہوگیا ہے حکیم صاحب کی نباضی اور ذہانت کو دیکھ کر سب حیران رہ گئے حکیم صاحب کی نباضی کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی مریض کو مہینوں پہلے دیکھا ہوتا تو نبض دیکھ کر پہچان لیتے تھے کہ یہ فلاں شخص کی نبض ہے یا کسی کو سوتے سے جگانا ہوتا تو نبض دیکھ کر انکو معلوم ہوجاتا کہ اس کو جگانا ہے...(میرے زمانے کی دلی ۲۲۷...۲۸)

حکیم نابینا صاحب کے مطب میں انکے سامنے دواؤں کا ایک بڑا صندوقچہ رکھا رہتا تھا جس میں بہت سے خانے تھے بے تامل اس میں سے دوا نکال لیتے تھے انکا ہاتھ اسی دوا کے خانے پر پڑتا تھا جس کی ضرورت ہوتی اسی طرح وہ خود ہی ٹیلیفون کے نمبر ملا لیتے تھے...(تاریخ دارالعلوم دیوبند(۶۰...۶۴)

حکیم صاحب نبض دیکھتے دیکھتے اور باتیں کرتے کرتے سمجھ لیتے تھے کہ مریض غریب ہے یا امیر اور امیر ہے تو کس درجہ کا ہے امیر سے اسکی حیثیت کے مطابق قیمت وصول کرتے تھے...(میرے زمانے کے دلی ص ۲۳۱...۳۲)(جس مریض کو مہینوں پہلے دیکھا ہوتا اس کی صرف نبض پر انگلی رکھ کر کہہ دیتے تھے کہ آپ فلاں صاحب ہیں)

حکیم نابینا مرحوم مہاراج ہرکشن کے بچوں کی بنض دیکھنے انکی کوٹھی پر تشریف لے گئے خواجہ حسن نظامی بھی وہاں موجود تھے حکیم صاحب نے بچوں، رانیوں اور بیگمات کی نبض دیکھیں لیکن کسی سے حال نہیں دریافت کیا بلکہ سب کی بیماری کی تفصیل خود ہی بیان کردی مریضوں نے انکے بتائے ہوئے حال کی تصدیق کردی اسی طرح ایک مرتبہ حیدرآباد میں رانی صاحبہ کی نبض دکھانے حکیم نابینا کو بلایا گیا لیکن رانی کی نبض دکھانے کے بجائے مہاراجہ نے خاموشی سے خود ہی اپنی نبض دکھادی حکیم صاحب نے نبض پر ہاتھ رکھا اور بتایا کہ یہ تو مہاراجہ کی

نبض ہے سب لوگ حکیم صاحب کی اس نباضی سے انگشت بدنداں رہ گئے خواجہ حسن نظامی کا کہنا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں ایسا باکمال طبیب کہیں نہیں دیکھا...(ہندوستان کے مشہور اطباء ص ۱۳۴) بحوالہ روزنامچہ خواجہ حسن نظامی مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۴ء) حکیم نابینا کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ وہ کسی عورت کے مرض کی تشخیص کرتے وقت اسکی نبض دیکھنے کیلئے ہاتھ نہیں پکڑتے تھے بلکہ اس کی کلائی میں ایک ڈورا باندھ کر اس کا دوسرا سرا خود اپنے ہاتھ میں پکڑتے تھے اور اس سے مرض کی تشخیص فرمالیا کرتے تھے...(ہمدرد طبی کالج میگزین ۱۹۸۳...۸۴ء)

پتھری کے علاج میں مسیحائی

علامہ اقبال حکیم نابینا کی معالجانہ سوجھ بوجھ کے بہت معتقد تھے ایک مرتبہ انکے گردے میں پتھری ہوگئی ڈاکٹروں نے آپریشن کی رائے دی اور کہا کہ یہ آپریشن اگر ویانا میں ہوتو زیادہ بہتر ہے دوستوں کے مشورے سے حکیم نابینا صاحب کا علاج شروع کیا حکیم صاحب نے پتھری کی مخصوص مفرد یونانی دوائیں علامہ اقبال کو استعمال کرائیں اور اپنے مخصوص دواؤں کے صندوقچہ سے کشتہ حجر الیہود نکال کر دیا اور اسے استعمال کرایا ان دواؤں کے استعمال سے علامہ اقبال کی یہ تکلیف دور ہوگئی اور دوبارہ ایکسرے کرانے پر پتھری کا نام ونشان بھی نہ دکھائی دیا...(اطباء اور انکی مسیحائی ۱۸۸...۱۸۹، میرے زمانے کی دلی ص ۲۳۰)

مشہور صندوقچہ

حکیم نابینا صاحبؒ کی دواؤں کا صندوقچا بہت مشہور تھا جب تک کہ وہ کسی مریض کو اپنے اس صندوقچہ سے کچھ نکال کر نہ دیتے اسکو آرام نہیں ہوتا تھا جب ۱۹۳۴ء میں علامہ اقبال مرحوم (م ۱۹۳۸ء) لاہور میں بہت زیادہ بیمار ہوئے تو ڈاکٹروں نے علاج کیا مگر کوئی آرام نہیں ہوا ڈاکٹر صاحبان اور اعزہ زندگی سے مایوس ہوگئے مگر علامہ اقبال کا اصرار تھا کہ ایک مرتبہ حکیم نابینا صاحب کو بھی دکھلایا جائے چنانچہ انکے اصرار پر دلی میں حکیم نابینا سے مشورہ کیا گیا حکیم صاحب نے کہا کہ ضعف اعضاء کیوجہ سے کمزوری ونقاہت کا غلبہ ہے انہوں نے اپنے صندوقچے سے ''روح الذہب'' نکلوا کر علامہ اقبال کو بھیجی علامہ اقبال نے

پابندی سے وہ خاص دواء استعمال کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز میں وہ صحت مند ہو گئے علامہ اقبال مرحوم نے اظہار تشکر کے طور پر حکیم صاحب کے پاس دو شعروں کا تحفہ بھیجا جس میں انکی دواء ''روح الذہب'' کی تعریف کی وہ اشعار یہ ہیں...

ہے دروحوں کا نشیمن یہ تنِ خاکی میرا
ایک میں ہے سوز مستی ایک میں ہے تاب و تب
ایک جو اللہ نے بخشی مجھے صبحِ ازل
دوسری وہ آپ کی بھیجی ہوئی روح الذہب

(اطباء اور ان کی مسیحائی ص ۱۸۹)

مزار اقدس کی برکت

حکیم نابینا مرحوم نے ایک عورت کی نبض دیکھی اور اسکی بائیں ہاتھ کی نبض میں ٹیڑھا پن پایا جو کہ بانجھ پن کی علامت ہے اس عورت نے نبض دکھانے کے بعد اپنی لڑکی کی نبض دکھائی جو اسکے ساتھ آئی تھی حکیم صاحب نے حیرت سے پوچھا کہ آپ کے اندر اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے پھر یہ لڑکی کیسے پیدا ہو گئی اسکا کیا قصور ہے حکیم صاحب یہ بھی جانتے تھے کہ عورت پاکدامن اور صاحب کردار ہے عورت نے کہا کہ آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں میں نے حضرت بابا فرید گنج شکرؒ (۱۱۷۳...۱۲۶۹) کے مزار اقدس پر جا کر بہت گڑ گڑا کر دعا مانگی تھی اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا سن لی اور اسکے بعد میری یہ لڑکی پیدا ہوئی ہے لیکن اس سے پہلے یا اسکے بعد کوئی اولاد نہیں ہوئی... (اسرار شریانیہ ص ۳۰)

عجیب قسم کا پرہیز

حکیم نابینا مرحوم پرہیز بھی عجیب قسم کا کرواتے تھے کوئی نسخہ ایسا نہیں لکھتے تھے جو عطار بندھوانا پڑے تمام دوائیں اپنے پاس سے دیتے تھے مرکبات بھی اور مفردات بھی مفردات اصلی شکل میں نہیں دیتے تھے پرہیز انکے یہاں گیارہ بجے شروع ہوتا تھا گیارہ بجے سے پہلے ورم جگر کے مریض کو پراٹھے اور مرغن قورمہ کھانے کی اجازت تھی حالانکہ دوسرے اطباء ورم جگر میں چکنائی کا

سخت پرہیز بتاتے ہیں گیارہ بجے کے بعد چاول اور مٹھائی حتیٰ کہ میٹھا پھل بھی کھانے کی ممانعت تھی حکیم نابیناؒ خود گیارہ بجے کے بعد نمکین غذا کبھی نہیں استعمال کرتے تھے انکا دستر خوان ۲۴ گھنٹے میں صرف ایک وقت صبح مطب شروع کرنے سے پہلے بچھتا تھا...(میرے زمانے کے دلی ص ۲۲۸)

روزانہ کے ایک ہزار روپیے

حکیم نابینا صاحبؒ شہر میں مریضوں کے گھر نہیں جاتے تھے اور کہیں گئے بھی تو فیس کا کوئی سوال نہیں تھا شہر سے باہر کی فیس ایک ہزار روپے روزانہ لیتے تھے دلی میں یہ حضرات فیس نہیں لیتے تھے امیر غریب راجہ، نواب کوئی بھی دلی کے اندر فیس پیش کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا نسخہ بے حد سستا لکھتے تھے اور مہنگی دوائیں اپنے پاس سے مفت دیتے دلی میں مریضوں کے ہاں اپنی سواریوں سے جاتے تھے لیکن دلی سے باہر کسی کے یہاں جانے کی فیس ہزار اور کسی کی ر وزانہ دو ہزار روپئے تھی اور فیس لیکر بھی طنطنہ باقی رہتا تھا...(میرے زمانے کی دلی ص ۱۶۱...۶۲)

حکیم نابینا صاحب امراء سے دواؤں کی قیمت دل کھول کر لیتے اور غرباء کو دوائیں مفت دیتے تھے ایک دفعہ نواب میر محبوب علی خاں نظام دکن کیلئے انہوں نے کوئی دواء تجویز کی اور کہا کہ اس کی میں ایک لاکھ گولیاں بناؤں گا بار بار بنانا مشکل ہے ایک لاکھ گولیوں کی قیمت ایک لاکھ روپے تھے نظام نے ایک لاکھ روپئے دے دیئے...(میرے زمانے کے دلی ص ۲۳۱...۳۲)

شیخ کی کرامت کا مشاہدہ

حکیم نابینا مرحوم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (م ۱۹۰۵ء) سے بیعت تھے اور انہوں نے مرشد کی صحبت میں رہ کر باطنی کمال بھی حاصل کیا تھا انکا بیان ہے کہ: ''ایک مرتبہ میں نے حضرت گنگوہیؒ سے عرض کیا کہ اگرچہ میں نے ذریعہ معاش کیلئے طب پڑھ لی ہے لیکن اطباء نبض کے علاوہ مریض کا چہرہ، قارورہ اور دوسرے مشاہدات کی مدد سے مرض کی تشخیص کرتے ہیں اور میں بوجہ عدم بصارت اس سے محروم ہوں میرے لئے دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری اس مشکل کو آسان فرما دے''
اس پر حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا...''اللہ تعالیٰ تمہیں نباضی کی مہارت عطا فرمائے گا جس

سے تم مریض کے امراض پر مطلع ہو جاؤ گے جن کو دوسرے اطباء مشاہدات سے معلوم کرتے ہیں'' حکیم صاحب کا بیان ہے کہ میں شیخ کی اس کرامت کا روزانہ مشاہدہ کرتا ہوں نبض پر ہاتھ رکھتے ہی مجھ کو مریض اور مرض کی تمام کیفیتیں منکشف ہو جاتی ہیں...(تاریخ دار العلوم دیو بند ص ۶۲)

دینداری کی عجیب مثال

حکیم نابینا صاحبؒ کو اپنے پیر حضرت گنگوہیؒ سے اتنا تعلق تھا کہ وہ دیو بند، گنگوہ اور یوسف پور کے کسی مریض سے چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان، کبھی بھی قیمتی سے قیمتی دواؤں کی قیمت نہیں لیتے تھے اسی طرح علماء وصوفیا سے بھی آپ نے کبھی قیمت نہیں لی مطب میں ہر وقت مریضوں کا ہجوم رہتا تھا مگر اسکے باوجود دینداری بہت غالب تھی آپ نہایت عبادت گزار تھے اور ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے...(تاریخ دار العلوم دیو بند ص ۶۲)

دینداری اور عبادت گزاری کا یہ عالم تھا کہ اکثر چلّہ میں بیٹھ جاتے اور تین دن یا سات دن مطب سے کنارہ کش ہو کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاتے انکی غیر موجودگی میں آپکے صاحبزادگان مریضوں کو دیکھتے جب حکیم صاحبؒ عبادت سے فارغ ہو جاتے اور صاحبزادوں سے مریضوں کا حال پوچھتے اور جب معلوم ہوتا کہ کسی کو بھی فائدہ نہیں ہوا ہے تو نسخہ اپنے ہاتھ میں لیکر فرماتے کہ یہی نسخہ دوبارہ استعمال کراؤ اسی سے فائدہ ہوگا چنانچہ اسی نسخہ سے مریضوں کو فائدہ ہو جاتا تھا...(محدث گنگوہیؒ ص ۳۴...۳۵)

سچ تو یہ ہے کہ جو زبان ہر وقت **لاالہ الااللہ** کہتے کہتے سوکھتی ہو اس سے نکلا ہوا جملہ یا جن ہاتھوں سے روزانہ تسبیح پر درود شریف اور اللہ کا ذکر ہزاروں مرتبہ کیا جاتا ہو اس ہاتھ سے لکھا ہوا کوئی نسخہ اپنے اندر کیوں نہ اثر رکھے گا...

دواء میں جادو کا اثر

ملا واحدی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''میرا ایک بیٹا سخت بیمار تھا اس کے بچنے کی امید نہیں رہی تھی خواجہ حسن نظامی نے فرمایا کہ حکیم نابینا صاحب کو دکھاؤ میں لڑکے کو لے کر خواجہ صاحب کے ساتھ حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا حکیم صاحب نے میرے لڑکے کا

معائنہ کیا اور اس کیلئے دوا عنایت کی دوا کا اثر کیا بتاؤں لڑکا ۲۴ر گھنٹے میں آدھ پاؤ دودھ نہیں پی رہا تھا لیکن دوا کے استعمال کرتے ہی پہلے دن سے اس نے آدھ سیر دودھ پیا اور تین چار دن بعد ڈیڑھ سیر دودھ روزانہ پینے لگا اور اچھا ہونے لگا...(میرے زمانے کے دلی ۲۲۷...۲۲۸)

برف سے بچے کی پیدائش

افضل الحکماء حکیم مولوی محمد فضل اللہ خاں (آپ اجمیر شریف کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے ۱۹۰۷ء میں اپنے آبائی وطن اجمیر شریف میں پیدا ہوئے اور اجمیر ہی کے مشہور مدرسہ سے دارالعلوم حنفیہ صوفیہ سے عربی کے مروجہ نصاب کی تکمیل فرمانے کے علاوہ ہرفن کو علیحدہ علیحدہ استادانِ کامل سے بھی حاصل کیا...

۱۹۴۰ء میں افضل دواخانہ قائم فرمایا والد ماجد ابوالحکماء مولوی حکیم محمد حمید اللہ خاں گذشتہ نصف صدی کی مشہور و معروف اور صاحب کمال ہستی تھی) سابق طبیب اعزازی درگاہ معلیٰ اجمیر شریف کے مطب میں ایک شخص مسمیٰ عنایت بیگ حاضر ہوا اور یہ کہا کہ میرے گھر میں آج پورے تین روز ہو رہے ہیں دردِ زہ کی شدتیں لحہ بہ لحہ بڑھتی جارہی ہیں اور بچہ پیدا ہونے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی آخر میں لیڈی سرجن کو دکھلایا تو اس نے مشورہ دیا کہ بجز آپریشن بچہ پیدا نہیں ہوسکتا اور ساتھ ہی اس شبہ کا اظہار بھی کیا ممکن ہے کہ بچہ کو کاٹ کاٹ کر نکالا جائے مریضہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے آپریشن کرانے سے انکار کر دیا میں اسکے انکار پر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں آپ برائے کرم تشریف لے چلیں اور مریضہ کو ملاحظہ فرمائیں...

غالباً رات کے دس گیارہ بجے کا وقت ہوگا حکیم صاحب قبلہ تشریف لے گئے اور مریضہ کو ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ نے تشخیص کیا کہ بچہ شکم مادر میں پھیل گیا ہے جس کی وجہ سے دردوں میں اضافہ ہو رہا ہے اس وقت آپ فوراً ۲ر سیر برف کا ٹکڑا تلاش کر کے لائیں فوراً ہی آدمی دوڑ پڑے اور برف تلاش کر کے لائے حکیم صاحب نے برف کو مریضہ کے شکم پر رکھوایا پانچ منٹ بھی نہ گزرے تھے کہ بچہ شکمِ مادر میں سکڑ کر پیدا ہو گیا...(ماہنامہ صحت کراچی، اگست ۱۹۵۰ء)

حلق میں کنکھجورہ

ایک شخص مسمی نتھن عمر ۳۰؍سال حکیم فضل اللہ خاں کے مطب میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں صراحی سے منہ لگا کر پانی پی رہا تھا کہ کوئی چیز میرے حلق میں اتر گئی اور سینہ میں اندرونی جانب چپکی ہوئی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہے کیونکہ کبھی اس کی حرکت محسوس ہوتی ہے بارہ گھنٹے ہو چکے ہیں مجھے سخت تکلیف ہے اسپتال میں ایک گھنٹہ متواتر کوشش کی گئی مگر کسی طرح یہ خارج نہیں ہوئی حکیم صاحب نے بکرے کا گردہ قصاب سے منگایا اور اس میں ایک مضبوط دھاگہ باندھ کر مریض سے فرمایا کہ اسکو نگل جاؤ جب اس جگہ جہاں پر وہ چپکی ہوئی شئے ہو پہنچے تب ڈوری کو روک لینا تھوڑی دیر کے بعد مریض نے کہا کہ اب مجھے تکلیف نہیں معلوم ہوتی ہے حکیم صاحب نے ڈورے کو کھینچا جس سے گردہ باہر نکل آیا اس گردہ پر تین انچ کے قریب کنکھجورہ چپکا ہوا تھا یہ دیکھ کر سب کو حیرت ہوئی پھر آپ نے یہ نسخہ تجویز کیا:

صمغ عربی ۴؍ماشہ، کتیر ا ۴؍ماشہ ۴؍ماشہ گل ارمنی ۴؍ماشہ اور جدوار خطائی نصف ماشہ کر کے اول کھالیں بعد میں لعاب بہدانہ ۳؍ماشہ پانی میں بھگو کر حل کر کے چھان لیں اور شربت انجبار ۲؍تولہ ملا کر پلائیں...(ماہنامہ کراچی صحت، اگست ۱۹۵۰ء)

آبِ سرد سے ہیضہ کا علاج

حکیم فضل اللہ خاں ایک مریض کو دیکھنے گئے اس کو شدت سے خونی دست آرہے تھے اور وہ جاں بلب تھا پورا جسم پسینہ سے تر تھا اور نبض غائب تھی مقامی اطباء نے نمکین سیال بہت دیا مگر سب بیکار ثابت ہوا حکیم صاحب نے دیکھتے ہی اسکے جسم پر ٹھنڈا پانی ڈلوانا شروع کیا اس عمل سے جسم کے مسامات بند ہو گئے اور مریض کو کپکپی طاری شروع ہوئی اور خون آمیز رقیق دست فوراً بند ہو گئے اور زندگی کے آثار بھی پیدا ہونے لگے پھر اسکو لحاف اوڑھا کر نسخہ استعمال کرایا...

شیرہ الا ئچی خورد ۹؍ماشہ، زہر مہرہ خطائی ایک ماشہ، نارجیل دریائی ایک ماشہ طباشیر ایک ماشہ پودینہ خشک ۳؍ماشہ کو عرق گلاب اور عرق پودینہ ۱۰ تولہ میں پیس چھان کر عرق لیموئی نعنائی ۳؍تولہ ملا کر تھوڑا تھوڑا پلایا جائے اس نسخہ سے مریض ہیضہ سے صحت یاب ہو گیا...(تذکرۃ الاطباء ص ۳۶)

طب یونانی کی کرامت

نواب سرسکندر حیات خاں سابق گورنر صوبہ پنجاب کو بنگال کے سترہ سرکردہ اور چوٹی کے ڈاکٹروں نے عکس رنیر اور ایلوپیتھک تشخیص کے تمام مراحل طے کرنے کے بعد یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ کا بایاں گردہ حالب طبعی سے بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اس میں رسولی اور سِل کا مادہ بھی موجود ہے اور اگر یہی حالت رہی تو دوسرا گردہ بھی خراب ہو جائیگا اس سلسلہ میں عمل جراحی کی ضرورت ہے لیکن ہندوستان میں وہ ساز وسامان اور ضروریات مہیا نہیں ہیں لہٰذا آپ بذریعہ ہوائی جہاز انگلستان تشریف لے جائیں اور اگر آپ نے ایک آدھ دن کیلئے بھی سفر کو ملتوی کر دیا تو مرض نہایت مہلک شکل اختیار کر لے گا...

نواب صاحب سفر انگلستان کیلئے روانہ ہو گئے اور اپنے اہل وعیال اور اعزہ واقربا کی ملاقات کیلئے لاہور تشریف لائے یہاں پہنچ کر بھی پنجاب کے ڈاکٹروں نے بنگال کے ڈاکٹروں کی تائید کی لیکن شفاء الملک حکیم فقیر محمد چشتی نظامی (حکیم فقیر محمد ۱۸۶۴ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے ابتداء ہی سے انہیں شفیق اور قابل ترین اساتذہ کی سرپرستی حاصل رہی ۳۶ر سال کی عمر میں مختلف علوم وفنون اور طب سے فارغ ہو کر امرتسر میں اپنا مطب قائم کیا آپ کو مفرد ادویہ پر بڑا عبور حاصل تھا اور ہمیشہ ایک دو مفرد ادویہ سے علاج کرتے تھے مختلف علوم وفنون اور خاص طور سے علم طب میں انکا مطالعہ بڑا وسیع تھا انکے ذاتی کتب خانہ میں تقریباً ۴ر ہزار قیمتی کتابیں موجود تھیں جو ۱۴ر مارچ ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ میں ضائع کر دی گئیں حکیم صاحب حالات سے مجبور ہو کر لاہور چلے آئے اور وہیں ۲۲ر اپریل ۱۹۵۲ء کو بعمر ۸۶ر سال انتقال کیا...) (۱۸۶۴...۱۹۵۲ء) سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسمیں آپریشن کیلئے انگلستان جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہاں بھی اسکا علاج ہوسکتا ہے چنانچہ آپ نے علاج شروع کر دیا اور کم و بیش ایک ہفتہ تک جوارش کمونی، تخم خرطم، خربزہ، بادیان، گاؤزبان، خمیرہ آبریشم عود مصطگی والا، مویز اور شہد وغیرہ کے استعمال سے انکی حالت بہتر ہوتی گئی اور وہ ہر لحاظ سے صحت یاب ہو گئے مندرجہ بالا نسخہ کو مختلف اوزان اور اوقات کی پابندی کے ساتھ کیا جاتا رہا ان چیزوں کے

استعمال نے پنجاب کے معزز ترین مریض کو ہوائی جہاز کے ذریعہ سے سفر انگلستان اور ولایت کے طبی اخراجات اور قیام کے مصارف سے نجات دلادی...(الحکیم لاہور، جنوری ۱۹۳۶ء)

ایک بہت بیمار مریض جو اٹھنے بیٹھنے کے قابل بھی نہیں تھا حکیم فقیر محمد چشتی نظامی کے پاس لایا گیا اسکی حالت یہ تھی کہ چہرہ پر زردی اور لاغری نمایاں تھی، ہاضمہ بہت خراب تھا اور پیشاب بالکل دودھیا آتا تھا پنڈلیوں میں اینٹھن اور آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے حکیم صاحب نے نبض کے معائنہ کے بعد تفصیلی حالات معلوم کیے اور ضعف جگر مزمن تشخیص کیا اور نسخہ استعمال کرایا...

پوست ہلیلہ زرد، پوست بلیلہ، آملہ مقشر، زنجبیل، قلفل سیاہ، فلفل دراز، سنبل الطیب، سعد کوفی، شیطرج ہندی ہر ایک ایک تولہ، کشتہ فولاد ایک تولہ ان سب کا باریک سفوف کر کے عرق مکو، عرق کاسنی، شربت دینار صبح وشام استعمال کرائیں اور لوہے کا بجھا پانی دن میں چند مرتبہ پینے کو بتایا پرہیزی غذا دی گئی اور دواؤں کے استعمال کرنے سے مریض کی حالت سدھرنے لگی اور پھر تبدیل آب وہوا سے وہ جاں بلب مریض بالکل ٹھیک ہو گیا...(اطباء اور انکی مسیحائی ص ۱۹۱)

سِل کا چونہ سے علاج

حکیم مولوی انیس احمد صدیقی (حکیم انیس احمد صدیقی ۱۹۲۳ء کو قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر (یو پی) میں پیدا ہوئے عربی و فارسی کتابوں کے علاوہ طبی کتابیں اپنے والد حکیم مولوی علاء الدین سے پڑھیں دینی تعلیم دار العلوم دیوبند سے اور طبی تعلیم منبع الطب کالج لکھنؤ سے حاصل کی آپ تقریباً ۲۰ طبی کتابوں کے مصنف بھی تھے) کے پاس مطب میں ایک مریض آیا جسکو کئی ماہ سے خشک کھانسی اور بخار کی شکایت تھی جس کیوجہ سے سینہ میں درد اور کمزوری بھی تھی اسنے حکیم صاحب سے اپنی غربت کا اظہار کیا اور کہا کہ پیسہ نہ ہونے کیوجہ سے میں اپنا علاج نہیں کر سکتا ہوں حکیم صاحب نے تشخیص کرنے کے بعد کہا کہ مرض سِل کی ابتدائی حالت ہے اور کہا کہ چونے کا پانی ۲ر تولہ دن میں ۳ر بار پیؤ اور لہسن کی چٹنی استعمال کرو چنانچہ اس معمولی سی دواء سے چار ماہ کے اندر وہ مریض بالکل صحت یاب ہو گیا...(تذکرۃ الاطباء ص ۳۶)

سوزاک میں سرخ مرچیں

حکیم مولوی رضی الدین خاں دہلوی (آپکا تعلق شاہی اطباء کے خاندان سے تھا آپکو خان بہادر اور شفاء الملک کا خطاب بھی ملا آپ دہلی کے ممتاز اطباء میں سے تھے اور حکیم اجمل خاں صاحب کے ہم عصر تھے) نے اپنے دادا کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ انکے پاس ایک مریض آیا جسکو سوزاک کی شکایت تھی اسنے بتایا کہ وہ ہر طرح کا علاج کرا کے تھک چکا ہے اس نے التجا کی کہ یا تو آپ کوئی دوا دیجئے یا زہر دید یجئے تا کہ میں اپنی زندگی سے چھٹکارہ پالوں پہلے تو حکیم صاحب نے علاج کو منع کیا مگر جب مریض زیادہ مصر ہوا تو آپ نے کہا کہ ایک تولہ سرخ مرچ صبح وشام پی کر کل پھر میرے پاس آنا دوسرے دن وہ شخص مطب میں آیا بری حالت تھی اور بے چینی بہت بڑھ گئی تھی چہرہ بدحواس اور قدم ڈگمگا رہے تھے اور پیشاب میں بہت جلن تھی آپ نے دیکھتے ہی کہا کہ آج پھر صبح وشام ایک ایک تولہ پی کر آنا اسنے تعمیل حکم کی اور تیسرے دن پھر آیا ابکی مرتبہ پہلے سے زیادہ تکلیف تھی اسکو چند آدمی پکڑے ہوئے تھے اور وہ بری طرح چلا رہا تھا حکیم صاحب نے کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے پھر وہی حکم دیا تیسرے دن جب مریض آیا تو اسکی حالت بہت بگڑ گئی تھی اس کو پالکی میں لایا گیا پیشاب میں خون آرہا تھا اور وہ تکلیف سے بالکل بدحواس تھا اس مرتبہ حکیم صاحب نے ایک معمولی نسخہ بہت لا پرواہی کے ساتھ مریض کو دیا اور کہا کہ تین روز استعمال کرنے کے بعد پھر آنا وہ نسخہ یہ تھا...

شیرہ تخم خیارین، شیرہ خار خسک خورد، شیرہ تخم خربزہ، عرق گاؤزبان اور عرق مکو ہر ایک ۵...۵ تولہ میں نکالکر شربت بزوری ۶ رتولہ شامل کر کے استعمال کرائیں تین روز بعد روغن صندل، روغن بلسان اور روغن بہروزہ کے ۲...۲ قطرے بتاشے ڈال کر استعمال کرنے کو کہا ان معمولی دواؤں سے مریض کو بہت جلد آرام ہو گیا اور دوبارہ پھر وہ مرض نہیں ہوا...(رموز مطب ص ۲۹...۳۰)

علاج میں فاقہ

حکیم عبدالحفیظ لکھنوی (حکیم عبدالحفیظ، حکیم محمد اسماعیل کے صاحبزادے تھے ۱۸۵۷ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے درسیات کی تکمیل مولانا محمد نعیم فرنگی محلیؒ سے اور طب کی تعلیم اپنے

چچا حکیم محمد ابراہیم سے حاصل کی طب کے جزء عملی پر آپ کی گہری نظر تھی اور تشخیص ونسخہ نویسی پر مکمل عبور تھا آپ علاج بالمفردات میں بہت ماہر تھے ۱۹۲۸ء میں آپ کی وفات ہوئی) کے علاج کی ایک خاص بات یہ تھی کہ وہ مریض کو فاقہ بہت کراتے تھے ایک مرتبہ ایک صاحبہ اپنے بچے کو لیکر حکیم صاحب کے مطب میں آئیں حکیم صاحب نے معائنہ کیا اور کہا کہ اسے غذا نہیں دی جائیگی انہوں نے کہا کہ بچہ دودھ پیتا ہے تو حکیم صاحب بولے کہ پھر اس کی ماں کو فاقہ، وہ صاحبہ پھر بولیں کہ یہ ماں کا نہیں بلکہ بکری کا دودھ پیتا ہے حکیم صاحب نے فوراً جواب دیا کہ پھر بکری کو فاقہ اس پر ان صاحبہ نے کہا کہ وہ بکری مولانا سلامت اللہ (مولانا سلامت اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنو کے مشہور اور با اثر عالم تھے) کی ہے حکیم صاحب کے منہ سے برجستہ نکلا تو پھر مولانا سلامت اللہ کو فاقہ (تذکرہ خاندان عزیزی ۱۷۸ص)

سرسام کیلئے معمولی ہدایات

حکیم عبدالحفیظ مرحوم نے ایک یا دو سال کے بچے کا علاج کیا جسکو سرسام لاحق ہو گیا تھا شہر کے تمام بڑے بڑے ڈاکٹروں نے جواب دیدیا تھا حکیم صاحب نے غور سے بچے کا معائنہ کیا اور کہا کہ دماغ کے پردوں میں ورم آچکا ہے حالت بہت ہی نازک ہے پھر ہدایت کی کہ بچہ کو ایسی جگہ منتقل کر دیا جائے جہاں شور وغل بالکل نہ ہو اور پھر کوئی دوا لکھ کر دی اور یہ کہا کہ اگر بچے کی حالت ۲۴ گھنٹے تک ایسی رہی تو یہ بچ جائے گا انکی باتوں پر عمل کیا گیا جس سے بچہ بالکل ٹھیک ہو گیا... یہ واقعہ مولانا کامل بحر العلومی فرنگی محلی کا ہے جن کو بچپن میں یہ مرض لاحق ہو گیا تھا... (تذکرہ خاندان عزیزی ص ۱۷۷)

عرق مولی سے جھائیوں کا علاج

ایک مریض کے چہرے پر جھائیاں (سیاہ دھبے) پیدا ہو گئے تھے اور کسی علاج سے بھی ٹھیک نہیں ہو پا رہے تھے حکیم عبدالحفیظ نے مولی کے عرق اور سوئے کی پتی کے عرق کو شکر میں ملا کر روزانہ استعمال کرنے کو کہا جس سے دو ہفتے میں تمام داغ دور ہو گئے... (تذکرہ خاندان عزیزی ص ۱۸۵)

جسم کے ہر سوراخ سے خون

ایک مریض کو ناک، کان، منہ اور پیشاب کے راستے سے خون آرہا تھا جو ہر تدبیر کرنے کے باوجود بھی بند نہیں ہورہا تھا حکیم عبدالوحید صاحب لکھنوی (۱۹۰۲ء) نے جب اس مریض کا معائنہ کیا تو کہا کہ اسے املی کے سبز پتے اور سیاہ مرچ تازہ پانی میں پیس کر اور کپڑے سے چھان کر استعمال کرائے جائیں چنانچہ اس ترکیب سے خون فوراً بند ہوگیا اور صحت ہوگئی...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۱۸۵)

گنجے پن کا آسان علاج

ایک مریضہ کو سر کے گنجے پن کی شکایت تھی حکیم عبدالوحید صاحب نے رسوت زرد دہی میں پسوا کر ضماد کروایا جس سے یہ مرض ختم ہوگیا اور اس پر نئے بال پیدا ہوگئے...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۱۸۵)

تبحرِ علمی کی ایک مثال

حکیم عبدالحلیم لکھنوی (یہ حکیم عبدالعزیز (۱۹۱۱ء) کے چوتھے لڑکے تھے ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے طب کی علمی و عملی تعلیم اپنے چچا عبدالحفیظ صاحب سے حاصل کی مجربات عزیزی، مفردات عزیزی، رہبر سرجری، بستان المفردات اور طب کی تعلیمی زبان وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں ۱۹۵۴ء میں لکھنؤ میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے آپ سرجری میں بہت ماہر تھے اور نازک سے نازک آپریشن بھی کامیابی سے کر لیتے تھے) کو مفرد ادویہ پر بہت زیادہ عبور حاصل تھا اور وہ مفرد ادویہ پر مشتمل لمبا چوڑا نسخہ لکھ دیتے تھے ایک صاحب کے چہرے پر مہاسے تھے آپ نے ابٹن کا نسخہ لکھا تو اس میں ۲۴...۲۵/اجزاء لکھ ڈالے جو صرف قشریات (چھلکے) پر مشتمل تھے جیسے قشر لیموں اور قشر نارنگی وغیرہ وغیرہ...آپ کے نسخہ کی خاص بات یہ ہوتی تھی کہ نسخہ لکھتے وقت اگر منہ سے پہلے برگ نکل جاتا تھا تو سارا نسخہ برگیات پر لکھا جاتا تھا اسی طرح گل، بیج، تخم یا شگوفہ میں سے کوئی بھی لفظ اگر نسخے کا پہلا جزو ہوتا تو پھر پورے نسخہ میں شروع آخر تک وہی مخصوص جزو ہوتا تھا...

آپ کی زبان پر عربی و فارسی آمیز کلمات بکثرت چڑھے رہتے تھے اور ہمیشہ وہی اصطلاحی الفاظ ہی استعمال کرتے تھے یہ عادت ان کی اتنی پختہ تھی کہ جاہل اوران پڑھ لوگوں سے بھی بے خیالی میں ایسے الفاظ بول جاتے تھے ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت انکے مطب میں اپنے کو دکھانے کیلئے بہت جلدی کررہی تھی حکیم صاحب نے انکو مخاطب کر کے فرمایا ''عجوزہ محترمہ آپ ہی کے جیسے مستعجلین کیلئے میں نے اس لوح کی تعلیق کروائی ہے''...آپ کے مطب میں ایک فریم میں لکھا ہوا تھا...''التعجیل من الشیاطین ''(تذکرہ خاندان عزیزی ص۳۶۱)

پیٹ میں پھوڑے کی تشخیص

مولوی عزت اللہ فرنگی محلیؒ کے شانے میں ایک مرتبہ درد ہوا بھوک بند ہوگئی بخار و دیگر تکالیف بھی شروع ہوگئیں ڈاکٹری کے علاوہ یونانی علاج بھی ہوا مگر کسی سے فائدہ نہیں ہوا آخر میں حکیم عبدالحلیم لکھنوی کو بھی دکھلایا گیا آپ نے تشخیص کی کہ پیٹ میں پھوڑا ہے جلد ہی آپریشن ہونا چاہئے ورنہ تین دن میں انتقال ہوجائے گا حکیم صاحب کی اس تشخیص پر سب کو حیرت ہوئی کیونکہ حکیم صاحب اپنی اس تشخیص میں تنہا تھے چنانچہ ان کے کہنے پر ڈاکٹر کو آپریشن کیلئے بلوایا گیا مگر ڈاکٹر کے آنے سے پہلے ہی مولوی صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے...(تذکرہ خاندان عزیزی ص۳۶۲)

قلب کا جان لیوا پھوڑا

فرنگی محل کے مشہور عالم مولانا محمد میاںؒ کے بھائی مولانا نور میاںؒ کے قلب کے پاس ایک دن اچانک شدید درد ہوا ڈاکٹروں کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیسا درد ہے حکیم صاحب لکھنوی نے بھی اچھی طرح معائنہ کیا اور کہا کہ قلب میں پھوڑا بن رہا ہے اور وہ پھوٹنے والا ہے چنانچہ ایکسرے کروایا گیا اور دوسرے جدید ذرائع تشخیص بھی استعمال کئے گئے جس سے حکیم صاحب کی تشخیص صحیح ثابت ہوئی حکیم صاحب کے کہنے کے مطابق کچھ دنوں کے بعد وہ پھوڑا پھٹ گیا اور اس سے قلب کی شرائین مجروح ہوگئیں اسی مرض میں مولانا کا انتقال ہوگیا...(تذکرہ خاندان عزیزی ص۳۶۲)

آنکھوں میں لوہے کے ذرات

حکیم عبدالحلیم کوامراض چشم میں بھی بہت مہارت تھی اسی مہارت کی بناپر ایک انگریز افسر ان کے پاس بغرض علاج آیااسکی آنکھوں میں کافی سرخی وسوجن تھی اور درد جلن بھی بہت زیادہ تھی ڈاکٹروں نے بتایا کہ آنکھ میں پھوڑا بن رہا ہے اسلئے آپریشن ہوگا حکیم صاحب نے انگریز افسر سے پوری کیفیت معلوم کی اوراسکے پیشے کے بارے میں پوچھااس نے بتایا کہ وہ لکھنؤ کے ریلوے ورکشاپ میں کام کرتا ہے اور خراد کی مشینوں کے پاس رہتا ہے حکیم فوراً تاڑ گئے کہ لوہے کا کوئی ذرّہ آنکھوں میں چلا گیا ہے پھر مریض کو ڈارک روم میں لے گئے اوراسکی آنکھوں پر مقناطیسی پتھر رکھااور آنکھ کھولنے کی ہدایت کی اور کہا کہ درد میں کمی معلوم ہوتو بتائیں تھوڑی دیر بعداسنے بتایا کہ درد کم ہوگیا ہے حکیم صاحب کواطمینان ہواافسر سے کہا کہ تمہارا علاج ہوگیا ہے مقناطیس نے لوہے کے ذرات کواپنی طرف کھینچ لیا تھا جس سے انگریز افسر کی تکلیف دور ہوگئی اور پھر تین دن تک آنکھ میں ڈالنے کو کوئی دواء تجویز کردی...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۳۶۲)

محتبس منی کا اخراج

حکیم عبدالحلیم لکھنوی نے ایک مریضہ کا معائنہ کیا جس کواختناق الرحم (ہسٹیریا) اورہچکی کی شکایت تھی جس کی وجہ سے اس کا جسم اینٹھ گیا تھااور حلق سے پانی کا ایک قطرہ بھی نیچے نہیں اتر تا تھادوسرے طبیبوں نے ہوش میں لانے کی بہت کوشش کی مگر سب رائیگاں ثابت ہوئیں انکاخیال تھا کہ مریضہ چند گھنٹوں میں مرجائے گی حکیم صاحب نے دیکھ کر تشخیص کی کہ یہ مرض تراکم منی (منی کارک جانا) سے پیدا ہوتا ہے اس لئے جب تک منی کو خارج نہیں کیا جائے گا ہوش نہیں آئے گا چنانچہ آپ نے فرفیون کو بکری کے پتے میں پسوا کر عطر موتیا میں حل کروایا اوراس کے بعد خالص زعفران کواس میں پیس کر ڈلوایا پھر بذریعہ دائی مریضہ کی اندام نہانی میں رکھوادیا اس عمل سے محتبس منی خارج ہوگئی اور مریضہ بیدار ہوکر ہاتھ پیروں کوحرکت دینے لگی لیکن نگلنے میں پریشانی اسی طرح باقی رہی اسکے بعد حکیم صاحب نے فم معدہ پر سینگی لگوائی جس سے ہچکی ختم ہوگئی پھرآپ نے حلق میں سینگی لگوائی جس سے حلق کی تکلیف بھی دور ہوگئی اور پھر مریضہ کھانے پینے ونگلنے پر قادر ہوگئی...(تذکرۃ الاطباء ص ۹۹...۱۰۰)

لوہار کی مخصوص نبض

حکیم سید فرید احمد عباسی امروہوی (حکیم فرید احمد عباسی امروہہ ضلع مراد آباد یوپی کے رہنے والے تھے اور مولوی سید علی محمد عباسی وکیل کے فرزند تھے ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی اردو فارسی پڑھکر عربی کی کتابیں مولانا شیخ حسین عربؒ سے پڑھیں اور حدیث کی تعلیم مشہور عالم مولانا سید احمد حسن صاحب محدث امروہویؒ سے حاصل کی طب کی ابتدائی کتابیں حکیم اجمل خاں سے نفیسی اور شرح اسباب حکیم واصل خاں سے اور علاج و معالجہ کی دیگر کتابیں حکیم عبدالمجید صاحب سے پڑھیں فن دواسازی میں انکی مشہور کتاب الصیدلۃ الجمیلۃ ہے اسکے علاوہ وہ سیرت آل عباسی بھی آپ کی تصنیف ہے ...) (۱۸۷۱...۱۹۶۲ء) کے پاس انکے مطب میں ایک مریض آیا حکیم صاحب نے پہلے دائیں ہاتھ کی نبض دیکھی اور پھر بائیں ہاتھ اور یہ پایا کہ دائیں ہاتھ کی نبض بائیں ہاتھ کی بہ نسبت زیادہ قوی ہے حکیم صاحب نے مریض سے تعجب کے انداز میں پوچھا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے مریض نے کہا کہ میں لوہار ہوں حکیم صاحب سمجھ گئے کہ یہ سیدھے ہاتھ سے کام کرتا ہے اسلیئے اسکی سیدھے ہاتھ کی نبض زیادہ قوی ہے...(اخبار الطب کراچی، اپریل ۱۹۸۵ء)

یونانی دواؤں کا اعجاز

بوڑہ گاؤں کے مشہور رئیس ستر سالہ حاجی کریم اللہ خاں دستوں کی شکایت میں مبتلا ہوئے اور یہ سلسلہ طویل چلا ڈاکٹری علاج کرایا گیا جس سے مکمل طور پر شفایابی نہیں ہوسکی حاجی صاحب کی تکلیف مسلسل بڑھتی جارہی تھی اور آخر میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ پاخانہ کے مقام پر زخم ہو گیۓ جس سے آبدست لینے میں بہت تکلیف ہوتی تھی حکیم عباسی صاحب نے حاجی صاحب کا بغور معائنہ کیا اور حالات سننے کے بعد زخموں پر لگانے کیلیۓ مرہم سفید کا فوری استعمال بتایا اور پینے کیلیۓ سفوف صبح وشام دیا جس میں پوست خشخاص گوند ڈھاک، مصری اور اسپغول مسلم جیسی دوائیں شامل تھیں انکے علاوہ کھانے کے بعد جوارش انارین اور بوقت خواب جوارش مصطگی کا استعمال کرایا ایک ماہ تک ان دواؤں کے استعمال کرنے کے بعد حاجی صاحب نے اس مرض سے چھٹکارہ پالیا اور حکیم عباسی کو بہت انعامات سے نوازا...(اطباء اور انکی مسیحائی ص ۲۰۵)

اسی طرح ایک مریضہ کو شدید قسم کا یرقان لاحق ہوا ڈاکٹروں کو دکھایا گیا انہوں نے جواب دیدیا حکیم عباسی صاحب نے بھی اس مریضہ کا معائنہ کیا اور مندرجہ ذیل نسخہ لکھا جس سے وہ مریضہ بالکل ٹھیک ہوگئیں...

تخم کشوث، گل غافث، گل بنفشہ، صبر زرد، گل سرخ، تخم کاسنی، ہموزن باریک سفوف کر کے آب کاسنی میں چنے کے برابر گولیاں بنائیں دو گولی صبح و شام آب مرّ وقین و شربت بزوری کے ساتھ استعمال کرائیں... یہ نسخہ کئی روز تک استعمال میں رہا اسکے ساتھ ساتھ پرہیز و احتیاط بھی رکھا گیا... (اطباء اور انکی مسیحائی ص ۲۰۵...۲۰۶)

خمیدہ سر کے بچے کی پیدائش

ریاست ٹونک کے نواب صاحب کی بیٹی جو کہ حاملہ تھی اسے وقت پورا ہونے کے بعد بھی دردِزہ کی تکلیف بہت زیادہ تھی اور کسی صورت سے بھی فراغت نہیں ہو پارہی تھی اس وقت کے بہت سے اطباء علاج کیلئے بلائے گئے مگر کسی سے بھی تشخیص نہیں ہو پائی سب کی رائے اس سلسلہ میں مختلف تھی افسر الاطباء مولوی حکیم سید برکات احمد (حکیم سید برکات احمد بہار کے ممتاز اطباء میں سے تھے آبائی وطن قصبہ میر نگر ضلع پٹنہ تھا، ۱۲۸۰ھ ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے آپ کے والد حکیم سید دائم علی ریاست ٹونک (راجھستان) کے مشہور طبیب تھے اور وہاں سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی اس لئے حکیم برکات احمد صاحب کا قیام زیادہ تر ٹونک ہی میں رہتا تھا)

ابتدائی علوم اور طب اپنے والد سے پڑھی لکھنؤ کے مشہور اطباء سے بھی آپ نے طب پڑھی اور دہلی میں حکیم بخت خاں شاگرد حکیم احسن اللہ خاں سے بھی مطب سیکھا اس طرح لکھنؤ اور دہلی کے دونوں طبی نظریاتی اداروں کے آپ شاگرد ہوئے کچھ دن آپ نے بھوپال میں بھی مطب کیا بعد میں پھر ٹونک چلے گئے اور وہاں والد کے مطب کو سنبھالا مطب کے علاوہ درس و تدریس کا کام بھی انجام دیتے رہے آپ نہایت کامیاب طبیب اور استاد تھے ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۸ء میں آپ نے وفات پائی... (۱۸۶۳...۱۹۲۸ء) کو بھی اس مریضہ کو دکھایا گیا حکیم صاحب نے جیسے ہی اس مریضہ کا معائنہ کیا فوراً کہا کہ جنین کا سر مڑ گیا ہے اور

تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد ولادت ہوگی حکیم صاحب نے دوا کے طور پر زرد رنگ کی بھڑ کو جلا کر
۶ / ماشہ گرم پانی کیساتھ استعمال کرنے کو کہا وہاں موجود سبھی اطباء اور خود نواب صاحب بھی
حکیم صاحب کے اس علاج سے متعجب تھے نواب حافظ محمد ابراہیم خاں نے کہا کہ اگر تمہارا یہ
علاج ناکام رہا تو اس کا انجام برا ہوگا مگر حکیم صاحب ذرا بھی نہیں گھبرائے تھوڑی دیر کے بعد
بچہ کا سر مڑا ہوا پیدا ہوا جس سے آپ کی تشخیص اور حذاقت کی تائید ہوگئی...(رموز الاطباء ص ۶۱)

سکتہ کی تشخیص

ریاست ٹونک میں ایک شخص کو مرض سکتہ لاحق ہو گیا جو اطباء علاج پر مامور تھے سب
نے کہا کہ یہ مر گیا ہے لیکن حکیم برکات احمد نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ مرا نہیں ہے بلکہ یہ سکتہ
میں پڑا ہے اور کل صبح تک ہوش آ جائے گا آپ نے تریاق کبیر ماء العسل (ماء العسل کی
ترکیب: ایک اور چار کی نسبت سے شہد کو ملا کر آگ پر پکائیں پھر ٹھنڈا کر لیں یہی ماء العسل
ہے بعض اوقات پانی کے بجائے کسی دوسرے مناسب عرق میں شہد ملا کر جوش دیتے ہیں
اسکو بھی ماء العسل کہتے ہیں اسکو جلاب بھی کہتے ہیں انگریزی میں اسکو hydromel
کہتے ہیں) میں حل کر کے استعمال کرانے کو کہا اور اسکو گھونٹ گھونٹ کر پلانے کی ہدایت دی
اس معمولی ترکیب سے دوسرے ہی دن مریض کو ہوش آ گیا...(رموز الاطباء ج ص ۶۲)

پیٹ میں چاقو

ایک نو عمر لڑکے نے چاقو کا پھل دانت کریدتے وقت اپنے حلق سے اتار لیا تھا اور وہ
پیٹ میں پہنچ کر شدید درد کا باعث بنا ہوا تھا متعدد ڈاکٹروں کو دکھلایا گیا اور ایک ڈاکٹر نے تو
لڑکے کی بے چینی دیکھ کر دست آور دوائیں بھی دیں جس سے دست شروع ہو گئے لیکن درد
میں کسی طرح بھی کمی نہیں ہوئی بلکہ روز بروز اس میں اضافہ ہوتا گیا جب کسی طرح کوئی چارہ
نہیں رہا تو ڈاکٹروں نے آپریشن کی رائے دی آپریشن کا نام سنکر لڑکے کے اعزہ بہت
گھبرائے اور سیدھے حکیم مولوی عبدالعزیز لکھنوی (آپ لکھنؤ کے نامور اطباء میں سے تھے
ان کو شیخ الرئیس ہند بھی کہا جاتا ہے یہ حکیم محمد اسماعیل کے بڑے صاحبزادے تھے علم ط

اپنے دادا حکیم محمد یعقوب اور چچا حکیم محمد ابرہیم سے پڑھا ۱۹۰۲ء میں آپ نے مدرسہ تکمیل الطب کی بنیاد ڈالی جو آج تک تکمیل الطب کالج میں تبدیل ہو چکا ہے تقریباً ۵۷ سال کی عمر میں ۱۹۱۱ء میں وفات پائی آپکی مندرجہ ذیل تصانیف ہیں...(۱) رسالہ تحفہ عزیزی فارسی (۲) رسالہ فی ابطال جرء جوہر الدماغ (۳) حواشی بر قانون شیخ (۴) ذاتی تجربات آخرالذکر دو کتابیں غیر مطبوعہ ہیں) کے پاس آئے اور حکیم صاحب کو اپنے ساتھ لے گئے حکیم صاحب نے جا کر اچھی طرح دیکھا اور ایک چھٹانک پارہ دودھ کے ساتھ پلوایا اسکے بعد چہل قدمی کرنے کو کہا دھیرے دھیرے درد نیچے سرکتا گیا جب درد ناف کے قریب محسوس ہونے لگا تو آپ نے حقنہ دلایا تین دفعہ حقنہ کرنے کے بعد پہلے تو چاقو کا پھل اور پھر تمام پارہ نکل آیا آپ نے اسکے بعد فوراً دودھ پلوایا اس طرح بغیر آپریشن کے چاقو پیٹ سے نکل آیا تمام ڈاکٹر صاحبان حکیم صاحب کی اس کرامت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے...(رموز مطب ص ۲۸...۲۹)

مناسب تریاق کا استعمال

حکیم عبدالعزیز مرحوم ایک مرتبہ لکھنؤ کے ایک نواب زادے کا علاج کرنے گئے اور انہوں نے وہاں اپنی مسیحائی دکھائی جس سے دوسرے اطباء بھی حیرت میں پڑ گئے نواب زادے کو چیچک نکل آئی تھی حکیم صاحب نے چیچک کے نسخے میں کافور کا اضافہ کر دیا اس سے دوسرے اطباء نے حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ اس سے چیچک کے بخار میں نقصان ہوگا حکیم صاحب نے فرمایا کہ اس چیچک میں چونکہ شدید بخار ہے اور خون میں زہر تعفن الدم شامل ہو گیا ہے اس لئے کسی مناسب تریاق کی ضرورت ہے جو اسکے زہریلے پن کو دور کر دے اور بخار کی شدت کو بھی کم کر دے کافور اس میں اسی مقصد کیلئے شامل کیا گیا ہے اس نسخے کے استعمال کے دوسرے ہی دن سے مریض کو فائدہ ہونے لگا...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۱۵۱)

مینڈک کے کباب

آگرہ پولیس کے ایک انسپکٹر حکیم عبدالعزیز کے پاس آئے انکو ایک شرمناک مرض لاحق ہو گیا تھا یعنی آبلہ فرنگ (آبلہ فرنگ آتشک کو کہتے ہیں) انسپکٹر صاحب نے متعدد

ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا حکیم صاحب نے انکی نبض دیکھی اور کہا کہ آپ کو دس دن تک سخت پرہیز کرنا ہوگا اور میری تجویز کردہ غذا ہی استعمال کرنا ہوگی حکیم صاحب نے کہا کہ آپ بیسن کی روٹی گائے کے گھی میں تر کر کے کا ہی گوشت (اس بچھڑے کا گوشت جو دودھ پینا چھوڑ رہا ہو اور ہری گھاس کھانے لگا ہو) کے شامی کبابوں کیساتھ کھائیں اور کباب بھی دھیمی آنچ پر اس طرح پکائے جائیں کہ گوشت کی لوچ ذرا بھی کم نہ ہو اور یہ کباب میرا باورچی تیار کرے گا...

چنانچہ حکیم صاحب کی ہدایت کے مطابق انسپکٹر صاحب نے دس روز تک مسلسل یہی غذا استعمال کی اور ان کو کافی لذیذ معلوم ہوئی جب دس دن پورے ہو گئے تو حکیم صاحب کے مطب میں جا کر یہ خوشخبری دی کہ اب میری تکلیف بہت کم ہو گئی ہے... حکیم صاحب کو بھی اطمینان ہو گیا کہ مرض کا خاتمہ ہو رہا ہے مریض صاحب بھی بہت خوش اور مطمئن تھے جب وہ صحت یاب ہو کر اپنے وطن جانے لگے تو حکیم صاحب سے کہا کہ آپ کے باورچی نے جو کباب مجھے کھلائے تھے وہ بہت ذائقہ دار تھے آپ میرے سفر کیلئے اسے مزید تیار کروا دیجئے حکیم صاحب نے کہا کہ وہ میرا باورچی نہیں بلکہ دواساز ہے آپ اسکو انعام دیجئے کیونکہ اسکو اپنی محنت کا اجر ضرور ملنا چاہئے پھر حکیم صاحب نے مسکرا کر کہا کہ میں نے کباب میں ایسے کراہیت والے جانور کا گوشت شامل کروایا تھا کہ اگر پہلے سے میں آپکو بتا دیتا تو آپ شاید اسے کھا نہیں پاتے پھر حکیم صاحب نے انکو یقین دلایا کہ وہ کوئی ناپاک جانور نہیں ہے انسپکٹر نے اصرار کیا کہ وہ کونسا جانور تھا تو حکیم صاحب نے کہا کہ وہ مینڈک تھا یہ سنکر حکیم صاحب کے حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اسکے بعد سے انہیں وہ مرض دوبارہ کبھی نہیں ہوا... (ہمدرد صحت، مارچ ۱۹۶۲ء)

ہزار روپے یومیہ پر مریض کا معائنہ

حکیم عبدالعزیز ایک مرتبہ مہاراجہ گائیکواڑ بڑودھ کے صاحبزادے کو دیکھنے گئے انکی شادی ہو چکی تھی مگر اولاد سے محرومی تھی صاحبزادے میاں شراب بھی کثرت سے پیتے تھے مہارانی اور مہاراجہ دونوں اپنے صاحبزادے کی اس بیماری سے متفکر تھے لکھنؤ سے حکیم

عبدالعزیز صاحب کوزحمت دی گئی حکیم صاحب نے اپنے دو ملازم چند دوائیں و کتابوں کے ہمراہ بڑودہ پہنچے حسب دستور ایک ہزار روپئے یومیہ حکیم صاحب کیلئے طے پایا گیا بڑودہ کے مہاراجہ کی آمدنی اس وقت تین کروڑ روپے سالانہ تھی حکیم صاحب کے ٹھہرنے کیلئے ایک آرام دہ کمرہ کاانتظام کیا گیا حکیم صاحب نے رانی کی نبض دیکھی کچھ نسوانی شکایات تھیں دوا استعمال کرنے کے بعد دو تین دن میں فائدہ نظر آنے لگا پھر حکیم صاحب نے صاحبزادہ کی نبض دیکھی اور انکا نسخہ لکھ کر واپسی کی اجازت چاہی اور کہا کہ اس نسخہ سے مکمل آرام ہوجائے گا لیکن مہارانی نے جانے سے روکا اور دوسرے دن مہاراجہ کی نبض دکھائی حکیم صاحب نے مہاراجہ کی نبض دیکھ کر کہا کہ آپ کو شروع کی زندگی میں کچھ امراض لاحق تھے جن کا حلقہ اثر اب بھی باقی ہے چنانچہ نسخہ لکھ کر دیا مہاراجہ کو حکیم صاحب کی یہ بات سنکر بہت حیرت ہوئی اور انہوں نے مہارانی سے معلوم کیا کہ کیا تم نے حکیم صاحب کو پہلے سے میرے گزشتہ امراض بتادیے تھے مہارانی نے انکار کیا تو مہاراجہ حکیم صاحب کی اس حداقت سے متاثر ہوئے اور انکی بہت خاطر مدارت کی اور انہیں خوشی خوشی رخصت کیا... ہندوستان کے مشہور (اطباء ص۸۳...۸۴)

وبائی بخار میں غسل

حکیم عبدالرشید (یہ حکیم عبدالعزیز لکھنوی کے صاحبزادے تھے تمام طبی تعلیم اپنے والد اور خاندانی بزرگوں سے حاصل کی اور ڈاکٹر کرنل اینڈرسن سے سرجری کی تعلیم حاصل کی ۱۹۲۰ء میں لکھنؤ میں وفات پائی اور اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے) (۱۸۷۹...۱۹۲۰) ایک قسم کے وبائی بخار میں ہر مریض کو غسل کرنے کی تاکید کرتے تھے ایک مرتبہ لکھنؤ میں اسی قسم کا بخار پھیلا اور وہ کسی بھی علاج سے ٹھیک نہیں ہوتا تھا بہت سے لوگ تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے حکیم عبدالرشید کے دو چھوٹے بھائی حکیم عبدالحکیم (۱۸۹۷...۱۹۲۲) اور حکیم عبدالعظیم (۱۹۰۹...۱۹۲۷ء) بھی اسی بخار میں مبتلا ہو گئے حکیم صاحب نے اپنے بھائیوں کو بھی تازہ پانی سے غسل کروایا حالاں کہ گھر کے دوسرے لوگ اسکی مخالفت کررہے تھے لیکن انکے حکم کے آگے کسی کی بھی نہیں چل سکی اس سے دونوں بھائیوں کو شفا حاصل ہوگئی... (تذکرہ خاندان عزیز ص۲۷۲)

حجامت بالنار اور گردن کا درد

بمبئی کا ایک تاجر بغرض علاج لکھنؤ آیا اس کی گردن کے پچھلے حصے میں ورم تھا اس نے یونانی اور انگریزی دونوں قسم کے علاج کروائے مگر کسی علاج سے بھی فائدہ نہیں ہوا حکیم عبدالحمید لکھنوی (یہ عبدالعزیز لکھنوی کے دوسرے صاحبزادے تھے ۱۸۸۴ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے انہوں نے بھی ڈاکٹر کرنل اینڈرسن سے سرجری کی تعلیم حاصل کی اور طب کی ابتدائی کتب درسیہ اپنے والد کے تلامذہ سے پڑھیں ۱۹۴۰ء میں لکھنؤ میں وفات ہوئی) علم الجراحت میں حجامت بالنار کا بیان پڑھا رہے تھے وہ مریض انکے زیر علاج تھا پڑھاتے پڑھاتے اچانک چندمنٹ کیلئے رکے اور پھر پڑھانا شروع کیا اسی وقت حکیم صاحب کے دماغ میں یہ بات آئی تھی کہ اس مریض کا علاج بھی حجامت بالنار سے کرنا چاہئے انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ مریض صحت یاب ہوگیا...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۳۲۵)

چنوں سے قئے میں فائدہ

شفاء الملک حکیم عبدالحمید صاحب ایک مرتبہ مہارانی بڑودھ کے علاج کیلئے بڑودھ تشریف لے گئے مہارانی کو بدہضمی کی شکایت تھی وہ جو کچھ بھی کھاتیں سب قئے کے ذریعے خارج ہوجاتا تھا اور یہاں تک کہ آب انار بھی ہضم ہونہیں ہوتا تھا ہر طرح کے علاج ہوئے مگر سب بے کار ثابت ہوئے حکیم صاحب نے علاج شروع کرنے سے قبل اپنے علاج میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرنے کا وعدہ لیا اور پھر بُھنے ہوئے چنوں کو مع چھلکوں کے استعمال کرنے کو کہا مہارانی کو پانی تک تو ہضم نہیں ہوتا تھا چنے کیا ہوتے چنوں کا نام سنکر مہاراجہ کو اشکال ہوا مگر حکیم صاحب نے چنوں کو ہی استعمال کرایا اس سے قئے نہیں ہوئی اسکے ساتھ ساتھ دوسری دوائیں بھی استعمال کروائیں جن سے مہارانی کو صحت ہوگئی حکیم صاحب کی تشخیص تھی کہ فم معدہ پر ورم آگیا ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی چیز ہضم نہیں ہورہی ہے اور قئے میں نکل جاتی ہے چنوں نے معدہ میں پہنچ کر وہاں کی رطوبت کو جذب کرلیا جس سے قئے بند ہوگئی اور پھر صحت ہوگئی...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۳۲۹)

چھ مہینے سے قبض

ایک مریضہ کو چھ مہینوں سے شدید قبض کی شکایت تھی اس شکایت سے پہلے اس کو موسمی بخار لاحق ہو چکا تھا جس کے علاج میں قبض کے ازالہ کیلئے شیر خشت (ایک مفرد دوا کا نام ہے اس کو انگریزی میں Manna کہتے ہیں اس کا نباتی نام Fraxinus Ornus ہے...) کا استعمال کرایا گیا تھا مگر اس سے بھی اجابت بالکل نہیں ہوئی... مریضہ اپنی روزمرہ کی غذا معمول کے مطابق لیتی تھی مگر اجابت نہیں ہوتی تھی... مقامی ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ اس کے امتحان کیلئے چھپ کر اس کا پتہ بھی لگوایا مگر ان کا یہ خیال غلط نکلا... حکیم عبدالحمید کے پاس جب یہ مریضہ آئی تو آپ نے اچھی طرح معائنہ کر کے گل بنفشہ، گل نیلوفر، برگ سناء مکی اور گل سرخ وغیرہ کو جوش دے کر دونوں وقت دودھ میں بغیر شکر ملائے ہوئے استعمال کرنے کو کہا دوا کے استعمال سے چار پانچ روز کے بعد مریضہ کے رشتہ داروں نے بتایا کہ اس کو اجابت ہو گئی ہے... یہ نسخہ مستقل استعمال میں رہا اور پھر معمول کے مطابق روزانہ مریضہ کو اجابت ہونے لگی... چار پانچ روز کے بعد ان دواؤں سے پیچش ہو گئی... چنانچہ اس نسخہ کو بند کروا کر معمولی دواؤں سے پیچش کا علاج کیا گیا جس سے اس میں فائدہ ہو گیا اور مریضہ کو معمول کے مطابق اجابت ہونے لگی...

حکیم صاحب کا خیال تھا کہ مریضہ کے معدہ میں شدید حرارت پیدا ہو گئی ہے اور وہ غذا کو سوخت کر دیتی ہے جس سے فضلہ نہیں بچتا تھا اسی اصول کو سامنے رکھ کر اس کا علاج مبرد اور ملین ادویہ سے کیا گیا تھا... (تذکرہ خاندان عزیزی ص ۳۳۰)

مرض کا سبب سوءِ ہضم

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۹۴۳ء) ایک مرتبہ شدید طور پر بیمار ہوئے... ڈاکٹروں نے ہائی بلڈ پریشر تجویز کیا اور اسی کے مطابق علاج بھی کیا مگر مرض اپنی جگہ پر قائم رہا... مولانا کے تیماردار لکھنؤ آئے اور حکیم عبدالحمید سے مشورہ کیا... حکیم صاحب نے ڈاکٹروں کی تشخیص اور ان کے علاج کو غلط بتایا اور کہا کہ مرض کا سبب سوءِ ہضم ہے اور پھر خود علاج شروع کیا چند روز بعد مولانا بالکل تندرست ہو گئے... (تذکرہ خاندان عزیزی ص ۳۲۳)

ماءالشعیر کی افادیت

والئی ریاست محمود آباد (یوپی) کے ولی عہد کو جن کی عمر اس وقت تین سال کی تھی دستوں اور بخار کی شکایت ہوئی اور پیشاب بھی بند ہو گیا جس سے تکلیف اور بھی بڑھ گئی... شہر کے ممتاز ڈاکٹروں کو دکھلایا گیا سب کی تشخیص الگ الگ تھی... تھک ہار کر اطباء یونانی کی طرف رجوع کیا گیا اور یہ طے پایا کہ جس طبیب کے نام کا استخارہ نکلے گا وہی معالج ہو گا... چنانچہ استخارہ میں حکیم عبدالمعید لکھنویؒ (آپ حکیم عبدالوحید لکھنوی (م ۱۹۰۲ء) کے صاحبزادے تھے... طب کی ابتدائی کتابیں بھی انہیں سے پڑھیں... والد کے انتقال کے بعد چچا حکیم عبدالعزیز کے زیر سایہ پرورش پائی... آپ نے سرجری کی باقاعدہ تعلیم بھی حاصل کی تھی... آپ ۱۸۸۵ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور ۲۵ فروری ۱۹۶۹ء کو وفات پائی اور لکھنؤ میں ہی دفن ہوئے... ۱۹۰۸ء میں آپ نے مطب کا سلسلہ شروع کیا... آپ نے سرجری میں بھی مہارت حاصل کی تھی... آپ تکمیل الطب کالج کے اہم ذمہ دار عہدوں پر فائز رہے... اس کے علاوہ طبیہ کالجوں کے ممتحن اور کئی تعلیمی کمیٹیوں کے ممبر بھی رہے... ''خادم الاطباء'' کے نام سے ایک رسالہ بھی نکالا...) کا نام آیا... حکیم صاحب نے اچھی طرح مریض کا معائنہ کیا اور کہا کہ میرے خیال میں بچے کو بخار کی شدت کے باعث پیشاب بند ہے اور شدت حرارت مائیت کو جذب کر رہی ہے... بعض اطباء نے ان کی اس تشخیص کو غلط بتایا مگر حکیم عبدالمعید اپنی رائے میں اٹل رہے انہوں نے دواء کے طور پر ماءالشعیر (جو کا پانی) اور شربت بزوری بارد ۲...۲ چمچے ہر گھنٹے بعد پینے کو دیئے... تقریباً ۶ گھنٹے بعد پیشاب ہوا اور بخار میں بھی کمی آ گئی پھر حکیم صاحب نے باقاعدہ علاج کیا اور دھیرے دھیرے وہ بچہ بالکل صحت مند ہو گیا...

حکیم عبدالمعید صاحب کو پتھری کے علاج میں بھی ملکہ حاصل تھا اور انہوں نے ملیریا بخار کیلئے ایک عرق تیار کیا تھا جس کی شہرت پورے شہر میں تھی... (تذکرہ خاندان عزیزی ص ۳۹۶)

آپریشن کے بغیر پتھری کا اخراج

لکھنؤ کے ایڈیشنل کمشنر مسٹر چارلس کے صاحبزادے جو کہ ڈاکٹر تھے ان کے گردہ میں

ایک بڑی سی پتھری پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے انہیں ہر وقت تکلیف و بے چینی رہتی تھی... ڈاکٹروں نے آپریشن کی رائے دی تھی اور ایک ماہ کے بعد آپریشن کا فیصلہ بھی کرلیا تھا... مسٹر چارلس نے صاحبزادے کا ایکسرے فوٹو ایک دن حکیم عبدالمعید صاحب کو دکھلایا حکیم صاحب نے ایکسرے دیکھ کر آپریشن کو منع کیا اور اپنے پاس سے پتھری کی معمول مطب دوائیں دیں... دواؤں کے استعمال کے ایک ہفتہ بعد مریض کو کچھ فائدہ محسوس ہوا... حکیم صاحب نے وہ دوائیں مستقل استعمال کرنے کو کہا دوائیں استعمال کرنے سے درد میں کافی آرام آگیا اور بے چینی بھی ختم ہوگئی... چونکہ علاج سے فائدہ ہو رہا تھا اس لئے مریض بھی بہت پابندی سے دوائیں استعمال کرتا رہا... ایک ماہ بعد جب گردہ کا دوسرا ایکسرے کیا گیا تو اس میں پتھری کا نام ونشان بھی نہیں تھا... مریض کی تکلیف بھی ختم ہوگئی تھی حکیم صاحب نے بغیر آپریشن کے پتھری جیسے موذی اور مہلک مرض سے نجات دلا دی... مسٹر چارلس حکیم صاحب کے اس کمال کو دیکھ کر بہت متاثر اور خوش ہوئے (اطباء اور ان کی مسیحائی ص ۱۵۸...۱۵۹ء)

حکیم صاحب نے ایک مرتبہ ایک نوجوان مریضہ کا حیرت انگیز علاج کیا جس کو کچھ نسوانی شکایات تھیں... لیڈی ڈاکٹر نے اس مریضہ کے پیٹ میں ٹیومر بتایا تھا اور آپریشن اس کا علاج قرار دیا تھا حکیم عبدالمعید صاحب نے خالص یونانی طریقہ علاج سے اس مریضہ کا علاج کیا اور کچھ دنوں کے بعد وہ ٹیومر غائب ہوگیا اور مریضہ صحت مند ہوگئی...

ہیضہ میں آئس کریم کا استعمال

لکھنؤ کے ایک تعلقہ دار کے صاحبزادے ایک مرتبہ ہیضہ میں مبتلا ہوئے بہت سے اطباء وڈاکٹر صاحبان وہاں موجود تھے لیکن کسی کی دوا سے بھی فائدہ نہیں تھا... شفاء الملک حکیم عبداللطیف فلسفی (آپ بھی حکیم عبدالوحید لکھنوی (م ۱۹۰۲ء) کے صاحبزادہ تھے... ۱۹۰۰ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے... حکیم عبدالمعید لکھنوی نے آپ کی پرورش کی... آپ کے اساتذہ میں امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ مولانا عبدالمجید فرنگی محلیؒ اور مولانا عبدالکریمؒ جیسے حضرات کے نام ملتے ہیں... اپنے خاندانی بزرگوں خاص کر حکیم عبدالمعید صاحب سے آپ

نے طب پڑھی، ۱۹۲۱ء میں تکمیل الطب کالج میں درس وتدریس شروع کی، ۱۹۲۷ء میں طبیہ کالج علی گڑھ کے پہلے وائس پرنسپل اور پرنسپل بنائے گئے...اپنی زبردست فنی صلاحیتوں سے ملک کے بیشتر طبی کالجوں کی ترقی کا سبب بنے...۱۹۴۵ء میں آپ کو شفاء الملک کا خطاب دیا گیا...۱۹۴۷ء کے بعد آپ صدر جمہوریہ ہند کے اعزازی طبیب بنائے گئے...ملک کی تمام طبی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے...طبیہ کالجوں کا نصاب تیار کرنے میں آپ نے اہم رول ادا کیا...۱۹۷۰ء میں دل کے مرض میں آپ کی وفات ہوئی اور لکھنؤ میں دفن کیے گئے...آپ نے متعدد کتابیں اور مضامین تحریر کیے تھے...ابن سیناء کی مشہور کتاب الادویۃ القلبیۃ (عربی) کا اردو ترجمہ بھی کر کے شائع کیا تھا...اس کے علاوہ ہماری طب میں ہندوؤں کا ساجھا، ہماری سائنٹفک طب یونانی، نبض، طبی ڈائری، طب اور سائنس، مختصر تاریخ قدیم تشریح، منافع الاعضاء، علم الجراحت اور تاریخ طب وغیرہ بھی آپ کی مشہور تصانیف ہیں...) کے پاس ایک مریض کو لایا گیا حکیم صاحب نے معائنہ کیا اور لیموں کی آئس کریم جموا کر تھوڑا تھوڑا چوسنے کی ہدایت کی...ایک گھنٹہ بعد ہی مرض میں کمی معلوم ہونا شروع ہوئی اور چار پانچ گھنٹے بعد مریض بالکل ٹھیک ہو گیا...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۴۱۶)

مرض چیچک میں انجیر کا استعمال

ایک بچہ کو جس کی عمر چار سال کی تھی چیچک نکل آئی تھی...حکیم عبداللطیف نے بھی بچہ کو دیکھا اور اپنے مطب کا مشہور نسخہ جو چیچک میں مفید تھا، استعمال کرایا لیکن قلب کی کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں انجیر کا اضافہ کر دیا...شاگردوں نے کہا انجیر کے استعمال سے دستوں کی شکایت ہو سکتی ہے لیکن حکیم صاحب نے فرمایا کہ ضعف قلب کو دور کرنا زیادہ ضروری ہے کیونکہ اگر قلب کا فعل بگڑ گیا تو پھر بہت دشواری ہو جائے گی جبکہ دستوں کا علاج آسان ہے چنانچہ اس دوا کے استعمال سے چند روز میں بچہ ٹھیک ہو گیا...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۴۱۶...۴۱۷)

تازہ کھجور اور کھانسی

حکیم عبداللطیف مرحوم ایک مرتبہ کراچی تشریف لے گئے وہاں انہوں نے ایک

مریض کو دیکھا جس کو خشک کھانسی کی شکایت تھی، ہر طرح کا علاج ہو چکا تھا مگر کسی سے بھی کامیابی نہیں ہوئی تھی حکیم صاحب نے اچھی طرح معائنہ کرنے کے بعد فرمایا کہ تازہ کھجور کی گٹھلی نکال کر اس کو پہلے اچھی طرح پیس لیں اور اس میں ہم وزن شہد ملا کر صبح و شام ٦...٦ ماشہ چار دن تک استعمال کرائیں... حکیم نثار احمد علوی کاکوروی ثم کراچوی مرحوم بھی وہاں موجود تھے ان کو نسخہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ کھجور جیسی معمولی چیز سے اتنے پرانے مرض کا خاتمہ کیسے ہو سکتا ہے لیکن چار دن بعد جب مریض آیا اور اس نے بتایا کہ اس کا مرض تقریباً آدھا ختم ہو گیا ہے تو ان کو اور بھی حیرت ہوئی... حکیم صاحب نے مزید ایک ماہ تک یہی دوا استعمال کرائی جس سے وہ بالکل صحت مند ہو گیا (تذکرہ خاندان عزیزی ص ۴۱۷)

ورم لوزتین کا کامیاب علاج

کراچی کے ایک وکیل صاحب جن کے گلے میں کافی سوجن تھی اور گلے کے غدود (Tonsils) کافی بڑھے ہوئے تھے، حکیم عبداللطیف کے پاس آئے... ڈاکٹروں نے آپریشن کی رائے دی تھی لیکن حکیم صاحب نے معائنہ کرنے کے بعد فرمایا کہ بغیر آپریشن کے یہ مرض ختم ہو جائے گا... آپ نے مغز املتاس ٦ گرام آدھ پاؤ دودھ میں جوش دے کر اور صاف کر کے صبح و شام پینے کو کہا... ایک ماہ تک یہی دواء استعمال کرنے سے وکیل صاحب کی یہ تکلیف کم ہو گئی اور دھیرے دھیرے بالکل ختم ہو گئی (تذکرہ خاندان عزیزی ۴۱۳)

اندام نہانی میں کیڑے

حکیم عبداللطیف فلسفی مرحوم کے پاس مطب میں ایک عورت آئی اور اس نے بتایا کہ مجھے جماع کی خواہشیں بہت زیادہ ہو گئی ہیں حکیم صاحب نے مریض کی پوری کیفیت کو اچھی طرح سے سمجھ کر مندرجہ ذیل نسخہ لکھا "بیخ ترب تازہ خراشیدہ نمک سیاہ، فلفل سیاہ باریک سفوف پاشیدہ در اندام نہانی بندش نمائید" مریضہ نے اس نسخہ کو استعمال کیا اور ہدایات کے مطابق اندام نہانی میں مولی رکھی دوسرے دن اس نے آ کر کہا کہ رات بھر مجھے سخت تکلیف و بے چینی رہی اس نے وہ مولی بھی دکھائی جو اس نے اپنی اندام نہانی میں رکھی تھی حکیم صاحب نے دیکھا کہ اس پر بے

شمار سفید رنگ کے کیڑے رینگ رہے تھےاور فرمایا کہ ان ہی کیڑوں کی وجہ سے اندام نہانی میں دغدغہ تھا جس سے خواہش جماع بڑھی ہوئی تھی...(تذکرہ خاندن عزیزی ص ۴۱۸)

شاگردوں کی حوصلہ افزائی

حکیم عبداللطیف فلسفی نے قاضی عبدالغفار (مولف حیات اجمل) کی ہچکیوں کا علاج کیا ایک مرتبہ صرف تازہ کچے دودھ کا جھاگ پلوا کر کیا تھا اسی طرح دمہ کا علاج صرف گندھک آملہ سار سے کیا اور کثرت احتلام کے ایک مریض کو شیرہ تخم خرفہ سیاہ کا استعمال کرایا ان معمولی دواؤں سے مذکورہ بالا مریضوں کو حیرت انگیز طور پر فائدہ ہوا مذکورہ بالا دوائیں حکیم صاحب نے اپنے شاگردوں کے کہنے پر محض انکی حوصلہ افزائی کیلئے استعمال کرائی تھیں...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۴۱۸...۴۱۹)

بندش حیض سے ریڑھ کا مرض

حکیم حافظ محمود رضا (حکیم محمود رضا بن حکیم احمد رضا ۱۸۹۵ء کو رامپور میں پیدا ہوئے ۸ سال کی عمر میں حفظ قرآن کیا حکیم عبدالعزیز سے طب کی تعلیم حاصل کی اور مطب سیکھا ۱۹۴۳ء میں حیدرآباد میں وصال ہوا) حیدرآباد میں ایک مریضہ کا معائنہ کیا اس کی ریڑھ کی ہڈی بڑھ گئی تھی ڈاکٹروں نے آپریشن کا ارادہ کرلیا تھا حکیم صاحب نے کہا کہ بغیر آپریشن کے یہ ٹھیک ہو جائے گی پندرہ روز تک ٹھہر جائیں حکیم صاحب نے بتایا کہ بندش حیض اس کا سبب ہے چنانچہ مدر حیض ادویہ کے استعمال کرانے سے پندرہ دن بعد یہ مرض غائب ہو گیا اور ڈاکٹر صاحبان متحیر رہ گئے...

حکیم محمود رضا چیچک کا علاج گوشت کا قیمہ کھلا کر اور برص کا علاج بھینس کے گوشت سے کرتے تھے آپ کو مرض فیلپا (ہاتھی پاؤں) کے علاج میں بھی خاصی مہارت حاصل تھی...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۴۲۱)

لاعلاج مریضوں کا علاج

ایک مریض کے دونوں ہاتھ پیر مفلوج ہو گئے تھے ڈاکٹروں کو دکھایا گیا سب نے

لاعلاج قرار دے کر علاج کرنے سے انکار کر دیا مریض کے تیماردار بہت مایوس ہوئے مریض کی عمر تقریباً ۲۰ رسال کی تھی اور وہ گونڈہ کا رہنے والا تھا ڈاکٹروں کی سمجھ میں مرض اسلئے نہیں آیا تھا کہ اسکی تشخیص نہیں ہو سکی تھی حکیم عبدالجلیل لکھنوی (آپ حکیم حافظ عبدالمجید لکھنویؒ (۱۹۵۰ء) کے دوسرے صاحبزادے ہیں اور ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ سے درس نظامی کی تکمیل کی اور طبی تعلیم حکیم عبدالمجیدؒ کے علاوہ حکیم عبدالمعیدؒ (م ۱۹۶۹ء) سے حاصل کی) کے پاس بھی اس مریض کولایا گیا آپ نے معائنہ کرنے کے بعد وجع المفاصل سوداوی تشخیص کیا اور اسی کے مطابق علاج کیا مریض کو پورا فائدہ ہو گیا...

اسی طرح ایک مریض جو بریلی شہر کا رہنے والا تھا....کو بے چینی، گھبراہٹ، نفخ شکم ڈکاروں کی کثرت اور اخراج ریاح کی شکایات تھیں ....حکیم صاحب نے اختلاج قلب بمشارکت معدہ تشخیص کیا اور اسی کے مطابق علاج کیا.....جس سے مریض کو شفاء حاصل ہو گئی...(تذکرہ خاندان عزیزی ص ۴۵۲)

دوا سے آپریشن

ضلع انبالہ کے رہنے والے ایک رئیس شخص کے علاج کیلئے حکیم سید محمد اسحاق (ہندستان کے ڈھائی سو سالہ مشہور طبی مرکز شفاخانہ یعقوبی کے یہ مشہور اور با کمال طبیب تھے انیسویں صدی کے آخری چند سالوں کے آس پاس پیدا ہوئے مدرسہ مظاہر علوم سہانپور کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہ چکے ہیں فن طب میں اس زمانے میں انکا کوئی ہم پلہ نہیں تھا بڑے بڑے علماء اور عوام آپکی حذاقت کے قائل تھے اور دور دور سے مریض آپکے پاس علاج کیلئے آتے تھے لیکن خود کہیں بہت کم جاتے تھے) کو بلایا گیا آپ تشریف لے گئے وہاں پہلے سے ہی ایک انگریز سول سرجن مریض کے معائنہ میں مصروف تھا حکیم صاحب چوں کہ بہت سادہ لباس پہنے ہوئے تھے اس لئے انگریز سرجن نے تعجب سے حکیم صاحب کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ مریض کے تیمارداروں نے بتایا کہ یہ حکیم صاحب ہیں اور مریض کے علاج کیلئے بلائے گئے ہیں انگریز سرجن نے مذاق کے لہجہ میں کہا کہ اچھا

یہ حکیم صاحب ہیں لیکن حکیم صاحب نے اسکی بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور مریض کا معائنہ کرنے لگے پھر فرمایا کہ مریض کے معدہ میں پھوڑا ہے اور اسی سے اتنی سوزش و بے چینی ہے انگریز ڈاکٹر کی بھی یہی تشخیص تھی اور وہ حکیم صاحب کی اس تشخیص پر متعجب ہوا اسنے کہا کہ ہم کل اس مریض کا آپریشن کرینگے یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا اسکے بعد حکیم صاحب نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور چاقو کی نوک سے ذرا سی دواء اس میں سے نکال کر مریض کو کھانے کیلئے دی اور کہا کہ یہ اسی سے ٹھیک ہو جائے گا...

آدھی رات کے قریب مریض کو اچانک قئے شروع ہوئی جس سے خون اور سارا مواد بہہ نکلا مریض کو اس سے بہت سکون ہوا اور وہ آرام کی نیند سو گیا دوسرے روز انگریز سول سرجن آپریشن کے تمام ضروری آلات وغیرہ کے ساتھ آپریشن کی غرض سے مریض کے پاس آیا اور مریض کو آرام سے دیکھ کر تعجب کرنے لگا کہ حکیم صاحب نے اسکو کون سی دوا دی ہے حکیم صاحب بھی وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ ہمارے پاس ایک ایسا نشتر ہے جسنے خود بخود پیٹ میں جا کر آپریشن کر دیا اور تمام زہریلا مواد پیٹ سے باہر نکال دیا یہ بات سنکر انگریز سرجن دنگ رہ گیا اور اسنے حکیم صاحب کو گود میں اٹھالیا اور کہنے لگا کہ ہم آپکو سرٹیفکٹ دیں گے حکیم صاحب بولے ہمیں آپکے سٹرفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے ہم تو دوسروں کو سٹرفکیٹ دیتے ہیں... (اطباء کی مختصر تاریخ ص۴...۵)

صرف دُور سے دیکھ کر تشخیص

سہارن پور کے ڈاکٹر برکت علی صاحب ایک مرتبہ ایک بچہ کو دیکھنے اسکے گھر گئے ڈاکٹر صاحب اپنے جدید آلات کے ذریعہ مریض کا معائنہ کر رہے تھے اتنے میں حکیم سید محمد یعقوب (آپ حکیم اسحاق صاحب کے چھوٹے بھائی تھے یہ بھی شفا خانہ یعقوبی کے نامور طبیب تھے ۱۳۲۰ھ میں شفا خانہ کے بانی حکیم سید محمد بخش کے وصال کے بعد مسند طب کو رونق بخشی اور حداقت طب میں انکے مقابلہ کے چند ہی لوگ تھے) بھی وہاں پہنچ گئے گھر والوں نے حکیم صاحب سے درخواست کی کہ آپ بھی بچہ کو ملاحظہ کرلیں حکیم صاحب بولے

کہ میں نے یہیں سے بیٹھے بیٹھے مریض کو دیکھ لیا ہے اسکو ورم جگر ہے وہاں موجود سبھی لوگ حکیم صاحب کی اس تشخیص پر حیرت زدہ رہ گئے...(اطباء کی مختصر تاریخ)

صحت مند عورت کی بیماری

ایک مرتبہ ایک بہت صحت مند وتنومند عورت اٹھلاتی ہوئی کہیں جا رہی تھی مولانا حکیم محمد طاہر (آپ پورہ معروف (اعظم گڑھ) کے ایک مشہور عالم دین کے فرزند تھے مریض کی نبض اور قارورہ کے بجائے صرف چہرہ اور چال ڈھال سے مرض کی تشخیص فرما لیتے تھے آپ کا طریقہ علاج بہت آسان تھا مفرد دواؤں کے تازہ خلاصہ سے علاج کرتے تھے اور ایک نسخہ تین یا چار دواؤں پر مشتمل ہوتا تھا قروح الکلیہ (زخم گردہ) کے مرض میں گرفتار ہو کر ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء میں وفات پائی اور اپنے آبائی قبرستان پورہ معروف میں دفن ہوئے) صاحب کی نظر اس پر پڑی آپنے دیکھتے ہی فرمایا کہ اس عورت کو دیکھ لو آج کس شان سے چل رہی ہے لیکن آٹھویں روز بیمار ہو کر اور سواری پر بیٹھ کر میرے یہاں آئے گی اور چلنے پھرنے کے لائق نہیں رہے گی حاضرین کو اس بات پر سخت تعجب ہوا اور حکیم صاحب سے کہا کہ آپ یہ کیا فرما رہے ہیں عورت اس قدر صحت مند ہے وہ اتنی جلدی کیسے بیمار ہو جائیگی کہ آٹھویں روز چلنے پھرنے تک سے معذور ہو جائے گی ایسا نہیں ہوسکتا حکیم صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کو یقین نہیں ہے تو آٹھویں روز کا انتظار کرو چنانچہ ٹھیک آٹھویں دن وہی عورت ڈولی پر سوار ہو کر بغرض علاج آپ کے مطب میں آئی آپ نے حاضرین سے پوچھا کہ دیکھ لو یہ وہی عورت ہے یا کوئی دوسری جملہ حاضرین نے ندامت کے ساتھ عرض کیا کہ بلاشبہ یہ وہی عورت ہے...(حیات طاہر ص ۲۱۴)

دولہن کی کلائی میں دھاگہ

ایک نئی نویلی دولہن اچانک بیمار پڑ گئی تشخیص کیلئے حکیم محمد طاہر صاحب بلائے گئے عورت تھی بے حد شرمیلی اور وہ بھی دولہن اس نے نبض دکھانے سے انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا کہ میں اپنا کوئی بھی حصہ جسم کا کسی غیر مرد کو چھونے کی اجازت نہیں دوں گی حکیم صاحب

نے فرمایا کہ اچھا اس کی کلائی کو بالکل چھپا دو اور اس کے اوپر ایک موٹا سا دھاگہ لپیٹ دو میں اسکے اوپر نبض کی حرکت کا اندازہ لگالوں گا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ نے نبض دیکھنے کے بعد اسکے مرض کی کیفیت صحیح صحیح بتادی اور نسخہ تجویز کر دیا...(حیات طاہر ص ۲۱۵)

مریض کی رفتار سے تشخیص

ایک عورت عرصہ دراز سے بیمار تھی اور محض اس وجہ سے علاج نہیں کراتی تھی کہ مجھے تشخیص کرانے کیلئے کسی حکیم کے سامنے آنا پڑے گا جو بہر حال غیر محرم تھا اسکے گھر والوں نے حکیم محمد طاہر سے آ کر سارا قصہ سنایا اور عورت کا علاج کرنے کی کوئی تدبیر دریافت کی حکیم صاحب نے کہا کہ اس عورت کو پردہ کے ساتھ میرے سامنے سے گزار دو میں اسکی رفتار سے مرض کو پکڑ لوں گا چنانچہ گھر والوں نے حکیم صاحب کو دروازے پر بٹھا دیا بس آپ نے اسکی چال دیکھ کر صحیح نسخہ تجویز کر دیا اور وہ عورت ٹھیک ہوگئی...(حیات طاہر ص ۲۱۵)

دیکھتے ہی تشخیص

ایک بار موضع پپڑی ڈیہہ میں حکیم محمد طاہر صاحب کسی ضرورت سے تشریف لے گئے جس جگہ آپ مقیم تھے اسکے قریب ایک کنواں تھا ایک عورت اس کنویں سے پانی بھرنے کیلئے آئی آپ کی نظر اچانک اس کی طرف اٹھ گئی بس دیکھتے ہی فرمایا کہ اس عورت کو سیلان الرحم (سیلان رحم عورتوں کا ایک مرض ہے جس میں سفید اور زردی مائل رطوبت رحم اور اندام نہانی سے خارج ہوتی رہتی ہے...انگریزی میں اسکو leucorrhoea کہتے ہیں) کی شکایت ہے آپ کی یہ بات بعض لوگوں کو بہت ناگوار معلوم ہوئی کچھ لوگوں نے کہا کہ اس عورت کو کوئی مرض نہیں ہے یہ اچھی خاصی ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ جا کر اسکے شوہر سے دریافت کرلو چنانچہ جب اس بات کی تصدیق کی گئی تو بالکل صحیح نکلی جملہ حاضرین حیرت زدہ اور معترضین انگشت بدنداں رہ گئے...(حیات طاہر ص ۲۱۵)

بغیر معائنہ کے تشخیص

موضع پپڑی ڈیہہ میں ہی ایک رئیس زمیندار بیمار پڑ گیا متعدد اطباء نے معائنہ کیا لیکن

سب علاج کرنے میں ناکام رہے مریض کی حالت نازک اور بہت تشویشناک تھی اسکو اپنے ہوش وحواس تک کی خبر نہیں تھی جب دیگر اطباء کی تدابیر کارگر نہ ہوئیں تو پورہ معروف سے مولانا حکیم محمد طاہرؒ کو بلوایا گیا آپ جب مریض کے کمرہ میں داخل ہوئے تو قدم رکھتے ہی بلکہ ابھی مکمل طور پر اندر داخل بھی نہ ہوئے تھے کہ بتلا دیا کہ اسکو بلغمی سرسام ہے نہ نبض دیکھی اور نہ ہی معائنہ کیا اور فرمایا کہ کسی وید کو بلا کر پچھنے لگوادو اتفاق سے اس وقت ایک وید باہر گھومتا ہوا مل گیا آپ کی حسب ہدایت پچھنے لگوائے گئے اسکے بعد فوراً مریض کو ہوش آ گیا پھر آپ نے اس کے واسطے نسخہ تحریر فرمایا جس کے استعمال سے بتدریج صحت ہوگئی...(حیات طاہر ص۲۱۶)

چور سے ہمدردی

ایک مرتبہ ایک چور نے آپس میں کچھ اختلاف ہو جانے کی وجہ سے اپنے ایک دوسرے چور ساتھی کی آنکھ میں مدار کا دودھ ڈال دیا چور ساتھی کو آشوب چشم کی شکایت تھی اس کا بہانہ یہ بنایا کہ اس سے کہا کہ میرے پاس اس مرض کی بہت اچھی دوا ہے اس سے تمہاری آنکھ بالکل ٹھیک ہو جائے گی چور ساتھی اسکی باتوں میں آ گیا اس طرح چور کو بدلہ لینے کا بہت اچھا موقع ہاتھ لگ گیا جیسے ہی مدار کا دودھ دوسرے چور کی آنکھ میں ڈالا گیا وہ درد سے تڑپ اٹھا اور فوراً دوڑا ہوا حکیم محمد طاہر صاحب کے پاس آیا حکیم صاحب نے آنکھ دیکھتے ہی بتا دیا کہ اس کی آنکھ میں کسی نے شیر عشر (مدار کا دودھ) ڈال دیا ہے انہوں نے کہا کہ اسکا علاج یہی ہے کہ اس کی آنکھ میں عرق گلاب میں بیضہ، مرغ کی سفیدی حل کر کے ڈال دی جائے ورنہ اسکی آنکھ ضائع ہو جائے گی چنانچہ اس دواء کے استعمال کرنے سے اس چور کی آنکھ بچ گئی اور بالکل ٹھیک ہوگئی...(حیات طاہر ص۲۱۷)

کتابیات

(۱) اطباء قدیم کے کلینکی مشاہدات، مولفہ حکیم محمد طیب، مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پریس ۱۹۷۱ء

(۲) اسلامی طب شاہانہ سرپرستیوں میں مولفہ مولوی معین الدین احمد رہبر فاروقی، مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن ۱۳۵۶ھ

(۳) اطباء اور ان کی مسیحائی حصہ اول مرتبہ حکیم محمد مختار اصلاحی، ناشر ناظم اصلاحی یونانی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی ۷، ۱۹۸۷ء

(۴) اطباء عہد مغلیہ، حکیم سید علی کوثر چاندپوری، ہمدرد اکیڈمی کراچی ۱۹۵۵ء

(۵) اسرار شریانیہ حکیم عبدالوہاب انصاری، مطبوعہ المطالع برقی پریس دلی سنہ ندارد

(۶) التصریف لمن عجز عن التالیف مولفہ حکیم ابوالقاسم خلف بن عباس الزہراوی الاندلسی۔ مطبع نامی لکھنؤ ۱۲۵۶ھ

(۷) آئینہ عباسی امروہہ، مولوی محمد محب علی خاں امروہوی، مطبع العلوم مرادآباد ۱۲۹۲ھ

(۸) المنجد فی اللغہ، اکیسواں ایڈیشن، دارالمشرق، پوسٹ بکس نمبر ۹۴۶ ۹، بیروت لبنان ۱۹۷۳ء

(۹) بچوں کا علاج، حکیم عبدالجلیل، جید پریس بلی ماران دہلی سنہ ندارد

(۱۰) بیت الحکمت کی طبی خدمات، حکیم وسیم احمد اعظمی ۱۹۸۹ء

(۱۱) تاریخ الاطباء، حکیم غلام جیلانی، مطبوعہ لاہور ۱۹۱۳ء

(۱۲) تذکرہ حضرت شاہ عبدالرحیم و شاہ ابوالرضا دہلوی مرتبہ مولانا نسیم احمد فریدی، الفرقان بکڈپو، نظیر آباد لکھنؤ ۱۹۸۹ء

(۱۳) تمدن عرب، گستاؤ لیبان، حیدرآباد دکن ۱۳۱۵ھ

(۱۴) تاریخ طب و اطباء قدیم حصہ اول، سید علی حیدر جعفری، نامی پریس لکھنؤ ۱۹۷۵ء

(۱۵) تذکرۃ الاطباء (ماہنامہ انیس صحت کی اشاعت خاص) حکیم محمد صلاح الدین نعمانی
مکتبہ انیس صحت، قصر الحکمت لاہور، جنوری، فروری ۱۹۵۵ء

(۱۶) تذکرہ علماء ہند، مؤلف مولوی رحمان علی مترجم محمد ایوب قادری مطبوعہ مشہور آفسیٹ
پریس کراچی ۱۹۶۱ء۔

(۱۷) تاریخ طب، حکیم سید محمد حسان نگرامی، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی ۱۹۸۹ء

(۱۸) تاریخ طب مولفہ آغا اشرف، جلال الدین ہسپتال بلڈنگ اردو بازار لاہور۔

(۱۹) تاریخ حکمائے یونانی (اردو ترجمہ) احسان اللہ وکیل عدالت دیوانی، مطبع ریاض الاخبار
گورکھپور، مئی ۱۸۸۳ء۔

(۲۰) تاریخ اطباء قدیم وجدید، حکیم سید محمد علی جامعی، مطبع طالب پریس سہارنپور ۱۹۸۴ء

(۲۱) تشخیص وتجویز مسیح الملک مرتبہ حکیم وڈاکٹر غلام نبی لاہوری (ماہنامہ خزینۃ الحکمت
کا خاص نمبر) سن ندارد

(۲۲) تذکرہ خاندان عزیزی، حکیم سید ظل الرحمن، لیتھو کلر پرنٹرس، علی گڈھ ۱۹۷۸ء

(۲۳) تاریخ الحکماء اردو ترجمہ، مولانا محمد ادریس، مکتبہ شرقیہ چاند بلڈنگ عقب جامع مسجد دہلی [illegible]

(۲۴) تذکرہ کاملان رام پور، حافظ احمد علی خاں شوق، ہمدرد پریس دہلی ۱۹۲۹ء

(۲۵) تاریخ اطباء بہار، حکیم محمد اسرار الحق، پٹنہ، لیتھو پریس پٹنہ ۱۹۸۰ء

(۲۶) تاریخ دار العلوم دیوبند، سید محبوب رضوی ج ۲۔ ادارہ اہتمام دار العلوم دیوبند، یوپی

(۲۷) تاریخ اسلام حصہ دوم، مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی، شائع کردہ دار الکتاب دیوبند

(۲۸) تاریخ طب واطباء دور مغلیہ، الطاف احمد اعظمی، مکتبہ قاسمی ۵۴۳ مٹیا محل جامع مسجد [illegible]

(۲۹) چہار مقالہ مع حواشی وتعلیقات، نظامی عروضی سمرقندی مطبوعہ تہران [illegible]

(۳۰) چند مشہور طبیب اور سائنسداں، ہمدرد اکیڈمی کراچی ۱۹۷۸ء

(۳۱) حیات اجمل، قاضی محمد عبد الغفار، انجمن ترقی اردو علی گڈھ، ستمبر [illegible]

(۳۲) حکمائے اسلام (حصہ دوم) سید سلیمان ندوی، مطبع معارف اعظم گڈھ ۱۹۵۶ء

(۳۳) حکیم اجمل خاں، غفران احمد ایم۔ اے، مطبع فیضان بک سپلائرز، گلی قاسم جان دہلی ۱۹۸۵ء

(۳۴) حکایات الاطباء زیر نگرانی حکیم محمد حسن قرشی، لاہور (ادارہ مشیر الاطباء کی خاص اشاعت)

(۳۵) حیات طاہر، مولانا محمد عثمان معروفی، مدرسہ معروفیہ پورہ معروف اعظم گڈھ ۱۹۶۷ء

(۳۶) خلاصۃ التجارب مولفہ بہاء الدولہ حکیم محمد حسین نوربخشی (م ۱۵۵۷ء) مطبع احمدی و محمدی
مولوی شیخ امراؤ علی، جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ

(۳۷) رموز الاطباء ج ۱۔ مرتبہ حکیم محمد فیروز الدین، مطبع شیخ برکت علی اینڈ سنز، کشمیری بازار
لاہور، اکتوبر ۱۹۱۱ء۔

(۳۸) رموز مطب، مرتبہ حکیم محمد حسن قریشی، لاہور ۱۹۲۶ء

(۳۹) سفینۃ الاولیاء، شہزادہ دارا شکوہ مترجم محمد وارث کامل، صابری بکڈپو دیوبند

(۴۰) صد پارۂ دل یا تذکرہ مشاہیر عالم، مولوی عبدالحلیم شرر، مطبع دہلی اپریل ۱۹۱۸ء

(۴۱) طبی مقالات، حکیم افتخار الحق تکمیلی، نامی پریس لکھنؤ، نومبر ۱۹۸۵ء

(۴۲) طب اسلامی کی افادیت و ضرورت، حکیم رشید اشرف ندوی، مطبع لاہور ۱۹۸۵ء

(۴۳) طب کی تاریخ خواجہ حسن نظامی، مطبع نظام الدین، نئی دہلی ۱۹۵۹ء

(۴۴) طب العرب۔ اردو ترجمہ اریبین میڈیسن مولفہ ای۔ جی براؤن، مترجم حکیم علی احمد نیر واسطی۔
مطبوعہ لاہور ۱۹۵۴ء

(۴۵) عیون الانباء فی طبقات الاطباء (اردو ترجمہ) ابن ابی اصیبعہ، سی سی آر یو، ایم
نئی دہلی ۱۹۹۰ء

(۴۶) عدد السنین والحساب۔ مولانا ابرار حسین فاروقی گوپاموی مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڈھ

(۴۷) قانون ابن سینا اور اس کے شارحین، حکیم سید ظل الرحمٰن، علی گڈھ پبلیکیشنز ڈویژن
اے ایم یو علی گڈھ ۱۹۸۶ء۔

(۴۸) قانون ادویہ، حکیم سید ایوب علی۔ لیتھو کلر پرنٹرس اچل تال علی گڈھ ۱۹۸۳ء
(۴۹) کتاب التیسیر (اردو ترجمہ) ابن زہر، سی سی آر یو ایم نئی دہلی۔
(۵۰) لطائف علمیہ اردو ترجمہ کتاب الاذکیا، مولفہ امام ابن جوزی مترجمہ اشتیاق احمد صاحب
اشتیاق بکڈپو دیوبند۔
(۵۱) مثنوی مخزن الاسرار، نظامی گنجوی رح، مطبع کریمی لاہور، سنہ ندارد
(۵۲) مثنوی مولانائے روم دفتر اول، مترجم مولانا قاضی سجاد حسین، ناشر سب رنگ
کتاب گھر دہلی ۶، ستمبر ۱۹۷۴ء
(۵۳) محدث گنگوہی، مولانا مقبول احمد سیوہاروی، الجمعیۃ پریس دہلی ۱۹۶۱ء
(۵۴) میرے زمانے کی دلی از ملا واحدی، مطبوعہ مشہور پریس، کراچی، جون ۱۹۵۸ء
(۵۵) مخزن الجواہر، ڈاکٹر غلام جیلانی، لاہور، ۱۹۲۳ء
(۵۶) مشاہیر پورہ معروف، مولانا محمد عثمان معروفی، نیشنل آرٹ پرنٹرس، الہ آباد ۳ دسمبر ۱۹۷۶ء
(۵۷) نزہتہ الخواطر جلد ۸، مولوی حکیم عبدالحئی حسنی، حیدرآباد، ۱۹۷۰ء
(۵۸) ہسٹری آف دی عربس، پی۔ کے ہٹی، دسواں ایڈیشن، میک ملن پریس لندن ۱۹۷۷ء
(۵۹) ہندستان کے مشہور اطبا، حکیم حافظ سید حبیب الرحمن، ترقی اردو بیورو یونٹی دہلی ۱۹۸۸ء
(۶۰) یادگار سلف (تذکرہ اطبا)، سید برکات احمد لکھنوی، قومی پریس لکھنؤ سنہ ندارد
(۶۱) ہماری طب میں ہندؤں کا ساجھا، حکیم عبداللطیف فلسفی مرحوم، نیشنل پرنٹرس کمپنی، مسلم
یونیورسٹی پریس علی گڈھ۔

اخبارات و رسائل

(۱) اخبار الطب کراچی، اپریل ۱۹۸۵ء

(۲) رسالہ ارمغان، حکیم کبیر الدین، دفتر المسیح، نور اللامرا، حیدر آباد دکن ۱۹۵۴ء

(۳) سالانہ میگزین، سہارنپور طبیہ کالج سہارنپور ۸۸-۱۹۸۷ء

(۴) سوغات، نئی دہلی، جون ۱۹۵۶ء

(۵) طبی میگزین لاہور، نومبر ۱۹۵۹ء

(۶) طبی ڈائجسٹ (اجمل نمبر) مدیر حکیم محمد صلاح الدین، حیدر آباد، سنہ ندارد۔

(۷) طبی ڈائجسٹ حیدر آباد، مدیر حکیم محمد صلاح الدین نعمانی، مئی جون ۱۹۶۱ء

(۸) قومی آواز (ضمیمہ) نئی دہلی، ۱۴ جنوری ۱۹۹۰ء

(۹) ماہنامہ الحکیم، لاہور، مارچ ۱۹۳۹ء ستمبر ۱۹۳۹ء اکتوبر ۱۹۵۹ء

(۱۰) ماہنامہ مسیح الملک، کراچی، مدیر حکیم محمد ایوب حسن، اپریل ۱۹۵۱ء

(۱۱) ماہنامہ مسیح الملک، دہلی، مرتبہ حکیم محمد مظہر الدین اجملی ۱۹۴۳ء

(۱۲) ماہنامہ مشیر الاطباء لاہور، نومبر ۱۹۵۹ء

(۱۳) ماہنامہ انیس صحت، لاہور، اگست ۱۹۶۳ء

(۱۴) ماہنامہ حسن و صحت کلکتہ، اکتوبر ۱۹۶۳ء۔

(۱۵) ماہنامہ ہمدرد صحت، دہلی سنہ ندارد

(۱۶) ماہنامہ صحت کراچی، اگست ۱۹۵۰ء

(۱۷) ماہنامہ رہنمائے صحت، مدیر عبد الرحیم اشرف، لاہور، جنوری ۱۹۶۴ء

(۱۸) ماہنامہ شمس الاطبا، لاہور، نومبر ۱۹۵۹ء۔

(۱۹) ہمدرد طبی کالج میگزین ۱۹۸۳ء ۱۹۸۴ء

(۲۰) ہمدرد پندرہ روزہ، ایڈیٹر حکیم عبدالحمید، ۱۵ر جنوری ۱۹۹۲ء۔

(۲۱) ماہنامہ الرشید کا دارالعلوم دیوبند نمبر۔

(۲۲) جریدہ الطبیب جے پور، اپریل و مئی ۱۹۸۷ء ایڈیٹر حمداللہ فراحی۔

(۲۳) ہفت روزہ اخبار حرم لکھنؤ، ایڈیٹر مولانا عبدالمومن فاروقی ۱۹۶۳ء۔

جدید

میڈیکل کے مسائل کا حل

قرآن وسنت کی روشنی میں

خواتین کے جدید مسائل کا حل

میڈیکل سائنس سے متعلق احکام
خواتین کیلئے علاج معالجہ اور پاکی ناپاکی کے ضروری مسائل
مریض ومعالج کے بارہ میں اہم شرعی ہدایات
ایک ایسا جدید مجموعہ جس کا مطالعہ ہر مسلمان مرد و
عورت کیلئے بالعموم اور معالجین ڈاکٹر وحکیم حضرات کیلئے
بالخصوص نہایت ضروری اور بہت نافع ہے

ازافادات

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ
شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی
ڈاکٹر محمد طیب احمد ملتان ۔۔ ڈاکٹر محمد امجد احسن علی کراچی
ودیگر اکابر

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

General Rs260

000001 001730

Atibba ka Hairat Anga

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240